حصہ دوم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیرتِ غوثِ اعظم

مرتب

علامہ نذر محمد قادری

کتب خانہ حاجی نیاز احمد

ناشران تاجران کتب

اندرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 571218

کراماتِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ

کرامت اثبات ولایت کی سب سے بڑی روشن دلیل ہے۔ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولایت چونکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لئے آپ کی کرامات بھی برحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو بڑی بلند شان سے نوازا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ کرامات بھی عطا فرمائیں۔ کرامت کا اظہار غیبی طاقت کے ذریعے ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے ولی کو مکرم رکھنے کیلئے عقل کو حیران کرنے والا واقعہ اپنے ولی کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے جو کرامت کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ذریعے بے شمار کرامات کا اظہار کیا۔ لہٰذا سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامات کا کثرت سے ہونے پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامات کی تعداد حد شمار سے افزوں ہے اور اکثر پایۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے زمانہ میں کوئی شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بڑھ کر صاحب کرامت نہیں دیکھا جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا۔

شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامت جس قدر تواتر سے منقول ہے اور کسی ولی کی نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول ہے کہ جس کثرت کے ساتھ معتبر اور ثقہ راویوں کی زبانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں اور کسی ولی کی کرامات اس طرح نہیں پہنچیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی یہی بات کہی ہے کہ آپ کی کرامات روزِ روشن کی طرح واضح اور بے شمار ہیں۔

آپ کے دور کی قریب ترین کتاب بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر اور خلاصۃ المفاخر ہے۔ انہی کتب کے حوالہ سے آپ کی کچھ کرامات اور کمالات پیشِ خدمت کیے جاتے ہیں۔

لڑکا پیدا ہونے کی پیشن گوئی

خضر الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم موصل جاؤ گے وہاں تمہارے ہاں اولاد ہوگی۔ پہلی دفعہ لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہے جب وہ سات سال کا ہوگا تو بغداد کا ایک علی نامی نابینا شخص چھ ماہ میں قرآن پاک حفظ کرادے گا اور تم 94 سال 6 ماہ اور 7 دن کی عمر میں اربل شہر میں انتقال کروگے اور تمہاری سماعت، بصارت اور اعضاء کی قوت اس وقت بالکل صحیح وتندرست ہوگی۔

چنانچہ خضر الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ابو عبداللہ محمد نے بیان کیا ہے کہ میرے والد ماجد خضر الحسینی موصل شہر میں آخر قیام پذیر ہوئے اور وہیں ماہ صفر المظفر ۵۶۱ھ میں میری ولادت ہوئی جب میں سات برس کا ہوا تو والد محترم نے میری تعلیم کیلئے ایک جید حافظ قرآن کی تقرری فرمائی۔ والد بزرگوار نے جب ان کا نام اور وطن پوچھا تو حافظ صاحب نے اپنا نام علی اور اپنا وطن بغداد شریف بتایا۔ بعدازاں میرے والد ماجد نے فرمایا کہ ان واقعات سے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے پہلے ہی مطلع فرمادیا تھا، پھر ۹ صفر المظفر ۶۲۵ھ کو میرے والد ماجد کو چورانوے سال چھ ماہ اور سات دن کی عمر میں انتقال ہوا اور آپ کے تمام حواس اور اعضاء بالکل صحیح تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

مخفی حالت کا علم

ابوالفرح بن الہمامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتدا میں غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات کا اِنکار کرتے تھے لیکن آپ سے ملاقات کرنے کا بھی شوق تھا۔ ایک دن عصر کے وقت آپکے مدرسہ کے قریب سے گزرے، اس وقت مدرسہ کی مسجد میں نمازِ عصر کی تکبیر کہی جارہی تھی اور جماعت کھڑی ہوگئی۔ ابوالفرح کو عجلت میں وضو کرنا یاد نہ رہا اور دوڑ کر جماعت میں شامل ہوگئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فرزند من! تم نے غلطی سے نماز بے وضو پڑھ لی ہے وضو کرکے دوبارہ نماز ادا کرو۔ ابوالفرح حیران رہ گئے اور اسی دن سے آپ کے معتقد ہوگئے۔

آپ کا عطا کردہ نام

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح الہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خادم تھے...... بیان کرتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے محمد طویل کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ بندہ نواز! میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم طویل العمر ہو اور طویل الاسفار ہو۔ چنانچہ جیسا حضرت نے فرمایا اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ شیخ ابوعبداللہ محمد ابن ابوالفتح الہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر 137 سال ہوئی اور انہوں نے دور دراز کے ممالک حتیٰ کہ کوہ قاف تک سیر وسیاحت کی۔ (قلائد الجواہر)

لوگوں کا متوجہ ہونا

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے دن حضرت کے ہمراہ جامع مسجد کو جارہا تھا کہ اس دن کسی شخص نے آپکی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی سلام کیا۔ میں نے دل میں سوچا، یہ عجیب بات ہے کہ اس سے قبل ہر جمعۃ المبارک کو ہم بڑی مشکل سے ملنے والے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد تک پہنچا کرتے تھے دل میں یہ خیال گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور لوگوں نے آپ کو سلام عرض کرنا شروع کردیا اور اس قدر ہجوم ہوگیا کہ میرے اور شیخ کے درمیان لوگ حائل ہوگئے پھر میں نے اپنے ہی دل میں کہا کہ وہ حال اس سے بہتر تھا تو حضرت نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ بات تم نے خود ہی چاہی تھی۔ تم کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو ان کو پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔ (نفحات الانس)

باطن کا حال جان لیا

ابوالفضل احمد بن قاسم بزاز کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کیلئے ایک ایسا نفیس کپڑا درکار ہے جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو۔۔۔۔۔۔ میں نے کپڑا تو دے دیا لیکن دل میں خیال کیا کہ شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بادشاہوں جیسا لباس پہنتے ہیں۔ اتنا خیال آنا تھا کہ میں نے پاؤں کے تلوے میں شدید درد محسوس کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سوئی چبھ گئی ہے درد کی شدت سے میں بے حال ہوگیا لیکن وہ کسی صورت کم ہوتا دکھائی نہیں دیتا تھا بالآخر میں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لے چلو۔ لوگ مجھے آپکی خدمت میں لیکر پہنچے تو آپ نے فرمایا، ابوالفضل تو میری خوش پوشی پر اعتراض کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میں حکم الٰہی کے بغیر اچھا نہیں پہنتا، لوگ مردوں کو اچھا کفن دیتے ہیں اور مجھ کو یہ کفن ہزار موت کے بعد حاصل ہوا پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے پاؤں پر پھیرا ایک لخت میرا درد موقوف ہوگیا اور میں اٹھ کر پھرنے لگا۔ (قلائد الجواہر)

بادشاہ کی قربت کی خبر

ابوالمجر حامد الحرانی الخطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا مصلّی بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا، اے حامد! تو بادشاہوں کی بساط (دسترخوان) پر بیٹھو گے تو جب میں حران واپس آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کردیا تو اس وقت حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔ (قلائد الجواہر)

عزت اور شہرت کی بشارت

شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے سرتاج العلماء تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں پہلے پہلے بغداد آیا تو کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم و فضل کی شہرت سن کر آپکے مدرسہ میں آیا اور باہر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باآواز بلند فرمایا، عبدالرزاق باہر جا کر دیکھو کون آیا ہے؟ وہ باہر آئے اور مجھے دیکھ کر اندر چلے گئے اور حضرت کو بتایا کہ ایک نوجوان باہر بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نوجوان صاحب علم و فضل ہوگا اور عزت و ناموری کے تخت پر بیٹھے گا، اسے اندر لے آؤ۔ چنانچہ شیخ عبدالرزاق مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے مجھے کھانا کھلایا اور فرمایا لوگ تم سے نفع اٹھائینگے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ انکو تیری ضرورت ہوگی اور اللہ تعالیٰ تجھے عزت اور شہرت عطا کریگا۔
اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے نوازا اور میں مختلف علوم و فنون میں ماہر ہو کر شہرت اور عزت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا اور ہمیشہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کرتا رہا۔

دل کی بات کا علم

شیخ ابوالبقا العکبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس وعظ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس عجمی کا کلام سنتے چلیں۔ اس سے پہلے مجھے آپ کا وعظ سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ وعظ فرما رہے تھے آپ نے اپنا کلام چھوڑ کر فرمایا، اے آنکھ اور دل کے اندھے اس عجمی کا کلام سن کر کیا کرے گا...... آپ کا یہ فرمان سن کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور آپ کے منبر کے قریب جا کر عرض کیا کہ مجھے خرقہ پہنائیں۔ چنانچہ آپ نے خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری عاقبت کی مجھے اطلاع نہ فرماتا تو تم گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر)

خیانت کرنے سے بچالیا

شیخ ابوبکر تمیمی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جا رہا تھا راستے میں ایک جیلانی مسافر کا ساتھ ہوگیا اثنائے سفر وہ شخص سخت بیمار ہوگیا حتیٰ کہ اسے اپنے مرنے کا پورا یقین ہوگیا چنانچہ اس نے مجھے دس دینار ایک چادر اور ایک کپڑا دیا اور وصیت کی کہ جب بغداد واپس جاؤ تو یہ چیزیں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے درخواست کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، اس کے بعد وہ فوت ہوگیا۔
حج کے بعد میں بغداد واپس آیا تو میری نیت بدل گئی اور میں نے اس مرحوم شخص کی امانت اپنے پاس رکھ لی۔ ایک دن میں کہیں جا رہا تھا کہ سرراہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوگئی، میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا اور فرمایا ابوبکر! تم دس دینار کی خاطر خوفِ خدا سے عاری ہوگئے۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا...... جب ہوش آیا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اس جیلانی کی امانت لا کر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ (بہجۃ الاسرار)

لڑکے کی ولادت کی خبر

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ سیّدنا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت علیل ہوگئے اور ہم ان کے اردگرد آبدیدہ ہوکر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے مجھے فرمایا، ابھی مجھے موت نہیں آئے گی میری پشت میں یحییٰ نامی لڑکا ہے جس کی ضرور پیدائش ہوگی ......سو آپ کے فرمان کے مطابق صاحبزادہ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کا نام یحییٰ رکھا، پھر آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ (قلائد الجواہر)

کھجوروں کی خواهش

شیخ ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن قزعلی الترکی سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مظفر نامی بزرگ جوامل الجرمیہ میں سے تھے انہوں نے مجھے بیان فرمایا کہ گرمیوں کے دِنوں میں آپ کے مدرسہ کی چھت پر گیا اور وہاں ایک طرف کمرہ تھا جس میں آپ تشریف فرماتے تھے آپ کے کمرہ میں ایک چھوٹا دریچہ تھا جب میں اس کمرہ میں حاضر ہوا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کھجور کے چار پانچ دانے ملیں تو میں کھاؤ...... یہ خواہش دل میں پیدا ہوئی ہی تھی کہ آپ نے الماری کا دروازہ کھولا اور اس سے کھجور کے پانچ دانے نکال کر عنایت فرمائے۔ (قلائد الجواہر)

موضوع پر تقریر

شیخ ابوالحسن سعید الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں ۵۲۹ھ میں ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اس وقت آپ زہد کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ معرفت کا مضمون بیان کریں آپ نے یکا یک زہد کا موضوع چھوڑ کر معرفت کے موضوع پر تقریر شروع کردی ...... پھر میں نے چاہا کہ آپ شوق کے موضوع پر کلام فرمائیں آپ نے فوراً شوق کے موضوع پر تقریر شروع کردی ...... اب میں نے چاہا آپ فنا و بقا کے مسئلہ کی وضاحت کریں۔ آپ نے فنا و بقا کا مسئلہ بیان شروع کردیا...... پھر میرا دل غیبت وحضور کے موضوع پر آپ کے ارشادات سننے کیلئے بے تاب ہوا آپ نے اسی موضوع پر ایک سیر حاصل تقریر فرمادی...... پھر باآواز بلند فرمایا، ابوالحسن! تمہیں یہی کافی ہے میں فرط حیرت سے دم بخود ہوگیا اور پھر عالم بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ (بہجۃ الاسرار)

موت کی پیشتر اطلاع

آپ کا ایک شاگرد علم فقہ میں نہایت غبی اور کند ذہن تھا لیکن آپ اس کے ساتھ بہت محنت کرتے۔ آپکے ایک عقیدت مند ابن سحل نے ایک دن کہا، سیّدی! آپ ایسے کند ذہن طالب علم پر ایسی محنت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہفتہ بعد یہ محنت ختم ہو جائیگی۔ ابن سحل کہتے ہیں کہ جب ساتواں دن آیا تو وہ طالب علم یکا یک بیمار ہو گیا اور شام سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

بھوک اللہ کا خزانہ ہے

شیخ ابو محمد الجونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر بڑی تنگ دستی کے دن آئے اور میرے اہل وعیال فاقے پر فاقہ کر رہے تھے، اسی حالت میں میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا، جونی! بھوک اللہ تعالیٰ کا ایک خزانہ ہے جسے دوست رکھتا ہے اسی کو عطا فرماتا ہے جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! تو نے اب تک میرے لئے فقر وفاقہ اختیار کیا ہے، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تجھے خود کھلاؤں گا۔ حضرت کے ارشادات سن کر میں مبہوت ہو گیا پھر فرمایا کہ جو شخص اپنی مصیبت کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دگنا اجر دیتا ہے۔ اے جونی! فقر کو چھپانے ہی میں بہتری ہے پھر آپ نے پوشیدہ طور پر کچھ دیا اور اسے مخفی رکھنے کی تاکید فرمائی۔ (قلائد الجواہر)

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا خیال

شیخ محمد بن الخضر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں تھا کہ دفعتاً شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا خیال دل میں آیا تو آپ نے فرمایا اے خضر! شیخ احمد کی زیارت کرلو۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ذی وقار بزرگ نظر آئے میں نے اٹھ کر ان کو سلام کیا اور ان سے مصافحہ کیا تو شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے فرمایا اے خضر! جو شخص شہنشاہ اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت سے مشرف ہو اس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو اور میں بھی حضرت کی ہی رعیت سے ہوں...... یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد جب شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل وصورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف میں آپ کی آستین میں دیکھا تھا...... حاضر ہونے پر شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ (قلائد الجواہر)

چھت گرنے کی اطلاع

محرم ۵۵۹ھ میں ایک دن سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکا یک آپ اٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو بھی باہر آنے کیلئے کہا، سب لوگ دوڑ کر باہر آئے ان کا باہر آنا تھا کہ مکان کی چھت دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے آواز آئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے۔ چنانچہ میں باہر آ گیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا کہ کوئی دب نہ جائے۔ (قلائد الجواہر)

مخفی حالات سے با خبری

شیخ زین الدین ابو الحسن مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ حج کر کے بغداد آیا۔ ہمارے پاس سوائے ایک چھری کے کچھ نہ تھا اسے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے لیکن شکم سیر نہ ہوئے۔ اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں دیکھ کر خادم سے فرمایا کہ چند فقراء حجاز سے آئے ہیں ان کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا غریبوں نے اسے فروخت کر کے چاول کھائے لیکن ان کا پیٹ نہیں بھرا، ان کیلئے کھانا لاؤ......

ہم حضرت کی گفتگو سن کر سخت حیران ہوئے۔ خادم کھانا لائے تو میرے دل میں شہد کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور میرے رفیق کو کھیر کی اشتہا پیدا ہوئی۔ اتنے میں خادم دو طباق لایا ایک میں کھیر تھی اور دوسرے میں شہد۔ خادم نے کھیر والا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور شہد والا میرے دوست کے سامنے۔ آپ نے فرمایا، نہیں نہیں شہد کا طباق زین الدین کے سامنے رکھو، کھیر کا اسکے ہمراہی کے سامنے۔ میں اب بے اختیار ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا مرحبا واعظ مصر! میں نے عرض کی حضور! یہ آپ کیا فرماتے ہیں مجھے الحمد شریف پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے ایسا کہنے کا حکم ہوا ہے۔ پھر میں نے آپ کی شاگردی اختیار کی اور سال بھر آپ کی خدمت میں رہ کر مختلف علوم وفنون میں درجہ کمال حاصل کیا۔ پھر آپ کی اجازت سے بغداد میں وعظ کہنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے آپ سے مصر جانے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے ہدایت کی کہ دمشق پہنچنے پر تمہیں ترکی فوج ملے گی جو مصر پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہی ہوگی اس کے جرنیل سے مل کر کہہ دینا کہ اس سال مصر مت جاؤ ورنہ ناکام ہو جاؤ گے البتہ اگلے سال آؤ تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

چنانچہ جب دمشق پہنچا تو مجھے ترکی کی فوج ملی، میں نے اسکے سپہ سالار کو مل کر کہا کہ اس سال تم کامیاب نہیں ہو سکتے اگلے سال آنا لیکن سپہ سالار مُصر رہا کہ ہم اسی سال مصر پر حملہ کریں گے۔ میں ترکی فوج کو وہیں چھوڑ کر مصر پہنچا وہاں خلیفہ مصر ترکوں کے مقابلے کیلئے تیاری میں مصروف تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ان شاء اللہ ترکی فوج شکست کھائے گی اور تم فتح یاب ہو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب ترکی فوج شکست کھا کر مصر چلی گئی تو خلیفہ مصر نے میری بے حد قدر افزائی کی۔ دوسرے سال ترکوں نے پھر مصر پر حملہ کیا اور اس دفعہ وہ کامیاب ہو گئے مصر پر قابض ہو کر انہوں نے بھی میری بہت عزت کی۔ اس طرح دونوں سلطنتوں کی جانب سے مجھے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہو گئے اور یہ سب سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے ہوا۔ مصر میں میرے مواعظ وخطبات نے بھی بہت شہرت حاصل کی اور میں حضرت کے ارشاد کے مطابق واعظ مصر کے لقب سے پکارا گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

پیش گوئی درست نکلی

شیخ ابوسعد عبداللہ تمیمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے جوانی میں طلب علم کیلئے بغداد کا سفر کیا۔ مدرسہ نظامیہ میں ابن السقاء اور میں اکٹھے پڑھتے تھے ہم دونوں مل کر عبادتِ الٰہی میں بڑی کوشش کرتے اور نیک لوگوں کی زیارتیں کرتے۔ انہی دنوں بغداد میں ایک ایسے آدمی کا شہرہ تھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ غوث وقت ہے جب چاہتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے چھپ جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی، ابن السقاء اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کی زیارت کریں۔ ان دِنوں شیخ عبدالقادر نوجوان تھے۔ راستے میں ابن السقاء نے کہا کہ میں تو اس سے ایک ایسا مسئلہ پوچھونگا اور دیکھونگا کہ اس بارے میں وہ کیا کہتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بولے معاذ اللہ میں اس سے کچھ پوچھوں میں تو اس کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ ہم وہاں پہنچے تو وہ موجود نہ تھا تھوڑی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے ابن السقاء کی طرف رخ کر کے اس نے کہا اے ابن السقاء! تیرے لئے خرابی ہو تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھے گا جس کا جواب مجھے معلوم نہیں، لے سن! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے اندر کفر کی آگ بھڑک رہی ہے پھر میری طرف نگاہ اٹھائی اور کہا اے ابوعبداللہ! تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھے گا پھر دیکھے گا کہ میں اس کے بارے میں کیا کہتا ہوں؟ تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اپنی بے ادبی کی وجہ سے تو دُنیا میں کانوں کی لو تک دھنس جائے گا۔ پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھا انہیں قریب بلایا اور عزت دی پھر کہا عبدالقادر! اپنے ادب کی وجہ سے تو نے اللہ اور اس کے رسول کو راضی کیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا ہے اور اس وقت تو نے کہا ہے کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اپنے وقت کے تمام اولیاء نے تیری عظمت کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکالی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا اور پھر ہم نے اسے کبھی نہ دیکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارگاہ خداوندی میں قرب اور مقبولیت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں اور خاص و عام سب لوگوں نے اس پر اتفاق کیا وہ وقت بھی آ گیا جب آپ نے فرمایا قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله اور اس دور کے اولیاء نے آپکی اس فضیلت کا اقرار بھی کر لیا۔ اب ابن السقاء کا قصہ سنئے...... اس نے علوم شرعیہ میں کمال حاصل کیا اور اپنے زمانے کے بیشتر علماء پر اس نے فضیلت حاصل کر لی۔ تھوڑے دنوں میں اس کی شہرت پھیل گئی کہ تمام علوم میں اس سے

کوئی مناظرہ نہیں کرسکتا۔ وہ فصیح اللسان اور اچھے اطوار کا مالک تھا چنانچہ خلیفہ وقت نے اسے اپنے مقربین میں داخل کیا اور کچھ عرصہ بعد بادشاہ روم کی طرف اسے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ اپنی فصاحت، مختلف علوم میں مہارت اور عقلمندی کے باعث بادشاہ روم کے دل میں اس نے گھر کرلیا۔ بادشاہ نے نصرانی علماء اور واعظین کو بلوا کر ابن السقاء کا ان سے مناظرہ کرایا مگر اس نے ان تمام کو لاجواب اور عاجز کردیا۔ اس بات سے بادشاہ کی نگاہ میں اس کی قدر ومنزلت اور بھی بڑھ گئی۔

اسی دوران میں اچانک بادشاہ کی لڑکی پر اس کی نظر پڑ گئی تو اسے دل دے بیٹھا اس نے بادشاہ سے خواہش ظاہر کی کہ یہ لڑکی وہ اس کے نکاح میں دے دے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ اس شرط پر ہوسکتا ہے کہ تم نصرانی مذہب اختیار کرلو۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ابن السقاء نے نصرانی مذہب قبول کرلیا اور اس لڑکی سے شادی کرلی ۔ اس وقت اس غوث کی بات یاد آئی اور خیال آیا کہ یہ ساری مصیبت اس کی بے ادبی کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

رہا میں (راوی) سو میں دمشق میں آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھے بلا کر زبردستی وزارت اوقاف کا منتظم بنادیا۔ دنیا مجھ پر غلبہ کرنے لگی اور میں اس میں گل گل دھنس گیا۔ الغرض غوث کا فرمان ہم میں سے ہر ایک کیلئے سچا ثابت ہوا۔ (خلاصۃ المفاخر)

دعا کے ذریعے مرید کی اصلاح

شیخ ابوالغنائم شریف حسینی دمشقی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے سیّدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خادم ایک ہی رات میں ستر بار بدخوابی کا شکار ہوا، وہ اپنے آپ کو خواب میں ہر بار ایک نئی عورت سے صحبت کرتے دیکھا ان میں سے بعض عورتوں کو پہچانتا تھا اور بعض اسکی ناواقف تھیں۔ صبح اٹھا تو حضرت شیخ کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے رات والے واقعہ کی شکایت کرے۔ اس کے کچھ بولنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ رات والے واقعے سے پریشان نہ ہو، میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کی طرف دیکھا تو اس میں پایا کہ فلاں فلاں ستر عورتوں سے زنا کا ارتکاب کرے گا، آپ نے ان عورتوں کے نام اور صفات بھی اسے بتائے جن میں سے بعض کو وہ جانتا تھا اور بعض اس کیلئے ناواقف تھیں...... چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اس نے بیداری سے یہ امر خواب میں منتقل کردیا۔ (خلاصہ المفاخر)

بیمار لڑکے کا تندرست ہونا

شیخ ابوالحسن القرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ منکرین کی ایک بہت بڑی جماعت دو ٹوکرے جن کا منہ بند کیا ہوا تھا، لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ ان میں کیا چیز ہے؟ آپ نے ایک ٹوکرے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ اس میں ایک بچہ ہے جو اپاہج ہے۔ حضرت نے اپنے صاحبزادے عبدالرزاق کو حکم فرمایا کہ اس ٹوکرے کا منہ کھولا۔ کھولا گیا تو اس میں اپاہج بچہ تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا پھر آپ نے دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا اس میں صحت منداور بالکل صحیح بچہ ہے اس ٹوکرے کا منہ کھول کر بچہ کو حکم فرمایا کہ باہر نکل کر بیٹھ جا تو وہ حسب ارشاد باہر نکل کر بیٹھ گیا اس پر وہ تمام منکرین تائب ہو گئے۔ (نفحات الانس)

بلغمی مرض سے دائمی نجات

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ۵۴۰ھ میں میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے چھینک آئی اور بلغم منہ سے نکل پڑی۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ شاید حضرت کو کراہت محسوس ہوئی ہو۔ میں شرم سے سر جھکائے ہوئے تھا کہ آپ نے فرمایا...... محمد! کوئی مضائقہ نہیں آج کے بعد نہ تھوک اور بلغم ہو گا اور نہ رینٹھ۔ اس واقعہ کے بعد شیخ محمد مدت تک زندہ رہے، پورے 137 برس کی عمر پائی لیکن اس دن کے بعد نہ کبھی تھوک نکلا اور نہ ریزش آئی۔ (قلائد الجواہر)

مفلوج بچے کا تندرست ہونا

شیخ ابوالحسن بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھا ایک مالدار تاجر ابوغالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی ازجی بار یاب ہوا اور بصد ادب عرض کیا کہ حضور آپکے جدّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کر لینی چاہیئے۔ خادم آپ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ میری دعوت قبول فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھ کو اجازت مل گئی تو ضرور شریک ہوں گا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ نے مراقبہ میں سر کو جھکالیا، پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا مطمئن رہو۔ وقت معینہ پر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شیخ علی بن ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر پہنچ گئے وہاں علماء و مشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود تھی دستر خوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے پھر ایک بڑا سا ٹوکرا جس کے اوپر چادر پڑی تھی دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دستر خوان کے ایک کنارے پر رکھ دیا اس کے بعد داعی نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ لیکن سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے کھانا شروع نہیں فرمایا اس لئے کسی کو بھی جرأت نہ ہو سکی۔

چند لمحے کے بعد آپ نے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو۔ حکم عالی کے مطابق دونوں نے مل کر ٹوکرے کو کھولا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس میں سے ایک مادر زاد مفلوج و مجذوم بچہ نکلا۔ یہ بچہ ابو غالب سوداگر ہی کا تھا۔ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا...... اللہ حی و قیوم کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ بچہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔

مرض استسقاء سے شفاء

ایک مرتبہ خلیفہ المستنجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریض مرض استسقاء میں مبتلا آپ کی خدمت میں لایا گیا اس کا پیٹ مرض استسقاء کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا آپ نے اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہو گیا گویا کہ وہ کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

جنّات کی فرمانبرداری

ابو سعید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ۵۳۷ھ میں میری ایک لڑکی فاطمہ چھت پر چڑھی اور وہیں سے غائب ہوگئی چنانچہ میں نے حضرت شیخؒ سے اس حادثے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کرخ کے ویرانے میں پانچویں ٹیلے سے نیچے جا کر زمین پر ایک خط کھینچ کر دائرہ بنالو اور بسم اللہ پڑھ کر یہ نیت کرلو کہ یہ دائرہ میں عبدالقادر کی طرف سے قائم کررہا ہوں اس کے بعد رات کو تمہارے پاس مختلف صورتوں میں جنات کی ایک جماعت آئے گی لیکن تم خوفزدہ نہ ہونا پھر صبح کے قریب ایک لشکر کے ہمراہ ان کا بادشاہ گزرے گا اور تم سے سوال کریگا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ تم کہنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بھیجا ہے اس کے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا واقعہ بیان کردینا۔

چنانچہ میں نے حضرت شیخؒ کے حکم پر عمل کیا تو پہلے میرے قریب سے بھیانک صورتوں میں کچھ لوگ گزرے لیکن ان میں سے نہ تو کوئی میرے قریب آیا نہ میرے دائرہ میں داخل ہوا ان کے گزر جانے کے بعد گھوڑے پر سوار بادشاہ آیا اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا پھر اس نے دائرے کے قریب کھڑے ہو کر میری حاجت دریافت کی۔ میں نے بتایا کہ مجھ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے اترا اور ساتھیوں کے ساتھ دائرے سے باہر بیٹھ گیا اور اس کے دریافت کرنے پر جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں سے پوچھا کہ ان کی لڑکی کو کون اٹھا کے لے گیا تھا۔ بہت سے جنوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اس کے بعد ایک سرکش جن اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لئے حاضر ہوا جو چین کا باشندہ تھا۔ جنوں کے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ لڑکی جو ایک قطب دوراں کی نگرانی میں ہے اسے کیوں اٹھا کر لے آیا تھا اس پر اس نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کی محبت نے گھر کرلیا تھا یہ سنتے ہی بادشاہ نے اس کو قتل کروادیا اور میری لڑکی میرے حوالے کردی۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں نے بادشاہ سے کہا کہ آج جس قدر میں نے تجھ کو حضرت شیخؒ کے حکم کا پابند پایا کبھی کسی دوسرے کو نہیں دیکھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ بلاشبہ حضرت شیخؒ دور دراز کے مقامات تک سرکشوں کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور تمام سرکش آپ کے خوف سے اپنے ٹھکانوں میں منہ چھپائے پھرتے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبیت عطا فرماتا ہے تو تمام انس و جن پر اس کو دسترس بھی دے دیتا ہے۔ (قلائد الجواہر)

ایک عورت کی جنّ سے رہائی

اصفہان میں سے ایک شخص حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے عامل اور جھاڑ پھونک کرنے والے عاجز آ گئے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا، یہ وادی سراندیپ کے سرکش جنوں میں سے ایک جن ہے اور اس کا نام خانس ہے جس وقت تیری بیوی کو مرگی کا دورہ پڑے اس کے کان میں کہنا، اے خانس! سیّد عبدالقادر بغدادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا حکم ہے کہ تم پھر یہاں مت آنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ شخص چلا گیا اور دس برس غائب رہا جب واپس آیا تو ہم نے اس سے حال پوچھا اس نے بتایا کہ میں نے جونہی حضرت شیخ کا پیغام اسے پہنچایا مرگی کے دورے ختم ہو گئے اور دوبارہ کبھی نہیں ہوئے۔ عملیات کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو مرگی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد بغداد میں مرگی کی تکلیف شروع ہوئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

جنات کی آپ سے عقیدت مندی

شیخ ابوزکریا یحییٰ بن ابی نصر بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد ایک ماہر عمل تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے عمل کے زور سے جنات کو بلایا لیکن خلاف معمول وہ بہت دیر سے آئے اور آتے ہی کہنے لگے...... اے شیخ! جب سیّدنا غوث الثقلین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وعظ فرمارہے ہوں ہمیں نہ بلایا کرو۔ میرے والد نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے کہ ہم ان کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے ہیں وہاں آدمیوں سے زیادہ ہماری تعداد ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہزاروں نے ان سے ہدایت پائی ہے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ (قلائد الجواہر)

ایک جن کا اژدہا کی صورت میں آنا

حضرت شیخ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات کو میں جامع منصورہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے چٹائی پر رینگتی ہوئی کوئی شے محسوس ہوئی اور یکا یک ایک بڑا اژدہا منہ کھولے ہوئے سجدہ گاہ کے سامنے آ گیا اور میں نے سجدہ کرتے وقت اسے ہاتھ سے ہٹایا لیکن جب میں قعدہ میں بیٹھا تو میرے گھٹنوں پر آ گیا اور پھر گردن سے لپٹ گیا لیکن میں نے سلام پھیرا تو وہ غائب ہو گیا۔

دوسرے دن جب میں جامع مسجد کے ایک ویران گوشے میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص آنکھیں پھاڑے کھڑا ہے اس کی آنکھیں عام آنکھوں کی نسبت لمبائی میں ہیں چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہ کوئی جن ہے تب اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہی بشکل اژدہا کل شب دورانِ نماز آپ کو دکھائی دیا تھا...... اس طرح سے میں اکثر اولیاء کی آزمائش کر چکا ہوں لیکن جو ثابت قدمی آپ میں پائی وہ کسی میں نہیں دیکھی بعض اولیاء ظاہر میں بعض باطن میں خوفزدہ ہو گئے، بعض پر ظاہر و باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا مگر آپ نہ تو ظاہری اعتبار سے خائف ہوئے اور نہ باطنی طور پر اس کے بعد وہ میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور میں نے توبہ کے بعد اسے بیعت کر لیا۔ (قلائد الجواہر)

ما فی الضمیر کو ظاہر کر دینا

شیخ بدیع الدین ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک نسخہ خریدنے بازار گیا یہاں ہر شخص کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم و فضل اور کرامات کی تعریف میں رطب اللسان پایا...... میں نے ارادہ کرلیا کہ میں بھی آپکی خدمت میں جاؤں گا اگر وہ فی الواقع صاحب باطن ہوئے تو میرے ضمیر کا حال جان جائیں گے پھر میں نے دل میں سوچا کہ جب میں شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں جاؤں گا تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں اور مجھ سے منہ پھیر لیں پھر اپنے خادم سے کہیں کہ اس شخص کی پیشانی کے داغ برابر ایک چھوہارا اور دو وانگ شہد لے آؤ جب یہ چیزیں خادم لے آئے تو آپ اپنی کلاہ مبارک مجھے پہنادیں اور میرے سلام کا جواب دیں۔

شیخ ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ میں نے جو دل میں سوچا تھا...... خدا کی قسم! ویسا ہی وقوع پذیر ہوا اور پھر سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، کیوں ابوالقاسم! تم یہی چاہتے تھے......؟

میں شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کی شاگردی اختیار کرلی۔

غائبانہ تعارف

شیخ ابو عمر عثمان ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے وطن سے گھر سے باہر لیٹا ہوا تھا اور خلائے آسمانی میں دیکھ رہا تھا اتنے میں پانچ کبوتر پرواز کرتے ہوئے میرے اوپر سے گزرے۔ ہر کبوتر بزبان طیور حمد الٰہی بیان کر رہا تھا...... اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کبوتروں کی زبان سمجھنے کی قدرت عطا کی اور میں نے سنا کہ پانچ کبوتروں کی زبان پر یہ الفاظ تھے......

۱...... کل من کن فی الدنیا باطل الاما کان للہ و رسولہ

دنیا کی ہر چیز باطل ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہے۔

۲......سبحان من اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ

پاک ہے وہ ربّ جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اس کو ہدایت دی۔

۳......سبحان من عندہ' خزئان کل شیٔ و ما ننزلہ الا بقدر معلوم

پاک ہے وہ ربّ جس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتا مگر ایک مقررہ اندازے کے مطابق۔

٤......سبحان من بعث الانبیاء حجة علیٰ خلقہ و فضل علیھم محمّد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

پاک ہے وہ ذات جس نے انبیاء کرام کو خلق خدا پر حجت بنا کر بھیجا اور ان سب سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل بنایا۔

۵......یا اھل الغفلة من مولا کم قوموا الیٰ ربکم ربّ کریم یعطی الجزیل و یغفر الذنب العظیم

اے وہ لوگو جو اپنے مولا سے غافل ہو، اٹھو اپنے ربّ کی طرف پلٹو جو کریم ہے وہ بہت کچھ عطا کرنے والا ہے اور بہت بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔

شیخ عثمانی ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں کبوتروں کی زبان سے یہ الفاظ سن کر بے ہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا تو میں نے عزم صمیم کرلیا کہ کسی مرد کامل کی بیعت کروں گا یہ ارادہ کرکے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ لیکن منزل کا کچھ پتا نہ تھا اثنائے سفر میں ایک بزرگ نورانی صورت ملے اور میرا نام لے کر مجھے سلام کیا میں حیران تھا کہ یہ مجھ سے کیسے واقف ہیں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ بزرگ بولے اے عثمان! حیران مت ہوں، میں خضر (علیہ السلام) ہوں، بغداد جاؤ وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صورت میں تمہیں اپنا گوہر مقصود مل جائے گا۔ وہ اس وقت تمام اولیاء کے سردار ہیں حضرت خضر علیہ السلام کے ارشادات سن کر مجھ پر بے خودی طاری ہوگئی جب ہوش بجا ہوئے تو اپنے آپ کو سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے دروازے پر پایا میں فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا، مرحبا اے مرد خدا کہ خدا تعالیٰ نے زبان طیور سے تجھے عرفان عطا فرمایا پھر آپ نے اپنی کلاہ مبارک میرے سر پر رکھ دی مجھے یوں محسوس ہوا کہ کائنات کی ہر چیز میرے سامنے ہے قریب تھا کہ عقل و خرد سے ہاتھ دھو بیٹھوں کہ حضرت نے اپنی چادر مجھے اوڑھا دی اور میں نے اپنے اندر طاقت محسوس کی اس کے بعد میں کئی ماہ تک حضرت کی سرپرستی میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ (قلائد الجواہر)

آپ کی خدمت میں مہینوں کا حاضر ہونا

شیخ ابوالقاسم بن احمد بن محمد بغدادی حریمی کا بیان ہے کہ میں شیخ ابوسعود حریمی، شیخ ابوالخیر بن محفوظ، شیخ ابوحفص کیمانی، شیخ ابوالعباس اسکاف اور شیخ سیف الدین عبدالوہاب (ابن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) (رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ ملفوظ بیان فرما رہے تھے۔ یہ آخر جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان محفل میں آیا اور حضرت شیخ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے ولی! آپ پر سلام ہو میں ماہِ رجب ہوں آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس دفعہ میرے اندر عام لوگوں کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تکلیف یا برائی نہیں لکھی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس ماہ رجب میں لوگوں نے سوائے خیر و خوبی اور بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا پھر جب رجب کا آخری دن آیا اور یہ اتوار کا روز تھا تو ہماری موجودگی میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک بدصورت شخص نے آ کر سلام کیا انہیں مبارکباد دی اور کہا اے اللہ کے ولی! اس دفعہ میرے اندر لکھ دیا گیا ہے کہ بغداد میں وبا آئے، حجاز میں گرانی ہو اور خراسان میں تلوار چلے..... حضرت شیخ خود شعبان کے مہینے میں کئی دن بیمار رہے۔

پھر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو جب کہ ہم بھی اتفاق سے محفل میں موجود تھے اور اس وقت ہمارے علاوہ شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ ابوالحسن جوسقی اور قاضی ابویعلی محمد بن محمد بن فرا بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک خوش رو اور باوقار شخص حاضر ہوا، اس نے کہا اے اللہ کے دوست! میرا سلام قبول ہو، میں رمضان کا مہینہ ہوں آپ کے بارے میں جو چیز میرے اندر مقدر ہو چکی ہے میں آپ سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور یہ آپ کی ہماری آخری ملاقات ہے..... راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے دوسرا رمضان آنے سے پہلے ماہِ ربیع الآخر میں وصال فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے بارہا منبر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے بندے ہیں کہ جنکے پاس ماہِ رمضان المبارک چل کر آتا ہے اور انہیں کہتا ہے کہ اگر میرے اندر آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو یا فاقہ پہنچے تو میں اس پر معذرت کرتا ہوں اور آپ کیلئے میرے اندر جو چیز مقدر ہو چکی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟

آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہاب کا بیان ہے کہ کسی مہینے کا چاند دکھائی نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر اگر اس میں برائی اور سختی لکھی گئی ہے تو وہ مکروہ شکل میں حاضر ہوتا ہے اور اگر اس میں خیر و خوبی اور بھلائی مقدر ہے تو خوبصورت شکل میں آتا ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

شانِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق خواب

متعدد شیوخ سے مروی ہے کہ ہم ۶۱۰ھ میں شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں شیخ صالح ابو حفص عمر المعروف بین یدیہ تشریف لائے، شیخ علی نے ان لوگوں سے کہا کہ تم اپنا خواب ان لوگوں سے بیان کرو۔ شیخ عمر نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے انبیائے کرام اور ان کی اُمتیں میدان قیامت میں آرہی ہیں ان میں سے بعض انبیاء کے پیچھے دو دو اور ایک ایک مرد بھی آرہے ہیں اسی دوران آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے آپکی اُمت سیل رواں اور رات کی طرح احاطہ کرکے آرہی ہے اس میں مشائخ ہیں ہر شیخ کے ساتھ ان کے مریدین و معتقدین ہیں جو اپنے اپنے انوار، خوش روئی و تازگی اور شمار میں ایک دوسرے سے متفاوت ہیں۔ دریں اثناء مشائخ کے زمرے میں ایک بزرگ آئے جن کیساتھ سب سے زیادہ مخلوق تھی۔ میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ان کے اصحاب ہیں میں ان کی طرف بڑھا اور عرض کی، حضور! میں نے مشائخ میں آپ سے بڑھ کر تابناک اور انکے پیروکاروں میں آپ کے پیروکاروں سے بڑھ کر خوبصورت لوگ نہیں دیکھے۔ اس پر آپ نے یہ اشعار پڑھے......

ازا کان منا سیّد فی عشیرۃ　　　علاھا وان ضاق الخناق حماھا

جس وقت ہم میں کوئی سردار کسی قبیلے میں ہوتا ہے تو وہ رتبے میں اس قبیلے پر برتر ہوتا ہے
اور اگر کوئی تنگی پیش آجاتی ہے تو اس کی حفاظت کرتا ہے۔

وا اختبروت الاد واصبح شیخھا　　　وما افتخرت الا و کان فتاھا

اور نہیں امتحان لیا کسی قبیلے نے مگر ہمارا سردار اس کا شیخ ہو جاتا ہے اور نہیں فخر کیا اس نے مگر حال یہ ہے کہ
ہم میں سے سردار اس کا جوان مرد ہوتا ہے۔

وما ضربت بالابر برقین خیامھا　　　واسح ماوی الطارقین سواھا

اور نہیں گاڑے گئے خیمے کسی قبیلے کے مواضع ابرقین میں
مگر حال یہ ہے کہ رات کے آنے والوں کا ملجا و ماویٰ اس کے سوا کوئی اور ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں جاگ اٹھا اور یہ اشعار یاد کر رہا تھا انہی شیوخ کا بیان ہے کہ شیخ محمد واعظ خیاط سے شیخ علی بن ادریس نے کہا کہ اے محمد! اسی مضمون سے متعلق تم بھی حضرت شیخ کی زبان پر ہمیں کچھ سناؤ۔ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اشعار پڑھے......

هنياء لصحبي انني قائد الركب　　　اسير بهم قصداً الي المنزل الرجب

میرے اصحاب کو مبارک ہو کہ میں ہی شتر سواروں کے قافلے کا قائد ہوں اور میں اسے فراخ منزل کی طرف درمیانی چال چلا رہا ہوں۔

واكنفهم والكل في شغل امره　　　وانزلهم في حضرة القدس من قرب

میں ان کی مدد کر رہا ہوں جبکہ سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں اور میں انہیں بارگاہ قدس کے قرب میں اتارتا ہوں۔

ولي معهد كل الطوائف دونه　　　ولي منهل عذب المشارب والشرب

میرے لئے ایک ایسی منزل ہے کہ تمام گروہ اسکے درے ہیں اور میرا ایسا گھاٹ ہے کہ اسکے آبخورے اور پانی کے مقام شیریں ہیں۔

واهل الصفا يسعون خلفي و كلهم　　　لاه همة امضى من الصارم النصب

اہل صفا میرے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور ان سب کی ہمتیں شمشیر ترابی اور سیف قاطع سے بھی زیادہ تیز ہیں۔

یہ سن کر شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا...... خوب! خوب! کیا ہی سچ کہا تم نے۔

شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان بن خباز حضرت ابوالحسن جوسقی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت وہاں شیخ علی بن ہیتی اور حضرت شیخ بقا بھی موجود تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہر طویلے میں میرا ایک مرد ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر زمین میں میرا ایک گھوڑا ہے جس سے کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ ہر لشکر میں میرا ایک سلطان ہے جس کی مخالفت نہیں کی جاتی اور ہر منصب میں میرا ایک خلیفہ ہے جو کبھی معزول نہیں ہوتا۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کا اثر

شیخ ابوسعید احمد بن ابی بکر حریمی عطار اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن فائد کا بیان ہے کہ شیخ صدقہ بغدادی نے ایک مرتبہ ایک ایسی بات کہہ دی کہ جس پر شرعی حیثیت سے سخت اعتراض ہوتا تھا وہ بات لکھ کر خلیفہ کو پہنچائی گئی تو اس نے ان کی گرفتاری اور سزا کا حکم جاری کردیا جس وقت وہ حاضر ہوئے اور سزا کیلئے ان کا سر کھولا گیا تو ان کے خادم نے واشیخاہ کہہ کر فریاد بلند کی۔ اتنے میں انہیں سزا دینے والے جلاد کا ہاتھ شل ہوگیا اللہ تعالیٰ نے انچارج افسر کے دل میں ہیبت ڈال دی چنانچہ اس نے وزیر کو سارے معاملے کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی مرعوب کردیا پھر خلیفہ کو ساری بات سے آگاہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی ہیبت طاری کردی۔ چنانچہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ رہا ہوکر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں رباط پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ عام لوگ اور مشائخ حضرت شیخ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ انہیں خطاب کریں۔ اتنے میں حضرت شیخ تشریف لائے اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد آپ کرسی پر چڑھے نہ خود کوئی گفتگو کی اور نہ ہی قاری کو قرأت کیلئے حکم دیا مگر حاضرین پر زبردست وجد طاری ہوگیا اور غیر معمولی جوش وخروش اٹھا۔ شیخ صدقہ نے دل میں کہا کہ نہ تو شیخ نے کوئی کلام کیا اور قاری نے قرأت کی ...... یہ وجد کس چیز پر ہو رہا ہے حضرت شیخ نے اس طرف رخ پھیر کر فرمایا اللہ کے بندے! میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں آیا اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آج حاضرین اس کی مہمانی میں مصروف ہیں۔ شیخ صدقہ کو خیال آیا کہ جو شخص بیت المقدس سے بغداد کا فاصلہ ایک قدم میں طے کررہا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا اور پھر شیخ کے پاس وہ کیا لینے آئے گا۔ اتنے میں شیخ نے اس کی طرف رخ پھیرا اور فرمایا کیا نہیں ہے میری تلوار سونتی ہوئی اور میری کمان چڑھائی ہوئی اور کیا نہیں ہیں میرے تیر کمان میں؟ اور کیا نہیں ہیں میرے تیر نشانے پر پہنچنے والے اور میرے نیزے جائے مقصود پر لگنے والے اور کیا نہیں ہے میرا گھوڑا ہر وقت زین کسا ہوا؟ پھر فرمایا میں اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہوں، میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں، میں بحر ناپیدا کنار ہوں، میں حفاظت میں ہوں، میرا لحاظ کیا جاتا ہے، میں بہرہ ور ہوں اے روزے دارو! اور شب بیدارو! اور اے اصحاب جبل! تمہارے پہاڑ توڑ ڈالے گئے اور اے گرجا والو! تمہارے گرجے ویران کردیئے گئے۔ امر الٰہی کی طرف رجوع کرو اور میں امر الٰہی ہوں اور اے راہ حق کے راہیو! اے مردو! اے دلیرو اور بہادرو اور اے ابدالو اور بچو! آؤ آؤ اس سمندر سے لے لو جس کا کوئی کنارہ نہیں، اے پیارے تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں منفرد ہوں بلاشبہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں رات دن میں ستر دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے تاکہ اپنی آنکھوں کے سامنے تیری نگہداشت کروں۔ عبدالقادر! تو کلام کر ہم تجھ سے سنیں گے اور اے عبدالقادر! تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کھا اور تجھے قسم ہے میرے حق کی تو پی، تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کلام کر۔ میں نے اسے رد کئے جانے سے محفوظ کردیا ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

گانے بجانے سے توبہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایثار کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے یکا یک آپ خاموش ہوگئے اور آسمان کی طرف اٹھائی پھر آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ زیادہ نہیں صرف سو دینار درکار ہیں۔

آپ کا ارشاد سن کر کئی لوگ سو سو دینار لے کر حاضر ہوئے آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار لے لئے اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ یہ سو دینار لے کر مقبرہ شونیزیہ پر جاؤ۔ وہاں تمہیں بوڑھا بربط بجاتا ہوا ملے گا اسے یہ دینار دے کر میرے پاس لے آؤ۔

خادم حسب حکم مقبرہ شونیزیہ پر پہنچا۔ وہاں فی الواقع ایک بوڑھا بربط بجا کر گا رہا تھا۔ خادم نے اسے سلام کیا اور وہ سو دینار اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا۔ جب اسے ہوش آیا تو خادم نے کہا کہ تمہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلا رہے تھے۔ بوڑھا فوراً خادم کے ہمراہ ہوگیا۔ جب دونوں حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوڑھے سے فرمایا تم اپنا قصہ بیان کرو۔ بوڑھا کہنے لگا یا حضرت لڑکپن میں میں نہایت عمدہ گانا بجاتا تھا اور بربط نوازی میں کمال رکھتا تھا لوگ میری آواز پر فدا تھے لیکن جب میں بڑا ہوا تو میری مقبولیت بہت کم ہوگئی میں نے شکستہ دل ہو کر شہر چھوڑ دیا اور عہد کر لیا کہ آئندہ صرف مُردوں کو اپنا گانا سنایا کروں گا چنانچہ میں نے قبرستان ہی میں بود و باش اختیار کر لی اور وہاں ہی گانا بجاتا رہا۔ ایک دن میں اپنے شغل میں مصروف تھا کہ ایک قبر سے آواز آئی……

یا رب مالی عدة یوم اللقا الا رجا قلبی و نطق لسانی

اے میرے ربّ! یوم حشر کیلئے میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں سوائے اس کے کہ
میرے دل میں تیری بخشش و رحمت کی اُمید ہو اور میری زبان پر حمد و ثنا ہو۔

قدامك الراجون یبغون المنیٰ واخیبتا ان عدتُ بالحرمان

تیری رحمت کی امیدوار کل تیرے حضور میں سرخرو ہوں گے اگر میں محروم رہ گیا تو حیف ہے میری بدبختی پر۔

ان کان لا یرجوك الا محسن فبمن یلوز و یستجیر الجانی

اگر صرف نیکوکار لوگ ہی تیری رحمت کے آرزومند ہوتے تو تیرے گنہگار بندے کس کی پناہ لیتے۔

شیبی شفیع یوم عرضی واللقا فعساك تنقذنی من النیران

میری ضعیف العمری حشر کے دن تیری بارگاہ میں میری شفاعت کرے گی۔

اُمید ہے کہ تو اس پر نظر کر کے مجھے اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے گا اور جہنم سے بچا لے گا۔

نورانی مخلوق

شیخ اجیل ابوالفلاح منیح بن شیخ جلیل ابوالخیر بن شیخ قدوہ ابومحمد مطر باورائی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب شیخ مطر کا آخری وقت آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ انہوں نے کہا شیخ عبدالقادر کی۔ میں نے سوچا کہ اس وقت یہ بیماری کی غشی میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی اقتدا کروں؟ فرمایا شیخ عبدالقادر کی۔ مجھے اب کے بھی اطمینان نہ ہوا۔ چنانچہ موقع پا کر میں نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال دہرایا۔ اس پر انہوں نے کہا میرے بیٹے! جس دور میں شیخ عبدالقادر موجود ہوں اس میں کسی دوسرے کی پیروی اور اقتدا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو میں بغداد آیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں شیخ بقا، شیخ ابوسعد قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی وغیرہ اکابرین مشائخ بھی موجود تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا، میں تمہارے عام واعظین کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو خدا کے حکم سے بولتا ہوں اور میرا خطاب تو ان لوگوں سے ہے جو فضا میں رہتے ہیں۔ یہ فرما کر آپ نے اپنا سر اقدس فضا کی طرف اٹھایا۔ میں نے بھی اوپر دیکھا...... کیا دیکھتا ہوں کہ نورانی گھوڑوں پر سوار نورانی لوگوں سے آسمان بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے سر جھکا رکھے ہیں ان میں سے کوئی رو رہا ہے، کوئی کانپ رہا ہے، کسی کے کپڑے میں آگ ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو میں لوگوں کو چیرتا ہوا آپ کی طرف دوڑا، اور آپ کے منبر شریف پر چڑھ گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کیوں کرم! پہلی دفعہ تمہیں اپنے والد کی وصیت پر یقین نہ آیا تھا۔ میں نے آپ کی ہیبت کی وجہ سے سر جھکا لیا۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر دعا کا اثر

شیخ ابو الحسن خفاف بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان المعروف خباز اور شیخ جلیل قیصر کا بیان ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بروز چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۵۲۹ھ کو قبرستان شونیزی کی زیارت کی۔ آپ کے ہمراہ فقہاء اور فقراء کی ایک بڑی جماعت بھی تھی۔ آپ دیر تک حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے پاس کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ سخت گرمی ہوگئی۔ تمام لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ جب آپ واپس ہوئے تو آپ کے چہرہ پر خوشی ومسرت کے آثار نمایاں تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے اتنی دیر کھڑے رہنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ ۴۹۹ھ نصف شعبان جمعہ کے روز میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپکے معتقدین کی ایک جماعت کیساتھ بغداد سے نکلا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ نمازِ جمعہ جامع مسجد رصافہ میں پڑھیں جب ہم نہر کے پل پر پہنچے تو حضرت شیخ نے مجھے پانی میں ڈال دیا اور یہ سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے کہا بسم اللہ جمعہ کا غسل ہوگیا۔ اس وقت مجھ پر اون کا جبہ تھا اور میری آستین میں کچھ ورق تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھالیا تا کہ وہ بھیگ نہ جائیں۔ سارے لوگ مجھے پانی میں چھوڑ کر چل دیئے۔ میں پانی سے نکلا، جبے کو نچوڑا اور ان کے پیچھے چل دیا۔ چونکہ سردی کی شدت کی وجہ سے مجھے کافی اذیت پہنچی تھی۔ شیخ کے معتقدین میں سے کچھ لوگوں نے مجھ میں طمع کی خواہش کی، شیخ نے انہیں جھڑکا اور فرمایا میں نے اسے صرف اس لئے ایذا دی تا کہ اسے آزماؤں۔ یہ تو ایک ایسا پہاڑ ہے جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لیتا۔

میں نے آج شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی قبر میں دیکھا ان پر جوہر کا ایک حلہ تھا اور ان کے سر پر یاقوت کا تاج، ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور پاؤں میں سونے کی دو دو جوتیاں تھیں البتہ ان کا داہنا ہاتھ بے کار تھا جو کام نہیں کر رہا تھا۔ میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو پھینکا تھا۔ کیا آپ مجھے یہ بات معاف کردیں گے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا، تو اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو ٹھیک کردے۔ میں ٹھہر گیا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے لگا۔ دریں اثناء پانچ ہزار اولیاء اللہ اپنی قبروں میں کھڑے ہوگئے اور شیخ حماد کے حق میں میرے سوال کی قبولیت کی دعا کرنے لگے نیز میرے پاس بھی موجود حضرت شیخ حماد کے حق میں شفاعت کرنے لگے۔ میں اس مقام پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ہاتھ صحیح وسالم کردیا اور انہوں نے اس ہاتھ سے مجھے مصافحہ کیا۔ اس سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ان تینوں (راویوں) کا بیان ہے کہ جب یہ واقعہ بغداد میں مشہور ہوا تو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین اور تلامذہ میں سے مشائخ اور صوفیا کا ایک گروہ بغداد میں جمع ہو گیا اور ان کے ساتھ ساتھ عام لوگوں اور فقراء کی ایک بڑی جماعت امنڈ آئی تا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بیان کردہ واقعے کی جواب طلبی کریں۔ یہ سارے لوگ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں پہنچ گئے مگر حضرت شیخ کے جلال اور ہیبت کی وجہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ چنانچہ خود حضرت شیخ نے ان سے مطلب کی بات شروع کی اور ان سے فرمایا کہ تم مشائخ میں سے دو شخص منتخب کر لو ان کی زبان پر بات ظاہر ہو جائیگی جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔ چنانچہ انہوں نے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی (یہ اسی وقت بغداد آئے تھے) اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن شعیب بن مسعود کردی بغدادی رحمہم اللہ کے نام پیش کئے۔ یہ دونوں بزرگ صاحب کرامت اور بلند احوال کے مالک تھے۔ اس پر لوگ حضرت شیخ سے کہنے لگے کہ ان کی زبان پر وہ بات جاری ہونے کیلئے ہم آپ کو ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا نہیں نہیں آپ لوگ اپنی جگہ سے اٹھنے نہ پائیں گے کہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ نے اپنا سر نیچا کیا اور ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنے سر جھکا لئے کہ اچانک مدرسہ کے باہر شور اٹھا۔ اتنے میں شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے آئے اور مدرسہ میں داخل ہو گئے اور فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی مجھے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا مشاہدہ کرایا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یوسف! تو جلدی شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مدرسہ جا اور وہاں جو لوگ جمع ہیں انہیں کہہ دے کہ شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) نے انہیں میرے بارے میں جو خبر دی ہے وہ اس میں سچے ہیں۔ ابھی شیخ یوسف کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ شیخ عبدالرحمٰن بھی آ گئے اور انہوں نے بھی وہی بات دہرائی جو شیخ یوسف کہہ چکے تھے اس پر تمام بزرگ کھڑے ہو گئے اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معافی چاہنے لگے۔ (خلاصۃ المفاخر)

خرقہ کی سند کا عطیہ

شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بچپن کے زمانے میں ۵۵۳ھ میں خواب میں دیکھا کہ نہر عیسیٰ کا پانی خون اور پیپ میں تبدیل ہوگیا ہے اور اس کی مچھلیاں، سانپ اور کیڑے مکوڑے بن کر میری طرف بڑھ رہی ہیں انکے خوف سے بھاگ کر میں اپنے گھر پہنچا۔ گھر میں سے ایک شخص نے میرے ہاتھ میں پنکھا تھما دیا اور کہا اسے مضبوطی سے پکڑ لو میں نے کہا یہ تو مجھے نہیں بچا سکے گا۔ اس نے کہا تیرا ایمان تجھے بچائے گا۔ میں نے اسے ایک کونے سے پکڑ لیا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گھر میں ایک تخت پر موجود ہوں۔ میرا خوف دور ہوگیا۔ میں نے کہا، تمہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہارے سبب مجھ پر احسان فرمایا...... مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں۔ میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ کی سنت پر مروں۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا...... ہاں اور تیرا پیر شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی بات تین دفعہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دہرائی، آپ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا۔ اس کے بعد میں جاگ اٹھا۔ اپنے والد اور تمام گھر والوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ فجر کی نماز کے بعد میرے والد مجھے ساتھ لے کر حضرت شیخ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ان دنوں آپ رباط میں واعظ کیا کرتے تھے۔ جس وقت ہم مجلس میں پہنچے آپ وعظ کہہ رہے تھے۔ لوگوں کے ہجوم کے باعث ہمیں آخر میں جگہ ملی۔ آپ کا قرب حاصل نہ ہوسکا۔ آپ نے کلام بند کر دیا اور ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دو آدمیوں کو ہمارے پاس لے آؤ۔ لوگوں نے مجھے اور میرے والد کو لوگوں کی گردنوں کے اوپر اچک لیا اور حضرت شیخ کی کرسی کے قریب پہنچا دیا۔ اتنے میں ہمیں ایک جوان نے اشارہ کیا۔ چنانچہ میرے والد اور پیچھے پیچھے میں حضرت شیخ کی طرف بڑھے۔ آپ نے فرمایا، تم ہمارے پاس دلیل کے بغیر نہیں آئے۔ یہ فرما کر میرے والد کو اپنا کرتا اور مجھے اپنے سر کی ٹوپی پہنائی۔ ہم لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ میرے والد کو جو کرتا پہنایا گیا تھا اتفاق سے وہ الٹا تھا۔ میرے والد نے ارادہ کیا کہ اسے دُرست کرلیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا، ذرا صبر کرو لوگوں کو جانے دو پھر جب حضرت شیخ کرسی سے اترے تو میرے والد کے دل میں دوبارہ خیال آیا لوگوں کے بھرے مجمع میں کرتا سیدھا کرلوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ کرتا بالکل سیدھا ہے۔ یہ دیکھ کر ان پر غشی طاری ہوگئی اور لوگ پریشان ہونے لگے۔ حضرت شیخ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ قبۃ الاولیاء میں تشریف فرما تھے۔ یہ رباط میں ایک قبہ تھا۔ قبۃ الاولیاء اس لئے اس کا نام پڑا کہ حضرت شیخ کی زیارت کیلئے یہاں اولیاء اللہ اور مردان غیب بکثرت وارد ہوتے تھے۔ آپ نے میرے والد سے فرمایا کہ بے شک جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو اور اس کا پیر عبدالقادر ہو، اس کیلئے کرامت کیوں نہ ہو۔ یہ تیرے لئے کرامت ہے۔ یہ فرما کر آپ نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور ہمارے لئے اپنے خرقہ کی سند تحریر فرمائی۔ (خلاصۃ المفاخر)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر سے ہم کلام ہونا

ایک دفعہ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ علی بن نصر الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا...... السلام علیکم اے شیخ معروف! آپ ایک درجہ ہم سے آگے ہیں۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔

چند دن بعد آپ پھر شیخ علی بن نصر الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا...... السلام علیکم اے شیخ معروف! ہم دو درجے آپ سے بڑھ گئے۔ قبر سے آواز آئی...... وعلیکم السلام یا سیّد اہل الزمان!

عذاب قبر سے نجات کیلئے دعا

ایک دن بغداد کا ایک باشندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت! آج میں نے اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا وہ عذاب میں مبتلا تھے اور کہہ رہے تھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعائے مغفرت کراؤ۔ آپ نے یہ سن کر نہایت خشوع وخضوع سے اس شخص کے والد کے حق میں دعا فرمائی۔ دوسرے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور کہنے لگا یا حضرت! آج میں نے خواب میں اپنے والد کو نہایت عمدہ حالت میں دیکھا۔ وہ سبز لباس میں ملبوس تھے اور نہایت شاداں و فرحاں تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا بدولت مجھے عذاب قبر سے نجات دی اور اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔

شیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن قیماز ن رومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بھی ایک دفعہ میرے مدرسہ کے دروازے سے گزر جائے گا قیامت کے روز اس کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں آپ کو بتایا گیا کہ باب ازج کے قبرستان میں ایک مردے کی (جب سے وہ دفن ہوا ہے) آواز سنی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا، کیا اس نے میرے ہاتھوں سے خرقہ پہنا ہے؟ لوگوں نے کہا معلوم نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا وہ کبھی میری مجلس میں آیا تھا؟ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ پوچھا کیا اس نے کبھی میرے کھانے سے کھانا کھایا تھا؟ لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں۔ فرمایا کیا اس نے میرے پیچھے نماز پڑھی تھی؟ لوگوں نے اس کی بھی تائید یا تنکیر نہیں کی۔ اس پر آپ نے فرمایا اس قدر قصوروار اور نااہل شخص اسی لائق ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے سر جھکا لیا آپ سے ہیبت جھلک رہی تھی اور سکون و وقار دو چند ہو گیا تھا۔ اتنے میں فرمایا کہ بیشک فرشتوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا اور آپ کے ساتھ حسن ظن رکھا۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما دیا ہے۔ اس کے بعد عرصہ تک لوگ اس کی قبر پر جاتے رہے مگر کسی نے کبھی کوئی آواز نہ سنی۔

کرامت کی تصدیق کا واقعہ

بغداد میں ایک صاحب عبدالصمدین ہمام تھے۔ وہ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کے منکر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں آپکے مدرسہ کے قریب سے گزرا، اس وقت میں رفع حاجت کیلئے جانا چاہتا تھا لیکن نماز کا وقت قریب تھا میں نے سوچا پہلے نماز ادا کرلوں پھر رفع حاجت کیلئے چلا جاؤں گا چنانچہ میں مدرسہ کے اندر چلا گیا اور منبر کے قریب بیٹھ گیا۔ جوں جوں نماز کا وقت قریب آتا جاتا لوگوں کا ہجوم بڑھتا جاتا حتیٰ کہ مدرسہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ ادھر مجھے اس شدت سے حاجت براز ہوئی کہ برداشت کی طاقت نہ رہی لیکن لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی راستہ باہر جانے کیلئے نہ پاتا تھا۔ اس وقت سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منبر تشریف فرما ہوچکے تھے۔ عین اس وقت کہ میرے کپڑے ناپاک ہونے کو تھے آپ اپنے منبر سے اتر کر میرے قریب آئے اور اپنے آستین مبارک سے میرے سر پر سایہ کرلیا۔ معاً میں نے اپنے آپ کو ایک باغیچہ میں پایا جہاں دور دور تک کوئی آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ قریب ہی پانی بہہ رہا تھا، میں وہاں رفع حاجت سے فارغ ہوا اور طہارت کرکے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی ۔ اس وقت آپ نے اپنی آستین میرے سر سے ہٹالی اور یہ دیکھ کر میری عقل چکرا گئی کہ میں ہجوم خلائق کے درمیان آپ کے منبر کے قریب ہی بیٹھا ہوں۔ حالانکہ اس باغیچہ میں کیے ہوئے وضو کی نمی اب تک مجھے محسوس ہورہی تھی۔ خیر جب نماز ہوچکی اور میں اٹھنے لگا تو اپنا رومال جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں غائب پایا۔ ہر چند تلاش کی لیکن کہیں نہ پایا۔ مایوس ہوکر گھر واپس آگیا اور اپنے گھر کے تالے لوہار سے کھلوائے۔

اسی دن میں اپنے کسی کام کیلئے ایک قافلہ کے ہمراہ بلادِ عجم کو روانہ ہوا۔ چودہ دن کے سفر کے بعد ہمارا گزر ایک ایسے مقام پر ہوا جو ہو بہو ویسا ہی تھا۔ جہاں مذکورہ جمعہ کو میں نے وضو کیا تھا۔ چونکہ آگے دور دور تک پانی نظر نہیں آتا تھا اس لئے ہمارے قافلے نے یہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ میں نے اتر کر غور سے دیکھا تو واقعی وہی میدان تھا۔ میں سخت حیرت زدہ ہوا اور وضو کرکے نماز کیلئے اس مقام کی طرف بڑھا جہاں پہلے نماز پڑھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا گم شدہ رومال مع چابیوں کے گچھے کے وہاں پڑا ہے اب تو میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سچے دل سے معتقد ہوگیا۔

اگرچہ اس واقعہ والے دن ہی میں نے آپکی کرامت کا انکار ترک کردیا تھا۔ سفر سے واپس آکر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے بصد ادب معافی مانگی اور بیعت کرکے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ آپ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ (قلائد الجواہر)

مجلس میں غیبی مخلوق کا آنا

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے تقریر شروع کی اور اس میں محو ہو گئے پھر فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ میرا کلام سننے کیلئے کسی سبز پرندے کو بھیجنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ابھی آپکی یہ بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ سبز رنگ کا ایک پرندہ آیا اور آپکی آستین میں گھس گیا پھر وہ وہاں سے باہر نہ نکلا۔ ایک دفعہ آپ کی تقریر کے دوران لوگوں میں سستی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر ارادہ خداوندی میں یہ بات ہو کہ وہ میری تقریر سننے کیلئے سبز پرندے بھیجے تو وہ ضرور بھیج دے۔ ابھی آپکی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ مجلس سبز رنگ کے پرندوں سے بھر گئی جنہیں تمام حاضرین مجلس دیکھ رہے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ قدرت کے موضوع پر تقریر جاری تھی لوگ ہیبت زدہ اور سہمے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں مجلس پر سے ایک عجیب الخلقت پرندہ گزرا۔ کچھ لوگ حضرت شیخ کے کلام کی بجائے پرندے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس پر آپ نے فرمایا، قسم ہے معبود کی! اگر میں اس پرندے کو ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا حکم دوں تو ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے...... ابھی آپ یہ بات فرما رہے تھے کہ وہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین مجلس پر آ گرا۔ (خلاصۃ المفاخر)

مردان کوہ قاف

شیخ ابومحمد عبداللہ بطائحی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا وہاں چار شخص موجود تھے جنہیں میں نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا انہیں دیکھ کر میں اپنی جگہ ٹھہر گیا جس وقت وہ آپ کی خدمت سے اٹھے آپ نے مجھے فرمایا انہیں پہچانو اور اپنے حق میں دعا کرالو۔ باہر نکلنے سے پہلے میں نے انہیں صحن مدرسہ میں جا لیا اور دعا کی درخواست پیش کی۔ ان میں سے ایک نے مجھے کہا تمہیں خوشخبری ہو، تم ایک ایسے مرد راہ کے خادم ہو جس کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آباد زمین اور پہاڑوں، خشک بیابانوں اور دریاؤں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے اور اسی کی دعا کی بدولت اپنی مخلوق کے نیک و بد پر رحم فرماتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اس کے انفاس کے عہد و پیمان کے پابند، اس کے قدموں کے سائے کے نیچے اور اس کی حکومت کے دائرہ کار میں ہیں۔ اتنے میں وہ مدرسہ سے باہر نکلے اور غائب ہو گئے۔ میں تعجب کرتا ہوا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا یا عبداللہ! جو کچھ ان لوگوں نے تم سے کہا جب تک میں زندہ ہوں اس کے بارے میں کسی سے کچھ کہوں تو کہوں، تم کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ میں نے پوچھا حضور! یہ کون لوگ تھے؟ فرمایا کہ یہ مردان کوہ قاف کے رؤساء ہیں اور وہ اس وقت کوہ قاف میں اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہیں۔

کھجور کے درختوں کا سر سبز ہونا

ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن یحیٰ قرشی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ علی الہیتی جب علیل ہو جاتے تھے تو شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل بن سنان حمیری کے پرضیا باغیچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے۔ اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہوگئے تھے اور چار سال سے اس میں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا۔ ان کے کٹوانے کا اب ارادہ کرلیا گیا تھا۔ حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی عیادت کیلئے اس باغ میں تشریف لے گئے۔ عیادت سے فارغ ہوکر آپ نے بذات خود ان درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ اللہ! آپ کے قدم مبارک کی برکت ملاحظہ کیجئے کہ یک بیک وہ درخت شاداب ہوگئے اور گو کہ اس وقت پھلوں کے آنے کا وقت بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ان درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لے کر سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دعا دی کہ پروردگار عالم تمہاری زمین، تمہارے دراہم، تمہارے صاع اور تمہارے مویشیوں میں برکت عطا فرمائے شیخ صالح کا اپنا بیان ہے کہ اس دعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپکا اتنا کرم ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اس کے دوگنے فوراً کہیں سے آجاتے ہیں۔ گھر کے اندر اگر سو بوریاں گیہوں کی رکھتا ہوں اور پچاس صَرف کر ڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو سو کی سو موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے کہ ان کی گنتی مشکل سے یاد رہتی ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کر پاتا۔ غرض کہ آپ کی اس دعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جارہا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

کمزور اونٹنی کا تیز رفتار ہونا

امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف نزہۃ الخاطر الفاتر میں تحریر فرمایا ہے کہ ابو حفص عمر بن صالح بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ میں حج بیت اللہ کو جانا چاہتا ہوں مگر میری اونٹنی قابل سفر نہیں۔ اس کے سوا میرے پاس کوئی دوسری سواری بھی نہیں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک ایڑی لگائی تو وہ اونٹنی بیت اللہ شریف تک کسی سے پیچھے نہ رہی۔ (بہجۃ الاسرار)

مجلس میں حضرت خضر علیہ السلام کا آنا

آپ کے خادم خطاب کا بیان ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور آپ وعظ ترک کر کے تمام اہل مجلس کے سامنے ہوا میں پرواز کرنے لگے دورانِ پرواز آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی۔ کچھ دیر یہاں تشریف رکھئے اور اس محمدی کی چند باتیں سن لیجئے چند لمحات کے بعد آپ منبر پر تشریف لے آئے اور پھر وعظ میں مشغول ہو گئے۔

مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے آپ کے ارشادات کی وضاحت چاہی آپ نے فرمایا کہ حسن اتفاق سے آج حضرت خضر علیہ السلام کا گزر اس طرف ہوا میں ان سے مجلس میں تشریف آوری کیلئے کہہ رہا تھا چنانچہ انہوں نے میری درخواست قبول کر لی اور مجلس میں کچھ دیر میرا کلام سنتے رہے۔ (قلائد الجواہر)

آفتابہ کا قبلہ رخ ہونا

شیخ ابوعبداللہ محمد جیلی قزدینی اور شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن ابوعبداللہ طلبی رحہم اللہ کا بیان ہے کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت دیار و امصار میں پھیلی تو جیلان کے تین بزرگ آپ کی زیارت کے ارادے سے بغداد آئے اس وقت آپ اپنے مدرسے میں تھے انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جو انہیں مل گئی انہوں نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ میں کتاب ہے ان کا لوٹا سمت قبلہ سے ٹیڑھا رکھا ہے اور ان کا خادم ان کے سامنے کھڑا ہے انہوں نے لوٹے کے ٹیڑھے ہونے اور خادم کی گستاخی پر ایک دوسرے کی طرف انکاری نگاہوں سے دیکھا حضرت شیخ نے کتاب اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور انہیں ایک نگاہ سے دیکھا اور خادم پر بھی نظر ڈالی۔ خادم بے ہوش ہو کر گر پڑا پھر لوٹے کی طرف دیکھا تو وہ خود بخود قبلے کی طرف پھر گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

آپ کی مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لانا

شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا آپ اس وقت منبر کے نیچے کے زینے پر وعظ فرما رہے تھے یکایک آپ نے کلام چھوڑ دیا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے اس وقت میں نے دیکھا کہ منبر کا پہلا زینہ حد نظر تک وسیع ہوگیا ہے۔ اس پر دیبائے سبز کا فرش بچھ گیا ہے اور اس پر سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام علیہم الرضوان رونق افروز ہوئے اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی۔ آپ گرنے لگے تھے کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تھام لیا۔ پھر آپ کا جسم سکڑ کر چڑیا کی مانند ہوگیا پھر آپ کا جسم بڑھنے لگا اور آپ اتنے طویل و عریض ہوگئے کہ دیکھنے والوں کو خوف معلوم ہوتا تھا اس کے بعد یہ سارا منظر میری نظر سے غائب ہوگیا۔

لوگوں نے شیخ بقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں اور اصحاب کو ایسی قوت عطا فرماتا ہے کہ ان کی مقدس ارواح اجسام اور صفات موجودات کی صورت اختیار کرلیتی ہے اور جو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی تجلی پر گرنے لگے تھے تو اس کا سبب یہ تھا کہ یہ تجلی وہ سوائے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کے نہیں اٹھا سکتے تھے دوسری تجلی صفات جلال کی تھی کہ آپ بالکل چھوٹے ہوگئے۔ تیسری تجلی صفت جمال کی تھی کہ آپ طویل و عریض ہوگئے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (قلائد الجواہر)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کروادی

ایک دن سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ فرما رہے تھے آپ کے منبر کے قریب ہی شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے دورانِ وعظ ان کو نیند آگئی۔ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت خاموش ہوگئے اور منبر سے نیچے اتر کر شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے مودبانہ کھڑے ہوگئے اتنے میں وہ پسینے میں تربتر خواب سے بیدار ہوگئے۔ آپ نے فرمایا شیخ علی! تم اس وقت آقائے دوجہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہے تھے انہوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا یہی وجہ تھی کہ میں منبر سے اتر کر باادب کھڑا ہوگیا تھا لیکن یہ تو بتاؤ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ شیخ علی نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تاکید فرمائی کہ ہمیشہ شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں رہنا۔ لوگ بہت متحیر ہوئے اور شیخ علی سے پوچھا کہ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ آپ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہیں شیخ علی نے جواب دیا کہ میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے عالم بیداری میں دیکھ رہے تھے اور اسی لئے آپ منبر سے اتر کر باادب کھڑے تھے۔ (خلاصۃ المفاخر)

مردان غیب

شیخ ابی عبداللہ کا بیان ہے کہ میں شنبہ ۹ ربیع الآخر ۵۵۲ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان مدرسہ کی چھت کے اوپر پیٹھ کے بل پڑا تھا یہ گرمی کا زمانہ تھا اور حضرت سیّدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے آگے روبقبلہ موجود تھے میں نے آسمان و زمین کے درمیان ایک شخص کو دیکھا جو تیر کی طرح تیزی سے گزر رہا تھا اس کے سر پر نہایت لطیف عمامہ تھا جس کا ایک شملہ اس کے شانوں کے درمیان لٹک رہا تھا یہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھا اور اس کی کمر میں کمر بند تھا جب وہ حضرت شیخ کے سر کے برابر گزرا تو جلدی میں یوں اترا جیسے عقاب شکار پر اترتا ہے۔ وہ حضرت شیخ کے سامنے بیٹھ گیا اور انہیں ادب سے سلام کیا پھر ہوا میں چلا گیا اور میری نظروں سے غائب ہو گیا میں حضرت شیخ کی طرف اٹھا اور اس شخص کے بارے میں پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! فرمایا یہ مردان غیب میں سے ہے جو سیر و سیاحت میں مشغول رہتے ہیں ان پر اللہ کا سلام ہو۔ (خلاصۃ المفاخر)

خرقہ غوث کی برکات

شیخ امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ۵۵۰ھ میں میرے والد نے اپنی بیوی (یحییٰ کی والدہ) سے فرمایا کہ چاول پکالو۔ انہوں نے چاول پکائے اور حضرت شیخ کا دسترخوان بھر دیا اور خود سو رہیں۔ آدھی رات کے وقت دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک مرد اندر آ گیا اس نے وہ سب کچھ کھالیا جو دسترخوان پر موجود تھا فراغت کے بعد وہ اٹھنے لگا تو حضرت کے والد نے مجھے فرمایا کہ اٹھو اٹھو ان سے اپنے حق میں دعا کرالو۔ دیوار سے باہر نکل رہا تھا کہ جن کی شکل والے اس شخص سے جا ملا میں نے اس سے دعا کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے کہا یہ مجھے یہ سب کچھ تمہارے والد گرامی کی دعا اور خرقے کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ صبح کے وقت میں نے شیخ علی بن ہیتی سے اس واقعے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج تک جتنے خرقے لوگوں کو پہنائے گئے ہیں ان میں خیر و برکت اور اپنے حامل کیلئے روحانی مقامات اور فتوحات کے اعتبار سے آپ کے والد گرامی کے خرقے کو میں نے جتنا موثر دیکھا ہے ایسا کسی کو نہیں دیکھا۔ ان ستر مردوں پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات غیبیہ کے دروازے کھول دیئے جنہوں نے ایک ہی روز شام کے وقت حضرت شیخ سے خرقہ خلافت پہنا، ان کے سروں پر حضرت شیخ کے ہاتھ کی برکت سے انہیں اجر جمیل عطا کیا گیا جن ایام میں میں نے تمہارے والد گرامی کو دیکھا ان سے بڑھ کر خیر و برکت والے دن میری نظر سے نہیں گزرے۔ (خلاصۃ المفاخر)

غلے میں بے پناہ برکت

ایک دفعہ بغداد میں خوفناک قحط پڑا آپ کے رکاب دار شیخ ابوالعباس احمد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کثیر العیال ہوں لیکن گھر میں کچھ نہیں اور کئی روز سے فاقہ ہے آپ نے ان کو تقریباً نصف من گیہوں دیئے اور فرمایا کہ انہیں مٹی کے ایک مٹکے (یا کوٹھے) میں بند کر دینا اور اس میں ایک سوراخ کر کے روزانہ ضرورت کے مطابق غلہ نکال لیا کرنا۔ شیخ ابوالعباس احمد کا بیان ہے کہ ہم پانچ سال تک گیہوں کھاتے رہے لیکن ختم ہونے میں نہ آئے۔ پھر ایک دن میری بیوی نے یہ مٹکا کھول لیا تو جتنے گیہوں ڈالے تھے اتنے ہی موجود تھے اب یہ گیہوں سات دن میں ختم ہو گئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر آپ سے کیا تو فرمایا اگر تم اس مٹکے کو نہ کھولتے تو تمہارا کنبہ ساری عمر یہ گیہوں ختم نہ کر سکتا تھا۔ (قلائد الجواہر)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روحانی تصرف

شیخ ابوحفص عمر کیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں اپنی خلوت گاہ میں بیٹھا تھا کہ دیوار پھٹ گئی اور ایک نہایت بدصورت شخص اندر داخل ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں، تجھے نصیحت کرنے کی خاطر آیا ہوں میں نے کہا تو مجھے کیا نصیحت کرتا ہے۔ کہنے لگا میں تمہیں مراقبہ میں بیٹھنے کا طریقہ سکھاتا ہوں۔ وہ مدود و مقصود ہو کر بیٹھ گیا اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ (اس طریقے میں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ اس میں حائل کئے جاتے ہیں اور سر گھٹنوں میں جھکا ہوتا ہے) اگلے روز صبح کے وقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ انہیں اس واقعے سے مطلع کروں۔ جب میں نے مصافحہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے کچھ کہنے سے پہلے فرمایا، اے عمر! اگر وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے تم سے سچ کہی ہے خیال کرنا اس کے بعد اس کی کوئی بات قبول نہ کرنا۔

شیخ ابوالحسن کا بیان ہے کہ اس کے بعد چالیس برس تک شیخ عمر کے بیٹھنے کا یہی انداز رہا۔ (خلاصۃ المفاخر)

فلسفے سے توبہ

شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک واسطی واعظ المعروف جرادہ کا بیان ہے کہ میں جوانی کے ایام میں ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے پاس علوم فلسفہ اور علوم روحانیات پر مشتمل ایک کتاب تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے بھی اس کتاب کے بارے میں مجھ سے بات نہ کی۔ البتہ حضرت شیخ نے کتاب کو دیکھے بغیر اس کے مندرجات معلوم کیے۔ مجھ سے فرمایا اے منصور! تیری یہ کتاب برا ساتھی ہے۔ اٹھ کھڑا ہو اور اسے پانی میں دھو ڈال۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت شیخ کے سامنے سے اٹھ کر کتاب کو گھر پھینک آؤں اور شیخ کے خوف سے دوبارہ اسے نہ اٹھاؤں البتہ کتاب کو دھو ڈالنے پر میرا دل آمادہ نہ ہو رہا تھا کیونکہ مجھے یہ کتاب بہت پسند تھی اور اس کے بعض مضامین میرے ذہن میں کھب چکے تھے۔ میں اس نیت سے اٹھا ہی تھا کہ حضرت شیخ نے متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ میں اٹھ نہ سکا گویا اس وقت میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اپنی یہ کتاب ذرا مجھے دکھانا میں نے اسے کھولا تو وہ کورے کاغذوں کا ایک پلندہ تھا جس میں ایک حرف بھی لکھا ہوا نہ تھا میں نے کتاب آپ کے ہاتھ میں تھما دی آپ نے اس کے کچھ ورق الٹائے پلٹائے اور پھر فرمایا کہ یہ تو محمد بن خریس کی کتاب فضائل قرآن ہے یہ کہہ کر کتاب آپ نے مجھے دے دی۔ اب میں دیکھتا ہوں تو وہ واقعی محمد بن خریس کی کتاب فضائل قرآن ہی ہے جو نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ تم اس بات سے توبہ کرتے ہو کہ زبان سے وہ بات کہو جو تمہارے دل میں نہ ہو۔ میں نے کہا جی حضور! حضرت شیخ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، میں اٹھا تو میرے قلب سے فلسفہ اور روحانیت کے وہ تمام مضامین حرف غلط کی طرح مٹ چکے تھے جو اس سے پہلے میں یاد کر چکا تھا اور یہ مضامین آج کے دن تک یوں محو ہوئے جیسے کبھی اس ذہن سے گزرے بھی نہ تھے۔ (خلاصہ المفاخر)

آپ کے جلال کا اثر

شیخ بقا کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک سن رسیدہ شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا اس نے آپ سے درخواست کی کہ اس لڑکے کیلئے دعا فرمائیں۔ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہیں تھا۔ بلکہ یہ دونوں غلط کار تھے۔ حضرت شیخ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے ساتھ بھی ایسا کرنے لگے ہو؟ یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے اس وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی۔ ایک مکان میں بجھتی کہ یکا یک دوسرے مکان میں بھڑک اٹھی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ مصائب اور آفات بادل کے ٹکڑوں کی طرح بغداد میں اتر رہے ہیں میں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ غضبناک ہیں میں قریب بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا حضور! مخلوق پر رحم فرمائیں، لوگ ہلاک ہو رہے ہیں ان کا غصہ تھم گیا۔ میں نے دیکھا کہ مصائب کے بادل چھٹ گئے اور آگ بجھ گئی۔ (خلاصہ المفاخر)

روحانی طاقت پر غلبہ پانا

شیخ عبداللہ محمد حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر ہم نے دیکھا کہ ایک جوان چت پڑا ہوا ہے اس نے ہمیں دیکھتے ہی شیخ علی بن الہیتی سے مخاطب ہو کر نہایت لجاجت سے کہا کہ خدارا شیخ عبدالقادر کی خدمت میں میری سفارش کر دیجئے گا۔

جب ہم اندر پہنچے اور پیشتر اس کے کہ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس نوجوان کے بارے میں کچھ کہتے، آپ نے فرمایا علی دروازے پر جو شخص کھڑا ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں، شیخ علی نے دروازے پر جا کر اس شخص سے کہا کہ سیّدنا عبدالقادر نے تیرے متعلق میری سفارش قبول فرمالی ہے۔

اتنا سنتے ہی وہ شخص ہوا میں پرواز کر کے نظروں سے غائب ہو گیا پھر ہم نے آپ سے اس نوجوان کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ شخص صاحب حال تھا آج ہوا میں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گزر رہا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ اس شہر میں میری مثل کوئی نہیں ہے میں نے بفضل الٰہی اس کا حال سلب کر لیا اور وہ اُڑنے کی طاقت سے محروم ہو کر ہمارے دروازے پر آگرا اگر شیخ علی اس کی سفارش نہ کرتے تو وہ یونہی پڑا رہتا۔ (قلائدالجواہر)

خانہ کعبہ دکھلانے کا واقعہ

آپ کے ایک ہم عصر شیخ ابومدین بڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے ایک دن انہوں نے اپنے مرید ابوصالح ویرجان محمد الزکانی کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فقر کی تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق حضرت کی خدمت میں بغداد پہنچے۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں نے تو شیخ عبدالقادر جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس دن بیٹھو، میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو آپ نے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، ابوصالح ادھر دیکھو میں نے ادھر دیکھا تو آپ کو عین بیت اللہ شریف کے سامنے پایا پھر فرمایا اس طرف دیکھو میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابومدین کو کھڑے پایا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا بیت اللہ شریف جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس۔ میں نے عرض کی اپنے شیخ کے پاس۔ پھر فرمایا کہ ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جیسے آئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ جس طرح آیا تھا اسی طرح جاؤں گا آپ نے فرمایا اچھا جو تیری مرضی پھر فرمایا ابو محمد فقر کی سیڑھی توحید اور توحید یہ ہے کہ دوئی کو یکسر دل سے نکال ڈالو اس کے بعد آپ نے ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈالی اور تمام جذبات اور ارادے میرے دل سے نکل گئے اور میں دولت فقر سے مالا مال ہو گیا۔ (قلائدالجواہر)

ارواح انبیاء علیہم السلام

شیخ کبیر عارف باللہ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی بار حضرت شیخ کی مجلس میں جلوہ گر ہوتے دیکھا بلا شبہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح زمینوں اور آسمانوں میں سیر و سیاحت کرتی رہتی ہیں جس طرح ہوا فضا میں چلتی رہتی ہے اور میں نے آپ کی مجلس میں فرشتوں کو بھی گروہ در گروہ دیکھا ہے نیز میں نے مردان غیب اور جنات کو حضرت شیخ کی مجلس میں داخل ہونے کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے کئی بار دیکھا ہے حضرت خضر علیہ السلام تو کثرت سے مجلس میں آیا کرتے تھے ایک دفعہ شیخ کی مجلس کے بارے میں میں نے پوچھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا جو شخص کامیابی اور چھٹکارے کا خواہش مند ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ شیخ کی مجلس میں حاضری دے۔ (خلاصۃ المفاخر)

ایک تاجر کی غیبی مدد کا واقعہ

ابوالسعود الحریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ابوالمظفر الحسن بن نعیم تاجر نے شیخ حماد الدباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، حضور والا! میرا ارادہ ملک شام کی طرف سفر کرنے کا ہے اور میرا قافلہ بھی تیار ہے۔ سات سو دینار کا مال تجارت کیلئے ہمراہ لے جاؤں گا۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو تم سفر میں ہی قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ وہ آپ کا ارشاد سن کر مغموم حالت میں باہر نکلا تو سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے شیخ حماد کا ارشاد سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ تم اپنے سفر سے صحیح و تندرست واپس آؤ گے میں اس کا ضامن ہوں۔

آپ کی بشارت سن کر وہ تاجر سفر کو چلا گیا اور ملک شام میں جا کر ایک ہزار دینار سے اس نے اپنا مال فروخت کیا بعد ازاں وہ تاجر اپنے کسی کام کیلئے حلب گیا وہاں ایک مقام پر اس نے اپنے ہزار دینار رکھ دیئے اور وہاں ہی دیناروں کو بھول گیا اور حلب میں اپنی قیام گاہ پر آگیا۔ نیند کا غلبہ تھا کہ آتے ہی سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ عرب بدوؤں نے اس کا قافلہ لوٹ لیا ہے اور اس کو مار ڈالا ہے۔ گھبرا کر بیدار ہوا تو اسے اپنے دینار یاد آئے فوراً دوڑتا ہوا اس جگہ پر پہنچا تو دینار وہاں ویسے ہی پڑے ہوئے مل گئے۔ دینار لے کر اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو بغداد شریف واپس جانے کی تیاری کی۔

جب بغداد شریف پہنچا تو اس نے سوچا کہ پہلے شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وہ کبیر السن اور عمر رسیدہ ہیں یا حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ آپ نے میرے سفر کے متعلق جو فرمایا تھا بلکل درست ہوا ہے۔ اسی سوچ و بچار میں تھا کہ حسن اتفاق سے سوق سلطان میں شیخ حماد سے اس کی ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ پہلے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری دو کیونکہ وہ محبوب سبحانی ہیں۔ انہوں نے تمہارے حق میں ستر مرتبہ دعا مانگی ہے یہاں تک کہ اللہ کریم نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دیا ہے اور مال کے تلف ہونے کو نسیاں سے بدل دیا ہے جب تاجر حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان بازار میں تجھ سے بیان فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے کہ میں نے ستر مرتبہ اللہ کریم کی بارگاہ میں تمہارے لئے دعا کی کہ وہ تمہارے قتل کے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے اور تمہارے مال کو ضائع ہونے کو صرف تھوڑی دیر کیلئے نسیاں سے بدل دے۔ (قلائد الجواہر)

ستر گھروں میں بیک وقت حاضر ہونے کی کرامت

ایک دن رمضان شریف میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً آپ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ اِفطار کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی۔ ہر دعوت دینے والے کو کسی دوسرے کے بھی مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر ان کے ہمراہ روزہ افطار فرمایا۔ نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اس روز روزہ افطار فرمایا۔ صبح ہر مدعو کرنیوالے نے آپکی اپنے گھر آوری اور افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی آپ کے خدام میں سے ایک خادم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر بھی تشریف نہیں لے گئے تو یہ لوگ آپ کی بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں تو اس نے حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ (تفریح الخاطر)

چور کو ابدال بنانے کی کرامت

شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے در دولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہل دولت و صاحب ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے اس لئے چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ وجلال والے بڑے مالدار ہوں گے۔

آں را کہ چنیں جاہ وحشم روئے نمود　　　در خانہ او تودۂ زر خواہد بود

اور ارادہ کیا کہ ان کے گھر میں گھس جاؤں اور اپنی دِلی مراد پاؤں۔ جب گھر کے اندر داخل ہوا تو کچھ بھی نہ پایا اور اندھا ہو گیا۔

خفاش کہ در خانہ خورشید رود　　　روشن کہ چنیں بے بصر و کور شود

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا۔ خیال فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آ کر ناکام یاب چلا جاوے۔

از فتوحات و از جنس مہیں　　　کور شد چیزے تواں دادن ہاں

آپ ابھی اس خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ اے عالی ممالک کے والی ایک ابدال اس وقت قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے جس کیلئے آپ حکم دیں اس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ آپ نے فرمایا ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں پڑا ہے جاؤ تا کہ اس کو بلند مرتبہ پر مقرر کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام گئے اور اس شخص کو آپ کے حضور میں پیش کیا۔ جس کو آپ نے ایک ہی نگاہ لطف سے ابدال بنا دیا۔ (سیرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کا واقعہ

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول تھے کہ یکا یک آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر کرلیا کچھ دیر بعد جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک رہا تھا۔ طلباء آپکے جلال سے مبہوت ہو گئے اور کچھ دریافت نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر بحری سفر کے بعد بغداد پہنچے اور بہت سے تحائف لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے طلبہ کے سامنے ان کا حال پوچھا۔ سوداگروں نے بیان کیا کہ دو ماہ ہوئے ہم پر سکون سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ یکا یک تو زو تند ہوا چلنے لگی اور سمندر میں ایک ہولناک تلاطم پیدا ہوا، ہمارا جہاز گرداب میں پھنس کر ڈوبنے لگا اس وقت بے اختیار ہماری زبان سے یا شیخ عبدالقادر جیلانی نکلا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ غیب سے برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو کھینچ کنارے پر لگا دیا۔

طلبہ نے اس واقعہ کی تاریخ پوچھی تو وہی تھی جس دن آپ نے بھیگی ہوئی آستین اپنی چادر سے نکالی تھی۔ (قلائد الجواہر)

اولیاء پر حصول عظمت

شیخ ابوالعاص موصلی کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار نے خواب میں دیکھا کہ بڑے بڑے عظیم المرتبت اولیائے کرام ایک محفل میں جمع ہیں اور صدر محفل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ان اولیاء اللہ میں بعض کے سر پر صرف عمامہ تھا۔ بعض کے سر پر عمامہ اور ایک چادر، اور بعض کے سر پر عمامہ اور اس پر دو چادریں تھیں لیکن آپ کے سر اقدس پر عمامہ اور اس پر تین چادریں تھیں۔ میں ابھی آپ کی عظمت جمال کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ بنفس نفیس میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میرے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ ان تینوں چادروں کے متعلق سوچ رہے ہو۔ ان میں سے ایک چادر شریعت کی ہے دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت و بزرگی کی ہے۔ (قلائد الجواہر)

چڑیا کے مرنے کا واقعہ

شیخ عمر بن مسعود بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کردی۔ آپ نے جلالیت سے سر مبارک اٹھا کر اوپر دیکھا تو وہ اوپر اُڑ رہی تھی۔ آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ اسی وقت مرگئی۔ آپ جب وضو سے فارغ ہوئے تو آپ نے کپڑے کا وہ حصہ دھویا اور اپنی قمیص مبارک اتار کر مجھے دی اور فرمایا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کردو، یہ اس کا بدلہ ہے۔ (قلائدالجواہر)

چوہیا کے گرنے کا واقعہ

ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک چوہیا نے چھت میں سے کئی بار مٹی گرائی۔ آپ نے ہر بار مٹی صاف کی لیکن چوہیا باز نہ آئی۔ آخر آپ نے سر مبارک اٹھا کر چھت کی طرف نظر جلالت سے دیکھا تو آپ نے چوہیا کو دیکھ کر فرمایا تیرا سر اُڑ جائے۔ اسی وقت وہ چوہیا مر کر گر پڑی۔ لیکن آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ نے لکھنا چھوڑ دیا۔ ایک خادم نے عرض کیا یا حضرت! یہ چوہیا اپنے کیفر کردار کو پہنچی۔ آپ کیوں آرزدہ ہوتے ہیں؟ فرمایا ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے مجھے اذیت پہنچے اور اس کا بھی یہی حال نہ ہو۔ (قلائدالجواہر)

بچھو کے ہلاک ہونے کا واقعہ

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سواری پر جامع منصوری نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اپنی چادر اتاری اور اپنے کپڑوں کے نیچے سے ایک بچھو نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا، اللہ کے حکم سے مرجا۔ آپ کی زبان مبارک سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ بچھو آناً فاناً ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جامع منصوری سے یہاں تک اس بچھو نے مجھے ساٹھ دفعہ کاٹا لیکن میں نے صبر کا اجر حاصل کرنے کیلئے اف تک نہیں کی۔ اس کی ہلاکت دوسرے لوگوں کو آزار سے بچانے کیلئے ہے۔ (قلائدالجواہر)

ایک پرندے کے مرنے کا واقعہ

ایک دن آپ اپنی مجلس میں قدرت الٰہی کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ فضائے آسمانی سے نمودار ہوا۔ لوگ اشتیاق سے دیکھنے لگے۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، اس خالق اکبر کی قسم! اگر میں اس پرندے سے کہوں کہ تو اللہ کے حکم سے مرجا تو یہ فوراً مرجائے۔ ابھی یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر ہی تھے کہ وہ پرندہ مر کر زمین پر گر پڑا اور لوگ دم بخود ہوگئے۔

واقعہ مُرغ بریاں

جمادی الاوّل ۱۵۵ھ میں بغداد کی ایک عورت اپنے لڑکے عبد اللہ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا سیّدی! میرا یہ فرزند آپ سے بیحد عقیدت رکھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ آپ سے فیض حاصل کرے، اسے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے۔ آپ نے اس عورت کی استدعا قبول کر لی اور عبد اللہ آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت نے اسے چند اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی اور مجاہدہ اور ریاضت کا حکم دیا۔

چند دن کے بعد عبد اللہ کی ماں اپنے فرزند کو دیکھنے آئی۔ عبد اللہ بہت دبلا اور زرد رو نظر آ رہا تھا اور جو کی روٹی کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ بھی اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک قاب میں بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی جس میں سے کچھ کھا چکے تھے اور ہڈیاں پاس پڑی تھیں۔ اس عورت سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگی، حضرت! آپ تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ مرغی کی ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا، کھڑی ہو جا اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مرغی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بولنے لگی۔ وہ عورت سکتے ہیں آ گئی۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، تیرا لڑکا جب اس درجہ پر پہنچ جائے گا اس وقت جو جی چاہے کھائے، اس وقت اس کیلئے جو کی روٹی ہی مناسب ہے۔ وہ عورت بہت نادم ہوئی اور عفو تقصیر کی خواستگار ہوئی۔ (قلائدالجواہر)

کبوتری اور قمری کا واقعہ

ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجی بیمار ہوئے تو حضرت شیخ ان کی بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ آپ نے ان کے گھر میں ایک کبوتری اور قمری دیکھی۔ ابوالحسن نے عرض کی، حضور یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور قمری نو ماہ سے خاموش ہے۔ آپ کبوتری کے پاس تشریف لائے اور اسے فرمایا، اپنے مالک کو فائدہ پہنچا۔ پھر قمری کے پاس آ کر ٹھہرے اور اسے فرمایا، تو اپنے خالق کی تسبیح کر، قمری اس وقت چہچہانے لگی اور بغداد کے لوگ جمع ہو کر اس کی آواز سننے لگے۔ کبوتری نے بچے دینے شروع کر دیئے اور یہ آخر تک جاری رہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

سیلاب کا ٹل جانا

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اچھل کر بغداد کی طرف بہنے لگا اہل بغداد گھبرا اٹھے اور سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے۔ حضرت نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر اپنا عصاء مبارک وہاں گاڑ دیا اور فرمایا بس یہیں رک جاؤ۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ طغیانی تھم گئی اور سیلاب کا پانی اترنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ دریا کے کناروں کے اندر پانی اصلی حد پر بہنے لگا۔ (قلائدالجواہر)

بارش کا رُک جانا

ایک دن سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے۔ سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ یکا یک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ لوگ بارش سے بچنے کیلئے منتشر ہونے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا کہ مولائے کریم! میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہوں۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت کیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس موقع پر وہاں موجود تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے، بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری تھی۔ (قلائدالجواہر)

حملے کا پسپا ہونا

ایک دفعہ بغداد پر ایک عجمی بادشاہ نے چڑھائی کی اور اس کی زبردست افواج نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ خلافت عباسیہ اس وقت زوال پزیر تھی اور عباسی خلیفہ میں دشمن کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کا طلب ہوا۔ آپ نے شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ دشمن افواج کو پیغام بھیجو کہ وہ یہاں سے چلی جائیں۔ انہوں نے اپنے خادم کو بلا کر کہا کہ حملہ آور لشکر میں جاؤ۔ اسکے پرلے سرے پر چادر کا ایک خیمہ ہوگا اس میں تین اشخاص بیٹھے ہونگے ان سے کہنا کہ تم بغداد سے چلے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ ہم کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو تم کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ خادم نے اسی طرح عمل کیا جب اس نے ان تین آدمیوں کو حضرت کا پیغام دیا تو کہنے لگے کہ ہم خود نہیں آئے کسی دوسرے کے حکم سے آئے ہیں۔ خادم نے کہا کہ میں بھی کسی دوسرے کے حکم سے آیا ہوں۔ اتنا سنتے ہی ان لوگوں نے اپنا خیمہ لپیٹ لیا اور چلتے بنے۔ ان کے ساتھ ہی سارا حملہ آور لشکر محاصرہ اٹھا کر چل دیا۔

آپ کی دعا سے گمشدہ اونٹوں کا مل جانا

ایک دفعہ شکر کا ایک سوداگر بشر قرظی چودہ اونٹوں پر شکر لاد کر بغرض تجارت کہیں جا رہا تھا راستے میں ایک لق ودق صحرا میں قافلے کو قیام کرنا پڑا۔ آخر شب جب قافلہ چلنے کیلئے تیار ہوا تو چار لدے ہوئے اونٹ کہیں غائب ہوگئے بشر قرظی بہت پریشان ہوا اور ادھر ادھر بہتیرا تلاش کیا لیکن اونٹ کہیں نہ ملے، وہ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدت مند تھا عالم یاس میں آپ کو پکارا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک نورانی بزرگ سفید پوش ایک ٹیلے پر کھڑے ہیں اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلا رہے ہیں جب وہ اس ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ بزرگ غائب ہوگئے اس نے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو دوسری طرف چاروں اونٹ سامان سمیت بیٹھے تھے۔

خیال میں ملاقات کروا دینا

شیخ محمد بن خضر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ ایک دن میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں خیال آیا کیا خوب ہو اگر کبھی شیخ محمد کبیر رفائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہو جائے۔ یہ خیال آنے ہی کی دیر تھی کہ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا خضر! یہ شیخ احمد کبیر رفائی بیٹھے ہیں، ان سے ملاقات کرلو۔

میں نے حیران ہو کر اوپر نظر اٹھائی تو آپ کے پاس ایک پر جلال بزرگ کو بیٹھے ہوئے پایا میں نے انہیں مودبانہ سلام کیا، انہوں نے فرمایا اے خضر! جو شخص عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ لے، اسے مجھ جیسے شخص کو دیکھنے کی آرزو نہیں کرنی چاہئے۔ یہ فرما کر شیخ احمد کبیر غائب ہو گئے۔

بے موسم کے سیب

شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف عباسی کو دیکھا اور اس نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور والا! میں اطمینان قلبی کیلئے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ہوا میں پھیلایا تو دیکھا کہ آپ کے مبارک ہاتھ میں دو سیب ہیں اور عراق میں وہ موسم سیب کے پھل کا نہ تھا۔ آپ نے ایک سیب ابوالمظفر کو دیا اور دوسرا خود اپنے پاس رکھا۔ آپ نے ہاتھ والا سیب چیرا تو وہ سفید نکلا اور اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی مگر ابوالمظفر نے جب اپنا سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکلا اس پر اس نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہ آپکا سیب تو نہایت ہی عمدہ اور نفیس ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا، اے ابوالمظفر! اس کو ظالم کا ہاتھ لگا جس سے اس میں کیڑا پیدا ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

قافلے کی غیبی امداد

شیخ ابو عمرو عثمان الصریفینی وشیخ ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ہم دونوں ۳ صفر ۵۵۵ھ بروز اتوار حضرت شیخ کے مدرسہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھے آپ اٹھے اور وضو فرمایا، دو رکعت نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھرا تو ایک چیخ ماری اور اپنی ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینک دی وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئی تو دوسری بھی ہوا میں پھینک دی وہ بھی غائب ہوگئی، پھر بیٹھ گئے۔ کسی نے آپ سے اس بارے میں پوچھنے کی جرأت نہیں کی۔

تئیس روز کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا انہوں نے کہا ہمارے پاس حضرت شیخ کیلئے کچھ نذر ہے ہم نے آپ سے اس کے قبول کر لینے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ ان سے لے لو انہوں نے ہمیں ریشم اور خز کے کپڑے کچھ سونا اور حضرت شیخ کی کھڑاویں دے دیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو یہ کھڑاویں کہاں سے ملیں۔ انہوں نے بتایا کہ ۳ صفر بروز یکشنبہ ہم سفر پر جا رہے تھے کہ کچھ بدویوں نے ہم پر حملہ کیا ان میں دو سردار تھے انہوں نے ہمارا مال و اسباب لوٹا۔ ہمارے آدمی قتل کیے اور ایک وادی میں اتر کر باہم مال بانٹنے لگے۔ ہم وادی کے کنارے اترے۔ اس وقت ہم نے کہا کہ کاش ہم اس تکلیف میں سیّدنا عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کرتے پھر ہم نے اپنے اپنے مال میں سے ان کیلئے کچھ نذر مقرر کی تا کہ ہم مزید خطرے سے بچ جائیں بس ہمیں ان کے یاد کرنے کی دیر تھی کہ دو گونج دار آوازیں سنائی دیں جو ساری وادی میں پھیل گئیں ہم نے خیال کیا کہ شاید ان کے پاس دوسرے بدوی آگئے ہیں اس اثناء میں ان کے کچھ آدمی ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے آؤ اپنا مال لے لو اور وہ چیز دیکھو جس نے ہمیں اچانک آن پکڑا ہے وہ ہمیں ان سرداروں کے پاس لے گئے تو وہ دونوں مر چکے تھے ان میں سے ہر ایک کے پاس پانی سے تر ایک ایک کھڑاؤں پڑی تھی۔ انہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا اور کہا کہ اس امر میں یقیناً کوئی بڑی بات پوشیدہ ہے۔

آپ کی دعا سے کتے کا شیر پر غالب آنا

شیخ ابو مسعود احمد بن ابوبکر حریمی کا بیان ہے کہ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ہم عصر ولی اللہ شیخ احمد جام زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہیبت ناک شیر پر سوار ہو کر پھرا کرتے اور جس شہر میں جاتے وہاں کے باشندوں سے اپنے شیر کی خوراک کیلئے ایک گائے طلب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پھرتے پھراتے بغداد پہنچے اور سیّدنا غوث اعظم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے شیر کیلئے ایک گائے بھیج دیجئے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جلد ہی گائے آپ کو بھیج دی جائے گی شیخ احمد جام کی آمد کی اطلاع آپ کو ایک دن پہلے ہی مل چکی تھی اور آپ نے ایک گائے تلاش کر رکھی تھی شیخ احمد جام کا پیغام ملنے پر آپ نے ایک خادم کے ساتھ وہ گائے روانہ کر دی ایک مریل سا کتا آپ کے دروازے پر پڑا رہتا تھا وہ بھی گائے کے ساتھ ہو لیا۔

جب گائے احمد جام کے پاس پہنچی تو انہوں نے اپنے شیر کو اشارہ کیا کہ لے تیری خوراک پہنچی شیر فوراً گائے پر جھپٹا ابھی وہ گائے تک نہیں پہنچا تھا کہ مریل کتے نے اچھل کر شیر کو پکڑ لیا اور پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس گائے کو ہنکاتا ہوا واپس سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آیا۔ احمد جام نادم ہوئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔

ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا

ایک دن سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس بابرکت میں مندرجہ ذیل اصحاب موجود تھے:۔

ابوالسعود بن ابی بکر، شیخ محمد بن قائد آوانی، شیخ ابوالقاسم عمر بزاز، شیخ ابومحمد حسین فارسی، شیخ جمیل، شیخ ابوحفص عمر غزال، شیخ خلیل بن احمد صرصری، شیخ ابوالبرکات علی بطائحی، شیخ ابن الخضری، ابو عبداللہ بن الوزیر عون الدین، ابوالفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ، ابوالقاسم علی بن محمد، شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ......رحمہم اللہ تعالیٰ

اثنائے گفتگو میں آپ کا جذبہ سخاوت جوش میں آیا اور آپ نے حاضرین سے فرمایا...... مانگو جو مانگنا ہے۔

شیخ ابوالسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا...... میں ترک اختیار چاہتا ہوں۔

شیخ محمد قائد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں خشیت الٰہی چاہتا ہوں۔

شیخ حسن فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میرا کھویا ہوا مال مجھے واپس مل جائے۔

شیخ جمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں حفظ وقت کا آرزومند ہوں۔

شیخ عمر غزال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں طویل عمر کا خواہش مند ہوں۔

شیخ صرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا...... میری آرزو ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مقامِ قطبیت پر فائز نہ کردے۔

شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں عشق الٰہی میں انہماک چاہتا ہوں۔

شیخ ابن خضری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں قرآن وحدیث حفظ کرنے کا خواہش مند ہوں۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن الوزیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں۔

شیخ ابولفتوح بن ہبۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا...... میں خلیفہ کے گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالقاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا...... میں خلیفہ کا دربارن بننا چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالخیر ملتجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوئے...... مجھے مقام معرفت عطا ہو جائے۔

سب کی تمنائیں سن کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ آیت پڑھی......

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

اے نبی وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو تیرے پروردگار کی بخشش عام ہے کسی پر بند اور ممنوع نہیں۔

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۳ رجب ۵۹۳ھ کو بیان کیا کہ خدا کی قسم! ان لوگوں میں سے ہر ایک کو وہی کچھ مل گیا جس کی اس نے خواہش کی تھی، سوائے شیخ خلیل صرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے، کیونکہ ابھی ان کے مقامِ قطبیت پر فائز ہونے کا وقت نہیں آیا، ان شاءاللہ تعالیٰ وہ بھی مقررہ وقت پر اپنی آرزو پالیں گے۔

قرب اور بعد پر تصرف

شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد ازہری حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد کے حوالے سے خبر دیتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ سرکردہ علماء اور سرخیل فقہاء حاضر ہوا کرتے تھے ان میں سے شیخ بقا، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابونجیب سہروردی، شیخ ابوحکیم بن دنیا، شیخ ماجد کردی، شیخ مطر ماورائی، قاضی ابوالعلاء محمد بن فراء، قاضی ابوالحسن علی بن دامغانی اور امام ابوالفتح رحمہم اللہ وغیرہم سرفہرست ہیں مشائخ اور اکابرین میں سے جو بھی بغداد میں داخل ہوتا وہ لازماً پہلے پہل آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو اگرچہ میں نے بغداد میں نہیں دیکھا تاہم میں نے باہر دیکھا کہ وہ اپنے شہر طفسونج میں دیر تک خاموش کان لگائے بیٹھے رہتے۔ پوچھنے پر فرماتے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سن رہا تھا اور میں نے بارہا حضرت شیخ عدی بن مسافر کو وانس میں دیکھا کہ آپ اپنے خلوت کدے سے پہاڑ کی طرف نکلتے اور برچھے سے دائرہ کھینچ لیتے اور اس دائرہ میں ہوجاتے پھر فرماتے کہ جو شخص مقربین کے جوہر فرد شیخ عبدالقادر بن ابی صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سننا چاہے وہ اس دائرے میں آجائے ان کے بڑے بڑے اہل صحبت دائرے میں داخل ہوکر حضرت شیخ کا کلام سنتے، بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ یہ کلام لکھ بھی لیتے۔ یہ لوگ دن اور تاریخ یاد رکھتے اور جب بغداد ان کا آنا ہوتا تو حضرت شیخ کی مجلس کے حاضر باش لوگوں کی تحریروں سے اپنی تحریر کا مقابلہ کرتے چنانچہ وہ بالکل صحیح نکلتی۔ دوسری طرف جس وقت شیخ عدی بن مسافر دائرے میں داخل ہوتے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل مجلس سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر تم میں موجود ہیں۔

ابدالوں کی جماعت

شیخ ابوالحسن بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت سیّدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دروازے پر ذکر و اذکار میں مصروف رہتا تھا اور رات کے وقت اکثر بیدار ہوتا تا کہ حضرت شیخ کی خدمت کا شرف حاصل ہو سکے۔ ایک دفعہ ماہ صفر ۵۵۳ھ میں رات کے وقت حضرت شیخ اپنے گھر سے نکلے، میں نے پانی کا لوٹا پیش کیا مگر آپ نے نہ لیا۔ مدرسہ کے دروازے پر پہنچے تو وہ دروازہ خود بخود کھل گیا آپ آگے روانہ ہوئے اور میں پیچھے چل پڑا میرا خیال تھا کہ حضرت شیخ کو میرے پیچھے آنا کا علم نہیں ہے آپ شہر کے دروازے پر پہنچے یہ دروازہ بھی کھل گیا آپ باہر نکلے اور پیچھے میں بھی نکلا، دروازہ بند ہو گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ ہم ایک ایسے شہر میں ہیں جسے میں نہیں جانتا، وہاں سرائے کی طرز کے ایک مکان میں ہم داخل ہوئے مکان میں موجود چھ آدمیوں نے حضرت شیخ سے سلام دعا کی۔ میں کونے میں ایک ستون کی آڑ میں دبکا کھڑا تھا اسی اثنا میں مکان کے ایک حصے سے رونے کی آواز آئی مگر یہ آواز جلدی بند ہو گئی اتنے میں ایک شخص داخل ہوا اور اس طرف چل دیا جہاں سے رونے کی آواز آرہی تھی تھوڑی دیر بعد وہ شخص ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے واپس آیا اس کے ساتھ ایک اور شخص تھا جو سر سے ننگا اور لمبی مونچھوں والا تھا وہ حضرت شیخ کے روبرو بیٹھ گیا آپ نے اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی اس کے سر اور مونچھوں کے بال کتر کر دُرست کئے اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا پھر اس جماعت سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مرنے والے شخص کی بجائے میں اسے مقرر کروں۔ انہوں نے کہا بسر وچشم۔ اس کے بعد حضرت شیخ ان لوگوں کو چھوڑ کر واپس روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے چلا۔ چند قدم ہی چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پر پہنچ گئے حسب اوّل یہ دروازہ کھل گیا پھر آپ مدرسہ کے دروازے پر تشریف لائے تو وہ بھی کھل گیا آپ گھر میں چلے گئے۔ اگلی صبح میں حسب معمول پڑھنے کیلئے آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ کی ہیبت سے میں کچھ نہ پڑھ سکا۔ آپ نے فرمایا بیٹے پڑھو ڈرتے کیوں ہو؟ میں نے آپ کو قسم دی کہ مجھے گزشتہ رات والے واقعے کی حقیقت سے باخبر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، جو شہر تم نے دیکھا وہ نہاوند ہے اور چھ آدمی جن سے ملاقات ہوئی ابدال اور نجباء ہیں۔ مرنے والا شخص اسی جماعت کا ساتواں فرد تھا میں اس کی وفات کے وقت اس کے پاس آیا جو شخص اسے کاندھے پر اٹھا کر لایا تھا وہ ابوالعباس خضر ہیں وہ اسے اٹھا کر لائے تا کہ اس کی بجائے دوسرا انتظام کیا جا سکے اور جس شخص کو میں نے کلمۂ شہادت پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا ایک عیسائی ہے مجھے حکم دیا گیا کہ مرنے والے کا قائم مقام یہی شخص بنے۔ چنانچہ وہ لایا گیا میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور ابدالوں کی جماعت کا رکن بنا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ان کی زندگی میں اس واقعہ کا ذکر کسی نہ کروں۔

واقعہ زغن

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے اور اہل مجلس ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے ارشادات سن رہے تھے اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی کہ ایک چیل نے مجلس کے اوپر آ کر چکر لگانا اور زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔ جس سے حاضرین کو بہت تشویش ہوئی تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا، اے ہوا اس چیل کے سر کو پکڑ لے اتنا فرمانا ہی تھا کہ اس چیل کا سر جدا ہو کر گر پڑا پھر آپ منبر شریف سے اترے اور اس چیل کا سر اور دھڑ دونوں کو ملا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تو وہ اللہ کے اِذن سے زندہ ہوگئی اور اُڑنے لگی اور لوگوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ (بہجۃ الاسرار)

مال حرام سے باخبر کرنے کی کرامت

شیخ ابوعبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ الحسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے ہمیں موصل میں یہ واقعہ سنایا...... انہوں نے کہا کہ ایک رات ہم سیّدی حضرت شیخ عبدالقادر حسنی والحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں مقیم تھے کہ خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت چاہی نیز زر و جواہر کے دس توڑے جنہیں دس خادم اٹھائے ہوئے تھے نذر میں پیش کیے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں اور آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ خلیفہ نے اصرار کیا تو ان میں ایک توڑا آپ نے داہنے ہاتھ اور دوسرا اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور انہیں نچوڑا تو وہ خون بن کر بہنے لگے، اس پر آپ نے فرمایا اے ابوالمظفر! تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی۔ لوگوں کا خون جمع کر کے اسے میرے سامنے پیش کرتے ہوئے۔ یہ دیکھ کر ابوالمظفر بے ہوش ہو گیا حضرت شیخ نے فرمایا مجھے معبود برحق کے جلال کی قسم! اگر میرے دل میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قربت کی نسبت کا احترام نہ ہوتا تو میں یہ خون بہتا چھوڑ دیتا یہاں تک کہ ابوالمظفر کے گھر تک بہتا جاتا۔

سینہ منوّر کرنے کا واقعہ

شیخ علی بن ادریس یعقوبی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ۵۶۰ھ میں میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فیض کا طالب ہوا آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد یکایک آپکے جسم اقدس سے ایک نور نکلا اور میرے جسم میں داخل ہو گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ تمام اہل نور اور انکے حالات میری نظر کے سامنے ہیں پھر میں نے ملائکہ کو دیکھا اور ان کی تسبیحیں سنیں۔ اس عجیب و غریب حالات کا انکشاف مجھ پر ہوا قریب تھا کہ میں دیوانہ ہو جاؤں کہ سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ اب میں نے اپنا سینہ نور سے بھرپور اور فولاد سے سخت محسوس کیا۔ پھر مطلق نہ گھبرایا اور آج تک اس نور سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

عصا مبارک کا روشن ہونا

شیخ ابو عبدالمالک ذیل کا بیان ہے کہ ایک رات میں مدرسہ عالی میں کھڑا تھا کہ اتنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں عصا تھا آپ کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ کی کوئی کرامت دیکھوں معاً آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا، وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور مدرسہ میں ہر طرف روشنی پھیل گئی ایک گھنٹہ تک عصا مبارک اسی طرح چمکتا رہا پھر آپ نے اسے زمین سے اٹھایا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں ذیال تم یہی چاہتے تھے؟ شیخ ذیال کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۵۶۰ھ میں پیش آیا۔ (قلائد الجواہر)

روحانی تصرف کا واقعہ

شیخ ابوالبقاء محمد بن الازہری صریفینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک مدت تک یہ سوال کرتا رہا کہ رجال غیب سے مجھے کوئی مرد راہ ملے۔ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے مزار کی زیارت کر رہا ہوں اور ان کے مزار کے قریب ہی ایک مرد موجود ہے۔ مجھے خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ مردان غیب میں سے ہے خواب سے بیدار ہوا تو اسے بیداری میں دیکھنے کی توقع میرے دل میں یقین سے بدل چکی تھی میں اسی وقت حضرت امام کی قبر شریف پر آیا دیکھا تو وہی شخص موجود ہے جسے میں خواب میں دیکھ چکا تھا وہ میرے آگے نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ دجلہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نہر دجلہ کے دونوں کنارے مل گئے اور وہ ایک قدم بھر کر نہر سے پار ہو گیا۔ اب میں نے اسے قسم دے کر روکا تاکہ اس سے کچھ باتیں کروں۔ وہ ٹھہر گیا میں نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے؟ کہنے لگا حَنِيفاً مُّسْلِماً وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی راست دین فرمانبردار اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میں نے اپنے طور پر سمجھا کہ وہ حنفی المذہب ہے۔ اس کے بعد وہ چل دیا مجھے خیال آیا کہ حضرت سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دوں اور انہیں یہ واقعہ بتاؤں میں آپ کے مدرسہ میں آیا اور دروازے پر رک گیا آپ نے اندر سے مجھے آواز دی اے محمد! مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر اس وقت اس کے سوا کوئی اور حنفی ولی موجود نہیں۔ (خلاصۃ المفاخر)

مشاہدہ کرانے میں رہنمائی

شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ آخری عمر میں میرے دل میں ایک ایسا عقدہ پیدا ہوا جس کے بہت سارے امور مسئلہ لاینحل کی شکل اختیار کر گئے۔ میں اس کے حل کیلئے حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا انہوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابوالحسن! تیرہ عقدہ افعال قدرت کے بارے میں ہے۔ یہ زبانی کلامی باتوں سے نہیں صحبت سے حل ہوگا۔ تم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جاؤ، وہ عرفاء کے بادشاہ ہیں اور اس وقت متصرفین کے افعال کی باگ انہی کے ہاتھ میں ہے۔

شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں بغداد میں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ اپنے مدرسہ کے قبہ میں تشریف فرما تھے اور سامنے ایک جماعت موجود تھی میں بھی سامنے جا کر بیٹھ گیا تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی جو کچھ میرے دل میں تھا اور جس سبب سے میں ان کے پاس آیا تھا وہ سب اسی ایک نگاہ میں ان سے میں نے سمجھ لیا انہوں نے اپنے مصلے کے نیچے سے پانچ تار کا بٹا ہوا ایک دھاگا نکالا اس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں دے دیا دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا اس کا ایک پیچ کھولا تو میرے عقدہ کا ایک حصہ مجھ پر کھل گیا اور میں نے اس میں ایک امر جلیل مشاہدہ کیا آپ نے اس کا ایک اور پیچ کھولا تو میرے اس عقدہ کا دوسرا بڑا حصہ حل ہوگیا اور میں نے اس میں بھی بڑا معاملہ دیکھا آپ نے جونہی اس دھاگے کا پیچ کھولتے میرے عقدے کی گرہیں خود بخود کھلتی جاتیں اور میں ایسے امر دیکھتا جن کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا یہاں تک کہ آپ نے اس کے پانچوں پیچ کھول ڈالے اس دوران میرے مسئلے کے سارے راز مجھ پر عیاں ہو گئے اور اس کے تمام مخفی اور پوشیدہ راز کھل کر میرے سامنے آگئے نیز میری بصیرت قوائے روحانیہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے تمام حجابات کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت شیخ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا...... پوری قوت کے ساتھ اسے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس کے خوب تر کو لے لے۔

میں آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا قسم بخدا نہ تو میں نے ان سے کوئی بات کی اور نہ حاضرین کو میرے معاملے کا کچھ پتا چلا اس کے بعد میں واپس اپنے مقام پر لوٹ آیا اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے پہلے کہ میں کچھ بولوں آپ نے فرمایا کیوں! میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عارفین کے بادشاہ اور افعال متصرفین کی باگ کے مالک ہیں ابوالحسن! تیرے عقدے کے سلسلے میں مشاہدات تیرے مقدر میں نہ تھے مگر جس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر تیرے عقدے پر پڑی تو انہوں نے تجھے اس کا مشاہدہ کرا دیا۔ یہ تو وہ عقدہ ہے کہ جس کی ابجد میں عمریں گزر جاتی ہیں اور وہاں اگر وہ تجھے مضبوطی سے پکڑ لو کا جملہ نہ فرماتے تو تیری عقل زائل ہو جاتی اور تیرا حشر حیران و سرگرداں لوگوں میں ہوتا اور آپ نے اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس کا خوب تر لے لے فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ تو مقتدا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات نہ ماننے کی سزا

ابو محمد بن رجب داری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عباد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ ابو بکر بن حمامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند احوال کے مالک تھے۔ حضرت سیّدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کرتے تھے کہ شریعت مطہرہ مجھ سے تیری شکایت کرتے ہے آپ انہیں کئی باتوں سے منع کرتے تھے مگر وہ ان سے باز نہیں آتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت شیخ مسجد رصافہ میں داخل ہوئے تو شیخ ابو بکر وہاں موجود تھے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا میں ابو بکر کو کھینچتا ہوں اور اسے بغداد سے نکالتا ہوں یہ کہنا تھا کہ شیخ ابو بکر کے احوال اور واردات ختم ہوگئے اور ان کے روحانی مقامات ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے وہ موضع قرف کی طرف نکل گئے اب ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے منہ کے بل گر پڑتے اور اگر کوئی شخص انہیں اٹھا کر بغداد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو وہ بھی منہ کے بل گر پڑتا۔

ایک دن ان کی والدہ روتی چیختی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی اپنے بیٹے سے ملاقات کا شوق اور وہاں جانے سے اپنے معذوری کا دکھڑا سنانے لگی آپ نے تھوڑی دیر کیلئے اپنا سر جھکالیا اور پھر فرمایا ہم نے قرف سے بغداد آنے کی اجازت دے دی ہے مگر وہ تختہ زمین کے نیچے نیچے آئے گا اور تیرے گھر کے کنویں کے اندر سے تیرے ساتھ گفتگو کرے گا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ شیخ ابو بکر ہفتے میں صرف ایک بار گھر کے کنویں کے اندر آتے اور اپنی والدہ سے ملاقات کرکے واپس چلے جاتے۔

شیخ عدی مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ آپ کی بارگاہ میں شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سفارش کریں آپ نے ان متعلق بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

مظفر جمال اور شیخ ابو بکر کی آپس میں دوستی تھی۔ مظفر نے ان ہی دنوں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اللہ ربّ العزت نے مظفر سے فرمایا، اے مظفر! مجھ سے کچھ مانگ۔ انہوں نے عرض کی مولا! میرے بھائی ابو بکر کا قصور معاف ہو اور انہیں ان کا مقام ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ معاملہ میرے دنیا و آخرت کے ولی سیّدنا عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے متعلق ہے تو ان کی طرف جا اور کہہ کہ تیرا ربّ فرماتا ہے کہ میں نے مخلوق پر آفت نازل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو نے ان کی شفاعت کی تھی جو میں نے قبول کرلی اور تو نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں رحم کروں اپنی بخشش سے اور مومنوں میں سے جس نے تجھے دیکھا اس پر اپنا فضل و کرم عام کروں، سو میں نے یہ بات بھی قبول کرلی پس تو ابو بکر سے راضی ہو جا کیونکہ میں اس سے راضی ہوگیا ہوں۔ اتنے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مظفر! زمین میں میرے نائب اور میرے علوم کے وارث سیّد عبدالقادر سے کہہ دے کہ تیرے جد امجد کا حکم ہے کہ ابو بکر کو اس کے احوال و منازل واپس پھیر دے بلاشبہ تو اس سے میری شریعت کے معاملے

پر ہی ناراض ہوا ہے مگر میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ جب مظفر کو یہ خوشخبری ملی تو وہ خوش خوش ابوبکر کی طرف چلے تا کہ اسے تمام واقعات سنائیں اور خوشخبری دیں مگر ابوبکر کو پہلے ہی کشف سے یہ ساری باتیں معلوم ہو گئی تھیں۔ حالانکہ اس سے پہلے جب سے ان کے احوال گم ہو گئے تھے ان پر کسی شے کا کشف نہیں ہوتا تھا یہ دونوں حضرات راستے میں ایک دوسرے سے ملے پھر دونوں مل کر حضرت سیّدی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا اے مظفر! تو اپنا پیغام پہنچا دے اس نے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا جب وہ اثنائے واقعہ میں بھولنے لگے تو حضرت شیخ نے انہیں یاد دلایا اس کے بعد جن خلاف شرع امور کی وجہ سے حضرت شیخ ابوبکر سے ناخوش تھے ان سے ابوبکر کو توبہ کرائی اور اپنے سینے سے لگایا اس قربت میں شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو تمام گمشدہ احوال اور مزید کئی منازل میسر آگئے۔

مظفر کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے وہ انہیں حکایت کے طور پر بیان کیا کرتے تھے اور ہم نے (راوی) ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ تم اپنی والدہ سے ملنے کس طرح آتے تھے؟ انہوں نے کہا میں جس وقت اس کی زیارت کا ارادہ کرتا تھا مجھے کوئی چیز اٹھا کر زمین کے نیچے لے جاتی اور گھر کے کنویں میں کھڑا کر دیتی۔ میں والدہ سے ملتا پھر اسی طرح واپس اپنے مقام پہنچا دیا جاتا۔ (خلاصۃ المفاخر)

شیخ جبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ ابوالقاسم بطائحی نزیل شام کا بیان ہے کہ میں ۵۷۹ھ میں صالحین کی زیارت کیلئے کوہ لبنان کی طرف آیا اس وقت اس پہاڑ میں اصفہان کا ایک نہایت صالح شخص رہتا تھا جسے کوہ لبنان میں طویل عرصہ قیام کرنے کی وجہ سے شیخ جبلی کہا جاتا تھا۔ میں اس کے پاس حاضر ہوا پوچھا حضور! آپ کو یہاں کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ساٹھ سال۔ میں نے کہا، اس دوران آپ کیساتھ کوئی عجیب و غریب واقعہ گزرا ہو تو بتائیں انہوں نے کہا یہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ چاندنی رات کو اس پہاڑ والوں کو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ دوسروں کے ساتھ جمع ہو رہے تھے اور گروہ در گروہ عراق کی طرف ہوا میں اُڑ رہے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک دوست سے پوچھا، آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟ اس نے کہا، ہمیں خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگ بغداد میں قطب وقت کے سامنے ہوں۔ میں نے پوچھا قطب وقت اس وقت کون ہے؟ اس نے کہا شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔ میں نے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی جو اس نے دے دی۔ چنانچہ ہم لوگ ہوا میں اڑے۔ ذرا دیر میں بغداد پہنچ گئے میں نے دیکھا کہ وہ تمام لوگ صفیں باندھ کر حضرت شیخ کے سامنے کھڑے ہیں اور انکے اکابر حضرت شیخ سے عرض کر رہے ہیں آقا! جو حکم ہو آپ انہیں مختلف احکام دے رہے ہیں اور وہ ان کی بجا آوری کیلئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ نے انہیں واپس ہونے کا حکم دیا تو وہ الٹے قدم پیچھے ہٹے۔ پھر ہوا میں چلتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے میں اپنے دوست کے ساتھ پہاڑ پر واپس لوٹ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ آج کی رات حضرت شیخ کے سامنے تم لوگوں کا ادب اور ان کے حکم کی بجا آوری میں سبقت کا جو تماشا میں نے دیکھا ہے میں حیران رہ گیا ہوں۔ اس نے کہا میرے بھائی! ہم ایسا کیوں نہ کریں، یہ تو وہ شخصیت ہے جس نے کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور پھر ہمیں ان کی اطاعت اور احترام کا حکم بھی تو دیا گیا ہے۔

مخالفت کا انجام

شیخ ابوالحسن علی بن یحییٰ بن ابی القاسم ازجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عیاد نے کہا میں حضرت سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا اور میں ان کے احوال ومقامات کا وارث بنوں گا۔ حضرت شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے عباد! میں تیری خواہش کے اور تیرے درمیان دوری ڈال دوں گا اور تیری صفات کی چراگاہ میں اپنے ہجر کے گھوڑے چھوڑ دوں گا یہ کہہ کر آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑالیا اور اس کا سارا حال سلب کرلیا۔ وہ اس حالت پر ایک مدت تک رہا۔ اسی دوران ایک رات شیخ جمیل بدوی اپنی خلوت گاہ میں موجود تھے کہ اچانک ان پر ایک شخص وارد ہوا اس نے انہیں مغلوب کردیا اور ان کا جثہ علیحدہ پھینک دیا گیا ان میں سے ایک تیز روشنی والا لطیف نور ظاہر ہوا وہ اس حال میں دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں ادراک کر رہے ہیں پھر ان کی روح عالم ملکوت کی بارگاہ کی طرف اٹھائی گئی وہ ایک ایسی مجلس میں پہنچی جہاں مشائخ کی ایک جماعت موجود تھی جن میں سے کچھ لوگوں سے یہ واقف تھے اور کچھ سے ناواقف تھے اسی اثناء میں ایک لطیف ہوا چلی جس نے انہیں مست کردیا وہ لوگ کہنے لگے یہ ہوا سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقام کی خوشبو سے مہک رہے ہی اس وقت ان کے کان میں آواز آئی کہ مخفی وصف کے ادراک کے سلسلے میں یہ سب سے اعلیٰ شے ہے یہاں انہوں نے اپنے باطن سے ندا سنی کہ اے اللہ! میں اپنے بھائی عیاد کے بارے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ معاان کے کان یہ بات ڈال دی گئی کہ عباد کو ان کا حال وہی شخص واپس کرے گا جس نے اس سے سلب کیا ہے اس کے بعد شیخ جمیل اپنے بشری حال کی طرف لوٹ آئے اور حضرت سیّد عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اے جمیل! تو نے عباد کیلئے سوال کیا؟ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ یہ اسے آپ کی خدمت میں لے گئے آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عباد! تم حاجیوں کے ہمراہ ان کے خادم بن کر چلے جاؤ اس نے کہا بہتر۔ اس وقت عراقی قافلہ بغداد سے نکل رہا تھا عباد اس قافلہ کے ساتھ مقام فید تک چلا وہاں اس نے درخت دیکھا جس کی وجہ سے اس میں وجد پیدا ہوا، یہ چیخا چلایا اور چکر لگائے یہاں تک کہ وجد میں اپنے وجود سے غائب ہوگیا اس کے مسام کھل گئے اور ان سے خون بہنے لگا یہاں تک کہ جب اس کے قدموں سے خون بہہ نکلا تو اسے ہوش آیا اور اس کا سلب شدہ حال اسے واپس مل گیا ادھر حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ جمیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی فید کے مقام پر عباد کو اس کا حال واپس کردیا ہے میں نے اللہ پر قسم کھائی تھی کہ اسے اس کا حال واپس نہ کرے یہاں تک کہ وہ خون ہجر میں غوطے کھائے سو آج اس نے ایسا کرلیا۔ پھر عباد حاجیوں کے ساتھ چلا اور کچھ بدویوں نے ان پر حملہ کیا۔ عباد جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا تو وہ ایک چیخ مارتا چنانچہ وہ چیز ہوجاتی ان بدویوں کو بھگانے کی نیت سے اس نے چیخ ماری مگر یہی چیخ خود اس پر لوٹ آئی اور وہ اسی جگہ مر گیا فید میں حاجیوں کے درمیان اس کی موت کی خبر پھیل گئی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دن اس کی موت کی خبر جمیل کو دے دی۔ حضرت سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان دو آدمیوں نے میرے حال میں مجھ سے مقابلہ بازی کی میں نے بارگاہِ خداوندی میں ان کی گردنیں ماریں۔

ملفوظات

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے سچے دوست تھے ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دین حق کے پرچار اور احیائے کتاب وسنت میں گزرا۔ آپ کی تعلیمات اور وعظوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچے دل سے اتباع پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ نے شریعت اور طریقت کو لازم وملزوم قرار دیا ہے آپ کے نزدیک اللہ کی معرفت کا راستہ صرف اتباع سنت کے ذریعے طریقت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہے آپ کے سلسلہ تصوف کا تمام تر ماخذ قرآن مجید اور سنت نبوی ہے اور انہی کی روشنی میں آپ نے مخلوق خدا کو علم وعرفان سے اپنے قلوب کو روشن کرنے کی دعوت دی ہے۔ آپ کی تعلیمات جو ملفوظات کی صورت میں مختلف کتب میں موجود ہیں ان کا یہاں خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین مستفید ہوسکیں۔

توحید

توحید مقام قدس سے ہونے والے اسرار وضمائر اخفاء کا نام ہے اور قلب کا حدود وافکار سے تجاوز کر کے مدارج اعلیٰ تک پہنچ جانے کا اور اقدام تجرید سے تقرب کی جانب بڑھنے اور تفرید سے جانب قرب بڑھ جانے کا اور کونین کو لاشئی سمجھتے ہوئے ظاہری وباطنی نور کے اقتباس کا اور بلاعزیمت کشف تجلیات انوار کے تحت عالموں کو فنا کر لینے کا۔

یقین

یقین نام ہے عالم غیب کے اسباب واسرار کی تحقیق کا اور محبوب کے ساتھ اس اتصال کا جس سے محبوب کے سوا تمام غیروں سے انقطاع ہوجائے اور ذکر محبوب کے ذریعہ وحشت وغیبت کی اصلاح ہوسکے اگر تم اپنے نفس کو حالت ذکر میں غیر اللہ سے جدا کر کے لقاومشاہدہ حرمت وجدان کو ترک کروگے تو تم اپنی عقل سے عاجز تصور کیے جاؤ گے کیونکہ محبت کے ساتھ غیوبت کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جب مراد قلب پر غالب آجاتی ہے تو ہر شے خدا کی ملکیت بن جاتی ہے اور غیر اللہ سے تمام ارادے ساقط ہوجاتے ہیں اس وقت صحیح معنوں میں مملوک سے ملکیت ختم ہوجاتی ہے اور اس حالت کو خالص کہا جاتا ہے کیونکہ جب تم ذکر میں مشغول ہوگے تو اس سے محبت قائم رہے گی لیکن جب تم اس سے اپنا ذکر سننے لگو تو پھر تم اس کے محبوب بن جاؤ گے۔

یاد رکھو! مخلوق تمہارے درمیان ایک حجاب ہے کیونکہ تمہارا نفس بھی تمہارے ربّ کے درمیان حجاب بنا ہوا ہے فقر ایک موت ہے لیکن پھر بھی لوگ اس میں زندہ رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔ حال کی ابتدا عوام کرتے ہیں لیکن حال کی ابتدا صرف خواص ہی کا حصہ ہے جس وقت بسط کی کیفیت ہوتی ہے تو انبساط حاصل ہوتا ہے اور رخصت کو عزیمت میں تبدیل کردیا جاتا ہے کیونکہ عزیمت ایک قابل فخر مسرت ہے اسلئے کہ رخصت ناقص ایمان والوں کیلئے ہوتی ہے اور عزیمت کامل ایمان والوں کیلئے۔

تصوف

آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع کر دے اور ترک دنیا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے اس وقت اس کو مراد کے مطابق آخرت سے قبل ہی دنیا حاصل ہو جائے گی اور اس پر خدا کی جانب سے سلام آنے لگے گا۔

توبہ

آپ نے فرمایا ہے کہ توبہ نام ہے اللہ تعالیٰ کی ان عنایات سابقہ اور قدیمہ کے دوبارہ حاصل کرنے کا جو اس نے ماضی میں اپنے بندے پر کی ہیں اور جب یہ مقام مل جاتا ہے تو ناپاک عزائم کا قلب سے خاتمہ کر کے اسکو اسطرح روح کے سپرد کر دیا جاتا ہے کہ قلب و عقل روح کے تابع ہو کر رہ جاتے ہیں اور توبہ کا صحیح مقام حاصل ہو کر تمام امور صرف رضائے الٰہی کیلئے انجام پانے لگتے ہیں۔

معرفت

آپ نے فرمایا ہے کہ معرفت نام ہے کائنات کی مخفی اشیاء کے معانی سے واقفیت حاصل کر لینے اور مشیت میں اس کے حسن کے مشاہدے کا جس کی بناء پر کائنات کی ہر شے سے وحدانیت کے معنی ظاہر ہونے لگیں اور فانی اشیاء کی فنا سے علم حقیقت کا اس طرح ادراک ہونے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی حدیث کی جانب ایک اشارہ ہو جس سے ہیبت ربوبیت اور اثرات بقا ظاہر ہونے لگیں اور وہ اشارہ لقاء کی جانب اس طرح ہو جس سے چشم باطن پر جلال خداوندی کا ظہور ہونے لگے۔

شوق

آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین شوق وہ ہے جس میں ایسی حضوری حاصل ہو کہ کوئی وقت بھی ملاقات سے خالی نہ رہے اور وہ حضوری رویت و قرب سے زائل نہ ہو سکے بلکہ جس قدر ملاقات میں اضافہ ہوتا جائے اسی قدر شوق میں بھی زیادتی پیدا ہوتی چلی جائے اسی طرح جب تک عوارضات سے انخلا نہیں ہوتا اس وقت تک شوق کی تکمیل محال ہے عوارضات موافقت روح اتباع عزائم اور حظ نفس کا نام ہے اور جب اشتیاق اسباب سے خالی ہوتا ہے تو پھر یہ سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ کس شے نے اس درجہ پر پہنچا دیا کیونکہ پھر ایسی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے سبب شوق مشاہدہ میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

حمد

آپ نے فرمایا ہے کہ حامد وہ ہے جو عطا و منع اور سود و زیاں سے بے نیاز ہو اسی مقام پر پہنچ کر بندے میں شکر و حمد کے دونوں اوصاف مساوی ہو جاتے ہیں اور حمد ہی وہ شے ہے جو شہود و کمال کی تمام حدوں کو وصف جمال میں کم کر دیتی ہے۔

صبر

آپ نے فرمایا ہے کہ مصائب و ابتلا میں ثابت قدمی اور شریعت کے دامن کو پکڑے رہنے کا نام صبر ہے۔ صبر کی بھی کئی اقسام ہیں:۔

اوّل صبر مع اللہ...... وہ یہ ہے کہ اوامر و نواہی کو ثابت قدمی کے ساتھ ادا کر کے خدا تعالیٰ کے احکام پر صبر اختیار کرے اور اسی کے ذریعہ وہ سکون حاصل کرے جس کے تحت قضا و قدر اور خدا کی مرضی کے مطابق حالت فقر میں بھی ترش رو ہوئے بغیر تمنا محسوس کرنے لگے۔

دوم صبر علی اللہ...... ہر معاملہ میں اللہ کے وعدوں کی جانب متوجہ رہے کیونکہ مومن کیلئے دنیا سے آخرت کی طرف رجوع بہ نسبت خدا کی محبت میں مخلوق کو چھوڑ دینے کے۔ لیکن اللہ کی جانب اور زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ صابر، فقیر، شاکر غنی سے افضل ہے اور شاکر فقیر ان دونوں سے افضل ہے اور شاکر و صابر فقیر افضل ہے۔ ان لوگوں سے جو حصول ثواب کی خاطر مصائب کو دعوت دیتے ہوں۔

شکر

آپ نے فرمایا ہے کہ حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھ کر محنت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے شکر کے کئی اقسام ہیں۔ شکر لسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساط شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدہ کی نعمت کو دیکھ کر دیدار منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے، شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے اور حامد وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور دونوں وصفوں کو برابر جانے اور حمد یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد داد اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

توکل

آپ نے فرمایا ہے کہ توکل ماسوا اللہ سے باطن کو خالی کر کے اللہ کے ساتھ مشغولیت اختیار کر لینے کا اور غیر اللہ سے قطعی مستثنیٰ ہو جانے کا نام ہے توکل مقام فنا تک رسائی اور پوشیدہ مقدرات کو چشم معرفت سے مشاہدہ کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے مسلک معرفت میں حقیقت یقین پر اعتقاد قائم کرنے کا سبب بنتا ہے اس لئے کہ یقین اس طرح مہر شدہ ہو جاتا ہے کہ جس میں تناقص یقین اثر انداز ہو ہی نہیں سکتا توکل حقیقتاً اخلاص کی طرح ایک حقیقت کا نام بھی ہے اور حقیقت اخلاص نام ہے اعمال کے سلسلے میں طلب جزا کو ختم کر دینے کا۔ پھر یہی توکل بندے کو منجانب اللہ حول و قوۃ سے نکال کر سکون و مانیت کی منازل تک پہنچا دیتا ہے۔

صدق

آپ نے فرمایا ہے کہ اقوال واعمال میں صدق یہ ہے کہ اس کے ذریعہ رویت خداوندی حاصل رہے اور احوال میں صدق یہ ہے کہ بندے کے قلب میں اللہ تعالیٰ کیلئے ایسے تصورات قائم ہو جائے کہ خدا کی نگرانی اور توجہ کے خیال کے علاوہ اس میں اور کوئی شے باقی نہ رہے۔

فنا

آپ نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ ادنیٰ تجلی کی وجہ سے ولی کے اوپر اسرار خداوندی کا اس طرح ظہور ہو کہ پوری کائنات اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو کر رہ جائے اور اس ادنیٰ تجلی کی وجہ سے ولی فنا ہو جائے اور اس کی فنا ہی اس کی بقا کا سبب ہو جائے لیکن یہ بقا خدا تعالیٰ کی بقاء کا مظہر ہو گی یعنی جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو تو فنا ہو جائے اور جب اس کی تجلی پڑے تو بقا حاصل ہو جائے۔ اس طرح وہ ولی فنا کے بعد مقام بقا میں پہنچ جائے گا۔

بقا

آپ نے فرمایا ہے کہ بقا اس لقاء کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جس لقاء کے ساتھ فنا وانقطاع وابستہ نہ ہو۔ خواہ وہ چشم زدن کیلئے ہی کیوں نہ ہو اور اہل بقا کی شناخت یہ ہے کہ کوئی فانی شے ان کے اوصاف میں مصاحب نہیں ہو سکتی اس لئے کہ فنا اور بقا آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

وفا

آپ نے فرمایا ہے کہ وفا نام ہے محرومی و ناکامی کے عالم میں خدا کی خوشنودی اور اطاعت کو ملحوظ رکھنے کا اور اپنے تمام اقوال واعمال میں حدود الٰہی کے ملحوظ رکھنے کا قولاً اور فعلاً۔ اور جب مومن کے خوف ورجاء کا وزن کیا جائے تو دونوں مساوی ہوں۔

مشاہدہ

آپ نے فرمایا ہے کہ مشاہدہ نام ہے چشم باطن کو تمام چیزوں کو دیکھنے سے منع کرنے اور چشم معرفت سے مشاہدہ باری کرنے کا تاکہ یقین وصفا قلب میں اس طرح جلوہ فگن ہوں کہ عالم غیب کا مشاہدہ ہونے لگے۔

ہمّت

آپ نے فرمایا ہے کہ ہمت نام ہے اپنے نفس کو حب دنیا سے اور اپنی روح کو تعلق عقبیٰ سے خالی کر لینے اور اپنے ارادوں کو اپنے ربّ کے ارادوں کیساتھ وابستہ کر دینے اور اپنے باطن کو کائنات سے خالی کر دینے کا۔ خواہ وہ چشم زدن کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔

تجرید

آپ نے فرمایا ہے کہ طلب محبوب میں ثبات کائنات کے باوجود مقامات اسراء کو تدبر سے خالی کر لینے اور لباس طمانیت کے ساتھ مفارقت مخلوق کو گوارا کر لینے اور خلوص کے ساتھ خلق سے حق کی جانب رجوع ہو جانے کا نام تجرید ہے۔

انابت

آپ نے فرمایا ہے کہ انابت کا مطلب ہے کہ طلب ترقی اور کسی منزل پر رک جانے سے احتراز کرنا اور ترقی کر کے رموز باطنی تک رسائی حاصل کر لینا اور اپنے ارادوں پر وقت حضوری اعتماد رکھنا۔ پھر ترقی کر کے ربّ کریم کی جانب کلی طور پر خود کو رجوع کر دینا۔ اسکے حصول کے بعد انابت وحضوری کے ذریعہ رجوع کا اسطرح مشاہدہ کرنے لگے گا کہ غیر اللہ کی جانب سے رغبت ختم ہو جائے گی اور خوف الٰہی کا غلبہ ہو جائے گا۔

تعزز

آپ نے فرمایا ہے کہ تعزز حقیقت میں وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہو اور اللہ ہی کیلئے ہو۔ اس تعزز کا فائدہ یہ ہوگا کہ نفس احساس عجز کرنے لگے گا اور اللہ تک رسائی کیلئے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔

تکبر

آپ نے فرمایا ہے کہ تکبر وہ ہے جو خواہش نفس کیلئے ہو اور طبیعت میں ایسا ہیجان پیدا کر دے کہ خدا تک رسائی کا ارادہ مغلوب ہو کر رہ جائے (تکبر طبعی تکبر کسی سے برائی میں کم نہیں ہوتا)۔

حیا

آپ نے فرمایا ہے کہ حیا یہ ہے کہ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا یا اس کی حرام کردہ اشیاء کی جانب متوجہ رہتا ہے یا اس شے کی تمنا کرتا رہتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے لہٰذا وہ اللہ سے حیا کرتا ہے اور خوف الٰہی کی وجہ سے گناہوں کو ترک کر دیتا ہے اور اس میں حیا کا جذبہ شامل ہوتا ہے اور اس وقت تک حیا پر قائم رہتا ہےجب تک یہ تصوّر رکھتا ہے کہ اس کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اس پر مطلع ہے کبھی ہیبت وقلب کے درمیانی پردے اٹھ جانے کی وجہ سے بھی حیا پیدا ہوتی ہے۔

ذکر

آپ نے فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا اشارہ ہوجائے جو قلوب پر اثر انداز ہونے لگے اور یہ اثر اندازی دائمی رہے نہ تو اس میں نسیان کا دخل ہو نہ وہ غفلت و تکدر کا باعث بن سکے اور جب یہ وصف پیدا ہوجائے تو نفس وقلب خود بخود ذاکر ہوجاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... فَاذْكُرُو اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا یعنی خدا کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو۔ اور افضل ذکر وہ ہے جو گوشہ باطن میں منجاب اللہ پیدا ہونے والی واردات سے ایک ہیجان برپا کردے۔

حسن خلق

آپ نے فرمایا کہ حسن خلق نام ہے مطالعہ حق کے بعد مخلوقات کی جفاؤں سے اثر قبول نہ کرنے کا۔ لہٰذا اپنے نفس کو حقیر تصور کرتے ہوئے نفسانی افعال کو حقیر تصور کرے۔ جو مخلوق کو ایمان و حکمت ودیعت کئے گئے ہیں اس کی قدر و منزلت کرے، یہی ایسے مناقب ہیں جن سے لوگوں کے جوہر کھلتے ہیں۔

واردات

آپ نے فرمایا ہے کہ واردات الٰہیہ نہ تو بلا طلب حاصل ہوتے ہیں نہ کسی وجہ سے زائل ہوتے ہیں اور نہ کسی ایک طریقہ سے پہنچتے ہیں نہ ان کیلئے کوئی وقت کا تعین ہے لیکن طوارق شیطانیہ کی حقیقت اس کے برعکس ہے۔

محبت

آپ نے فرمایا ہے کہ محبت اس قلبی لگاؤ کا نام ہے جو محبوب کیلئے پیدا ہوا اور دنیا محبت کرنے والوں کی نظر میں انگوٹھی کے حلقہ یا غم والم کی مجلس کی طرح محسوس ہونے لگے۔ محبت ایک ایسا نشہ ہے جس میں ہر وقت مدہوشی کا عالم طاری رہتا ہے جس کا نشہ نہیں اترتا لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ ظاہری و باطنی طور پر محبوب سے وہ خصوص قائم رہے جس میں خلوص نیت کا دخل رہے محبت محبوب کے سوا سب سے قطع تعلق کرلینے کا نام ہے اور جب محبت کا نشہ طاری ہوجاتا ہے تو مشاہدہ محبوب کے بغیر ہوش میں نہیں آتے اور نہ اپنے امراض قلب سے بلا مشاہدہ محبوب شفایاب ہوتے ہیں نہ وہ محبوب کے تذکرہ کے بغیر لذت حاصل کرتے ہیں نہ کسی کی پکار کا جواب دیتے ہیں۔

نعمت

آپ نے فرمایا ہے کہ چشم معرفت سے مشاہدہ کرکے بساط قرب تک رسائی حاصل کرنے کا نام نعمت ہے۔

رجاء

آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفع ضرر کی اُمید پر کیونکہ اہل ولایت جانتے ہیں کہ ان کو انکی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ مستغنی رہتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے۔ محض اسکی عظمت وجلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ رؤف ورحیم ہے رجا بلا خوف امن بے خوفی ہے اور خوب بلا رجاء ناامیدی ہے اور یہ دونوں مذموم ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا......

لَوْوُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرِجَاءُہ' لَا عْتَدَلَا — اگر مومن کا خوف اور رجاء وزن کیا جائے تو دونوں برابر نکلیں۔

خوف

آپ نے فرمایا ہے کہ خوف کے کئی مقام ہے۔ گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب ہوتا ہے...... مجاہدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے یا نہ ملنے کے سبب ہوتا ہے...... عاشقانِ الٰہی کا خوف لقائے الٰہی کے فوت ہوجانے کے سبب ہوتا ہے......اور عارفین کا خوف عظمت وہیبت الٰہی کے سبب ہوتا ہے یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

اسم اعظم

آپ نے فرمایا ہے کہ لفظ اللہ اسم اعظم ہے لیکن اس کا اثر اس وقت مرتب ہوتا ہے اور اس اسم کے ذریعہ دعائیں اسی وقت قبول ہوتی ہیں کہ جب تمہارے قلب میں اللہ کے سوا کسی غیر کا تصور نہ ہو اور معارف کی بسم اللہ (ابتداء) بمنزلہ حکم کُن کے ہو جائے۔

یاد رکھو! اسم اعظم ایسا حکم ہے جس سے حزن وملال دور ہو جاتا ہے اور ہر کام آسان ہو جاتا ہے اسی کے ذریعہ ہر قسم کے زہر کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے اور یہی ایک ایسا حکم ہے جس کا نور عام ہے۔

اللہ ایک ایسا حاکم مطلق ہے جس کی بارگاہ بہت بلند ہے وہ اپنے بندوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے وہی لوگوں کے قلوب کا نگران ہے اس کو ہر جابر پر غلبہ ہے وہی قیصر وکسریٰ کے غرور کو توڑنے والا ہے اس سے ایک ذرّہ بھی مخفی نہیں، جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے وہ اس کی حفاظت ونگرانی میں آجاتا ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ کسی دوسرے کی جانب نہیں دیکھتا۔ جو اللہ کے راستے پر گامزن ہوتا ہے وہ اللہ تک یقیناً پہنچ جاتا ہے جس کے اندر اللہ کا اشتیاق پیدا ہو جائے وہ اللہ سے اُنس کرنے لگتا ہے اور غیر اللہ کو چھوڑ دیتا ہے اس کا وقت خالصتاً اللہ ہی کیلئے ہو جاتا ہے۔

اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ۔ اللہ کی پناہ حاصل کرو۔ اللہ پر توکل رکھو۔ اللہ کے راستے سے بھاگنے والو! اللہ کی جانب رجوع ہو جاؤ۔ جب اللہ کے نام کی اس دار الفنا میں یہ برکتیں ہیں تو پھر دار البقا میں کیا حالت ہوگی۔ جب تم اللہ کا نام لے کر صرف اسی کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ گے تو تمام حجابات اٹھ جائیں گے اب بتاؤ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب اسی کا نام لے کر پکارنے میں مذکورہ بالا اثرات مضمر ہیں تو اس وقت کا کیا عالم ہوگا جب تم اس کی تجلیات کا مشاہدہ کر رہے ہوگے اور دریائے اصل سے سیرابی کرتے ہوگے۔

دولت کی مثال اس محبت کرنے والے پرندے کی ہے جو دم سحر اپنے حبیب کے نغمے الاپتا ہے اور صبح اُمید میں اس کی آنکھ نہیں لگتی۔ جب قلوب محبین پر اس کے قرب کی ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہمہ وقت اسی کے مشتاق نظر آتے ہیں اسی لئے وہ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھ کو شوق ومحبت سے یاد کرو گے تو میں تمہیں وصل وقرب کی بشارت سے یاد کروں گا...... اگر تم حمد وثناء کے ساتھ یاد کرو گے تو میں احسان وجزا کے ساتھ یاد کروں گا...... تم اگر توبہ کے ساتھ یاد کرو گے تو میں تمہیں عفو گناہ کے ساتھ یاد کروں گا...... اگر تم اخلاص کے ساتھ یاد کرو گے تو میں مغفرت ورحمت کے ساتھ یاد کروں گا...... اگر تم اطاعت کے ساتھ یاد کرو گے تو میں انعام واکرام کیساتھ یاد کرونگا...... اگر تم فانی کی حیثیت سے یاد کرو گے تو میں باقی رہنے والے کی حیثیت سے یاد کرونگا...... اگر تم عاجزی وانکساری کے ساتھ یاد کرو گے تو میں تمہاری لغزشوں کی معافی کے ساتھ یاد کروں گا۔

فقیر

حضرت شیخ نے فقیر کے چار حرف (ف۔ق۔ی۔ر) کی تعریف کو یوں سمجھایا ہے۔

فؔ سے فنا ہو جانا اپنی ذات میں اور فارغ ہو جانا اپنی تعریف وصفات سے۔

قؔ۔قوت قلب کیلئے ہے جو اس کو اپنے حبیب سے حاصل ہے اور قائم رہنا اس کا اپنے حبیب کی مرضی کے تحت۔

یؔ، (یرجو) کے معنی کو ظاہر کرتی ہے یعنی اپنے رب سے پر اُمید بھی ہیں اور (یخافہ) خائف بھی اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہی حق پر قائم ہیں۔

رؔ۔رقت قلب اور صفائی قلب کی ہے اور رجوع کرنے کیلئے تمام خواہشات اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلالت کرتی ہیں۔

فقیر کیلئے یہی مناسب ہے کہ اسکی فکر میں جولانی ہو اس کے انداز فکر میں جوہر ہو۔ بہتر کیفیت اشتیاق ہو۔رجوع کی صلاحیت ہو۔ وسیع القلب ہو اور حق کو صرف حق ہی کیلئے طلب کرے صداقت کے سوا اور کوئی راستہ اختیار نہ کرے اسکی جنسی تبسم سے تجاوز نہ کرے اسکا سوال کرنا صرف حصول علم کیلئے ہو۔ غافلوں کو یاددہانی کرانے والا ہو۔ جاہلوں کیلئے معلم ہو اور اگر اسکو اذیت بھی پہنچائی جائے تب بھی وہ کسی کو اذیت نہ دے لغو چیزوں پر غور وفکر نہ کرے کسی کو تکلیف پہنچانے والا نہ ہو۔ حرام اشیاء سے احتراز کرتا ہو شبہات میں توقف اختیار کرے غریبوں کا مددگار ہو یتیموں کا ولی بن جائے۔ چہرے پر بشاشت ہو لیکن قلب غمگین رہے۔ اپنے فقر پر خوشی کے ساتھ اپنی فکر میں مشغول رہے نہ کسی کا راز فاش کرے نہ کسی کی پردہ داری کرے اس کا ہر فعل مہربانی کیساتھ ہو اور اس کا فیض جاری اور ترقی پذیر ہو عمدہ مشاہدہ رکھتا ہو۔ فائدہ پہنچانے میں سخاوت سے کام لے۔ اعلیٰ مذاق اور بہترین اخلاق کا حامل ہو ایسا نرم دل ہو جیسے پگھلا ہوا سیال جوہر۔ اکثر خاموش رہتا ہو جب کوئی اس کے ساتھ جہل سے پیش آئے تو وہ بردباری اختیار کرے اگر کوئی برا بھلا کہے تو صبر سے کام لے۔ نہ اس میں مکمل جمود ہو نہ حق کی آگ بجھی ہوئی ہو چغل خور نہ ہو، حاسد نہ ہو، عجلت پسند نہ ہو، بزرگوں کی تعظیم، چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئے، بہت زیادہ متحمل مزاج ہو۔ اس کا ہر فعل ادب آموز ہو اس کا کلام پر مغز ہو۔ نہ تو کسی کی غیبت کرے نہ کسی کی مصیبت پر خوش ہو۔ صاحب وقار ہو۔ صابر وشاکر ہو۔ کم گو ہو۔ صوم وصلوٰۃ میں اکثر مشغول رہتا ہو۔ صادق القول ہو۔ ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ مہمانوں کی تواضع کرتا ہو۔ جو کچھ بھی اپنے پاس ہو دوسروں پر خرچ کرتا رہے۔ پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ رہیں۔ نہ گالی دے نہ غیبت کرے نہ غافل ہو نہ رنجیدہ۔ زبان خزانہ ہو لیکن قلب غمزدہ۔ موزوں گفتگو کرے۔ ما کان و ما یکون کے بارے میں جولانی فکر رکھتا ہو۔

وجد

آپ نے فرمایا ہے کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت طرب میں مشغول ہو جائے اور سب سے فارغ ہو کر صرف خدا تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو۔ نیز وجد محبت الٰہی کی شراب ہے جب مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دیائے ہیبت میں جا گرتا ہے اسی لئے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہوتی ہے۔

عمل صالح

آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے مولا سے صدق و تقویٰ کا معاملہ کر لیا وہ خدا کے سوا سب سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عزیزو! اس بات کا دعویٰ نہ کرو جو تم سے ممکن نہ ہو شرک سے احتراز کرو اور قضا و قدر کے ان تیروں سے خوف کھاؤ جو تمہیں زخمی کرنے کی بجائے قتل کر ڈالیں گے۔ جس شخص کا راہ مولا میں کچھ گم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا کر دیتا ہے جب تک نفس پاکیزگی حاصل نہیں کرے گا دل بھی مزکی نہ ہوگا اور جب تک نفس گرویدگی میں اصحاب کہف کے کتے کی طرح نہ ہو جائے جو اپنے لئے دروازے کو لازم کرے، تمہیں اس وقت تک صالح نہیں کہا جا سکتا جب تک تمہارے نفس سے یہ صدا نہ آنے لگے......

يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الرجِعِیْ اِلیٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً

یعنی اے نفس مطمئنہ! راضی خوشی سے اپنے ربّ کی طرف لوٹ جا۔

اس وقت قلب کو وہ حضوری حاصل ہوگی کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز بن جائے گا اور اس پر جلال الٰہی کے انکشافات ہونے لگیں گے اور اس کو کامل و اکمل بنا کر وراثت اس کے سپرد کر دی جائے گی وہ مقام اعلیٰ سے یہ صدا سننے لگے گا......

يَا عَبْدِیْ وَ كُلُّ عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَ اَنَا لَكَ

اے میرے بندے تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے۔

طویل تقرب کے بعد خاصان خدا میں شمار ہونے لگے گا۔ خلیفۃ اللہ کا لقب مل جائے گا اور نظام کائنات پر قبضہ حاصل ہو جائے گا تا کہ غرق ہونے والوں کو خشکی پر لائے، گمراہوں کو ہدایت دے اور اگر کسی مردہ پر گزرے تو اسے زندہ کر دے، گنہگاروں میں پہنچے تو ان کو نصیحت کر دے، دور ہونے والوں کو قریب کر دے اور شقی کو سعید بنا دے کیونکہ ولی اللہ ابدال کے تابع ہوتا ہے اور ابدال نبی کے تابع ہوتے ہیں اور تمام انبیاء حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تابع ہیں اولیاء کی مثال بادشاہ کے قصہ گو جیسی ہوتی ہے جو ہمیشہ اس کی صحبت میں رہتا ہے اور رات کو اسرار مملکت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اس طرح دن رات بادشاہ کے قریب رہتا ہے جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ رات کا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا۔

يَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ

اے فرزند! تم اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔

دن اولیاء کے تقریب کا سبب بنتا ہے تو شب ان کیلئے کاشف اسرار۔

علم

آپ نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے کنارہ کشی سے قبل علم حاصل کرو کیونکہ جو شخص علم کے بغیر عبادت کرتا ہے وہ اِصلاح سے زیادہ فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے تمہیں چاہیے کہ شمع شریعت اپنے ہمراہ لے کر علم کی روشنی میں عمل کرو، پھر اللہ تعالیٰ تمہیں علم لدنی کا وارث بنا دے گا جس سے تم ناواقف ہو۔ تمہیں چاہیے کہ تمام اسباب و ذرائع سے تعلق منقطع کر کے رشتہ داروں اور احباب سے جدائی اختیار کر لو تا کہ تم اپنے زہد کی وجہ سے اپنی قوت باطنی اور اپنے حسن وادب کا مشاہدہ کر سکو۔ خدا کے علاوہ تمام عالم واسباب سے اس خوف سے منقطع ہو جاؤ تا کہ تمہاری شمع معرفت نہ بجھ جائے اور جب تم چالیس دن (ایک چلہ) اپنے ربّ کیلئے مخصوص کر دو گے تو تمہارے قلب سے حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں گے اور تم معرفت الٰہی کی تپش کا مشاہدہ کرنے لگو گے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شجر قلب پر محسوس کیا تھا اس کیفیت کے بعد تم اپنے نفس وخواہش، اپنے شیطان، اپنی طبیعت اور اپنے وجود سے کہو گے کہ ٹھہر جا، میں نے اس آگ کا مشاہدہ کر لیا ہے جو قلب موسیٰ پر روشن ہوئی تھی اس کے بعد تمہارے قلب میں باطن سے یہ آواز آنے لگے گی کہ میں ہی تمہارا ربّ ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ میرے غیر کی اطاعت سے گریزاں ہو جاؤ۔ میرے سوا کسی سے تعلق نہ رکھو۔ میری معرفت حاصل کر کے میرے غیر کو فراموش کر دو۔ غیر سے اعراض کر کے صرف میرے علم، میرے قرب، میرے ملک اور میری سلطنت کی جانب متوجہ رہو...... جب تمہیں لقاء الٰہی حاصل ہو جائے گا تو تمہاری زبان پر فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ جاری ہو جائیگا اور تمام حجابات رفع ہو کر قلب سے کدورت زائل ہو جائیگی اور نفس کو مکمل سکون حاصل ہوگا پھر جب اس کے الطاف غالب آجائیں گے تو تمہیں خطاب کیا جائے گا اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ نفس کی طرف توجہ کرو اور ان کو راہ ہدایت پر چلاتا ہوا میری جانب لے آ اور ان سے کہہ دے کہ میری ہی اتباع کریں پھر انہیں رشد کے راستے پر ہدایت کر کے ان سے تعلق قائم کر۔ اس کے بعد پھر قطع تعلق کر کے دوبارہ استوار کر لے اور اسی طرح کرتا رہ۔

سچائی

آپ نے فرمایا ہے کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم قرار دے لو کیونکہ اس کے بغیر انسان قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا اگر تم اپنے سنگ دل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے اخلاص کی ضرب لگا لو تو اس سے حکمتوں کے چشمے ابل پڑیں اور تم عارفین کی طرح اخلاص کے پروں سے قفس کی تاریکیوں سے نور قدس کی وسعتوں میں پرواز کر کے مقصد صدق کے باغات میں پہنچ جاؤ گے۔ بندے کے قلب میں اس وقت تک ضیاء اور نور یقین پیدا نہیں ہوتا جب تک اسکے چہرے پر نور کی روشنی کے خطوط ظاہر نہ ہونے لگیں اس کے بعد ملاءِ اعلیٰ سے ملائکہ اس کا نام لے کر پکارنے لگتے ہیں اور وہ روز حشر صادقین کے زمرے میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

لہٰذا تمہیں چاہئے کہ نہ صرف خواہشات نفسانی سے اعراض کرو بلکہ اس میں جگہ دو جس کی لذت قلوب عارفین کو سراپا نور بنا دیتی ہے پھر انہیں کسی غیر سے لذت حاصل نہیں رہتی۔ یاد رکھو! بغیر توشہ صدق و حضوری کے سفر آخرت نہیں کیا جاتا قلب پر قابو حاصل کئے بغیر کبھی آخرت کی منزل حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب قلبی بشریت کی کثافتوں سے مصفا ہو جاتا ہے تو بندہ خود بخود تعمیل احکام کرنے لگتا ہے۔ جس وقت عارف نگاہ عقل سے مشاہدہ کرتا ہے تو انوار الٰہی اس کے باطن میں نفوذ کر جاتے ہیں۔ یاد رکھو! اولیائے کرام بارگاہ سلطانی کے خواص ہوتے ہیں اور عارفین مجلس شاہی کے ندیم۔ اولیاء کے شہد میں اس وقت تک حلاوت پیدا نہیں ہوتی جب تک وہ ابدالین کے صبر کی تلخیوں کو نہ چکھ لیں۔

یاد رکھو! سرداروں کی نگاہ عقل نہ تو دنیا کو دیکھتی ہے نہ اس کی چمک دمک سے فریب کھاتی ہے بلکہ وہ اپنے محبوب کے اس قول وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ کو اچھی طرح سمجھنے لگتے ہیں اور اگر لذات و شہوات مسلسل طلب کی جائیں تو شیطان قلب میں داخل ہو کر شہوات کی نالیوں سے گزرتا ہوا سینے میں داخل ہو جاتا ہے لہٰذا اس کیلئے بشارت ہے جو متنبہ ہو کر غفلت عقل کی نیند سے بیدار ہو گیا اور اس نے قرب مولیٰ میں اپنے احوال کو مصفا کر کے سفر آخرت کی تیاری کر لی اور اس نے ان چیزوں سے اپنے نفس کا محاسبہ کر کے نفس سے ان چیزوں کو خارج کر دیا جن کا نفس سے خارج ہونا ضروری تھا۔ یاد رکھو کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے اور قیامت مصائب و تلخیوں کی آماجگاہ ہے۔

مقام فنا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حکم الٰہی کی تعمیل کیلئے مخلوق سے فنا اختیار کرو یعنی علیحدہ ہو جاؤ اس طرح تمہاری خواہشات کو حکم الٰہی کے اور ارادوں کو فعل خداوندی کا مظہر بنا دیا جائے گا مخلوق سے (فنا) علیحدگی کی علامت یہ ہے کہ تم ان سے اپنی تمام اُمیدیں منقطع کر لو اور خود اپنی ذات اور خواہشات سے (فنا) علیحدگی کی علامت یہ ہے کہ نہ تمہارے اندر کسی قسم کی حرکت باقی رہے اور نہ نفع ونقصان کا خیال رہے۔ اسباب ظاہری سے قطع تعلق کر کے سوچ لیا جائے کہ یہ سب کچھ اس ہستی کی طرف سے ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔

ارادے کے فنا کی علامت یہ ہے کہ مشیت الٰہی میں اپنے ارادے کو شامل نہ کرو بلکہ اس کا جو فعل بھی تمہارے لئے ہو اس کو اطمینان قلبی اور انشراح صدر کے ساتھ قبول کر لو۔ اپنے باطن کو اس طرح آباد کر لو کہ تمام چیزوں سے بے نیاز ہو کر ان کو تقدیر کے سپرد کر دو پھر تمہیں لسان قدرت سے ندا دی جائے گی کہ تمہارا ربّ تمہیں تعلیم سے سنوار کر تمہیں نور کے حلے پہنائے گا۔ تمہیں وہ منزل عطا کر دی جائے گی جو تمہارے اسلاف اہل علم کی تھی۔ پھر تمہیں اس طرح کر دیا جائے گا کہ تمہارے اندر مشیت خداوندی کے سوا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے گا اور یہ تمہاری نشاۃ ثانیہ ہوگی اور اگر تمہارے اندر اپنا کوئی ارادہ پایا جائے گا تو یہ تمہارے وجود کے منافی ہوگا جب تک کہ معینہ وقت نہ آ جائے۔ ایسی صورت میں تمہیں فنا و بقا دونوں حاصل رہیں گی۔ حالانکہ فنا وہ آخری حد ہے جہاں سوائے خدائے واحد کے اور کچھ باقی نہیں رہتا جیسا کہ مخلوق کی تخلیق سے قبل تھا جب تم مخلوق سے فنا ہو جاؤ تو تم سے کہا جائے گا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو اور جب اپنے ارادے سے فنائیت حاصل کر لو گے تو پھر بھی تم سے یہی کہا جائے گا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو پھر تمہیں وہ حیات بخش دی جائے گی جس کے بعد کبھی موت نہیں۔ اس کے بعد ایسا غنا حاصل ہوگا جس کے بعد فقر نہیں۔

جو کچھ تم کو عطا کیا جائے گا اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا...... تمہیں ایسا علم عطا ہوگا جس کے بعد جہل نہیں ہوگا...... اور ایسا نڈر کیا کر دیا جائے گا جس کے بعد کوئی خوف نہیں ہوگا...... اور وہ سعادت حاصل ہوگی جس کے بعد شقاوت کا وجود ہی نہیں ہوگا جس کے بعد کوئی بُعد نہیں...... اور وہ لطافت حاصل ہوگی جس کے بعد کوئی کثافت نہیں۔

تنزیہہ باری تعالیٰ

آپ نے فرمایا ہے کہ تنزیہہ خدائے بلند و بالا سے قرب کا نام ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا جس کے تمام کام حکمت کے مطابق ہیں جس کا علم ہر شے کو محیط ہے اس کا کلام مکمل اور اس کی رحمتیں عام ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے شریک ٹھہرانے والے کاذب ہیں یا جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا کوئی ہمنام اور مثیل ہے...... اللہ ان چیزوں سے پاک ہے اس کا علم لامتناہی ہے وہ رحمٰن ورحیم ہے وہ مالک وقدوس ہے۔ وہ عزیز و حکیم ہے وہ واحد و احد ہے اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اس جیسی کوئی شے نہیں۔ وہ سمیع و بصیر ہے اس کا نہ کوئی معاون ہے نہ کوئی مددگار اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر و مشیر۔ نہ اس کا جسم ہے جس کو چھو سکیں نہ وہ جوہر ہے جس کو محسوس کر سکیں نہ وہ عرض ہے جو فنا ہو جائے نہ وہ مرکب ہے جس کے اجزا ہو سکیں نہ اس کا کوئی مزاج ہے نہ وہ طلوع ہونے والی شے ہے نہ وہ تاریکی ہے نہ روشنی، اس کے علم میں تمام اشیاء امتزاج کے بغیر منحصر ہیں وہ اپنی مرضی کے مطابق ان کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے وہ قاہر ہے وہ حاکم ہے وہ معبود ہے اس کو کبھی موت نہیں آئیگی وہ حاکم عادل ہے قادر و ارحم ہے وہ غفار مغفرت کرنے والا ہے اور ستار پردہ پوشی کرنے والا ہے اسکی حاکمیت ابدی ہے وہ ایسا قیوم ہے جو کبھی نہیں سوتا ایسا عزیز ہے جس پر کوئی غلبہ نہیں کر سکتا۔ اس کیلئے اسمائے حسنیٰ ہیں اس کی صفات بہت بلند ہیں اوہام اس کو کبھی تصور میں نہیں لا سکتے نہ افہام اس کے سمجھنے پر قادر ہیں نہ قیاس اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے نہ وہ عام لوگوں کی طرح ہے نہ ذہن میں اس کی حدود متعین ہو سکتی ہیں۔ وہ ان تمام چیزوں سے برتر ہے جس کو اس کی مصنوعات سے مشابہت دی جا سکے وہ سانسوں کا شمار کرنے والا ہے نفس کے اعمال کا نگران ہے اس کے پاس ان سب چیزوں کی فرداً فرداً تعداد موجود ہے جو روز محشر اس کے سامنے انفرادی طور پر پیش ہونگی وہ کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا۔ وہ رزق دیتا ہے اس کو کوئی رزق نہیں دیتا۔ وہ پناہ دیتا ہے اس کو کوئی پناہ نہیں دیتا اس نے نمونے اور مثال کے بغیر مخلوق کو پیدا کر دیا لیکن اس کی یہ تخلیق کسی کی طلب پر نہیں ہوئی محض تعبیر زمانہ سے بے نیاز ہو کر اپنے ارادہ سے تخلیق کر دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے......

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْد ط بزرگ و برتر عرش والا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ ط ہر دن اس کی ایک نرالی شان ہے۔

وہ مقدرات کو وقت معینہ پر پورا کرتا ہے اس کے نظم مملکت میں کوئی معاون نہیں اس کی حیات غیر مکتسب ہے وہ اپنی لامحدود قدرت پر مکمل طور پر قادر ہے اس کے ارادے میں غیر کو قطعاً دخل نہیں، وہ حفیظ ہے فراموش کرنے والا نہیں وہ قیوم ہے جس سے ہرگز سہو نہیں ہو سکتا وہ منقلب کرنے والا ہے جو قطعاً مہلت نہیں دیتا۔ اس کو مکمل طور پر قبض و بسط حاصل ہے وہ راضی بھی ہوتا ہے اور غصہ بھی کرتا ہے۔ معاف بھی کرتا ہے اور رحم بھی کرتا ہے۔ وہی اس شے کا مستحق ہے کہ اس کیلئے کہا جائے کہ وہ اپنی مخلوقات کی

بیماری اور تکلیفوں کا دور کرنے والا ہے اور وہ اپنے اوصاف کامل کے ساتھ ابدی ہے وہ ایسا ربّ ہے جو اپنے بندوں پر اپنی مرضی کے مطابق افعال کا اجر کرتا ہے وہ ایسا عالم حقیقت ہے جس کا نہ کوئی مشابہ ہے نہ مثیل اس کی ذات وصفات کسی سے مشابہ نہیں ہر شے کا قیام اس کے ازلی وابدی ہونے کا آئینہ دار ہے ہر شے کی حیات اسی کے حکم پر مبنی ہے روانی طبع اس کے جلال میں بحث کرنے سے قاصر اور عقل وفہم اس کی عظمت بیان کرنے سے عاجز، اس کی عظمت واضح لیکن اس کی پاکیزگی کا کوئی بدل نہیں پاتی اور نہ اسکی وحدانیت سے روگردانی کرسکتی ہے۔ اگر عقل اسکی عظمت وعزت کی مثال دینا چاہے یا اس کی عظمت وجلال میں بحث کرے تو یقیناً وہ عاجز ہوکر رہ جائے گی متفکر ودہشت زدہ ہوکر گر پڑے گی جب اس کی تقدیس کے لشکر سامنے آتے ہیں تو بیان و تقریر کی تمام راہیں مسدود ہوکر رہ جاتی ہیں عقل پر اس کی کبریائی کے پردے اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ اس کی حقیقت ومعرفت تک رسائی محال ہے۔ آنکھوں کو اس کے نور اور اس کی احدیت سے روک دیا گیا ہے اس کے علوم وحقائق کی غایتیں اس طرح قائم ہوچکی ہیں کہ ان کا علم قرآن وحدیث کے سوا ممکن نہیں کیونکہ آنکھیں تو صرف برق ازل کی چمک کا اثر ہی دیکھ سکتی ہے کیونکہ ذات الٰہی تشبیہات کے نقائص سے مبرا ہوکر نقاب کمال کا برقعہ اوڑھے ہوئے ہے اسکے نور سے تجاوز کرنے کی کسی میں ہمت نہیں وہ قدیم وابدی ہے اسکی ہیبت اس درجہ ظاہر وباہر ہے کہ جہاں تمام علل وعوارض دم توڑ دیتے ہیں وہ منفرد ہے اس میں کسی قسم کا تعدد نہیں ہے اس کے وجود کا ادراک ناممکن ہے اس کے جلال کی کوئی کیفیت نہیں اس کے کمال کی کوئی داد نہیں دی جاسکتی وہ ایک ایسا وصف ہے جس کیلئے وحدانیت واجب ہے۔ اس کی قدرت پوری کائنات پر محیط ہے اس کو وہ عزت وعظمت حاصل ہے جہاں تمام تعریفیں ختم ہوجاتی ہیں اس کا علم ارض وسما اور ان کے درمیان تمام اشیاء کو محیط ہے وہ ہر ہر بال اور ہر ہر شجر کے اُگنے کے مقام سے بھی باخبر ہے وہ ہر گرنے والے پتے کو بھی جانتا ہے اس کے شمار میں کنکریاں اور ریت کے ذرّات بھی ہیں وہ پہاڑوں کے وزن اور دریاؤں کی وسعت سے بھی واقف ہے وہ بندوں کے اعمال وجزا کو بھی جانتا ہے کوئی جگہ اس کے علم سے خالی نہیں ان تمام چیزوں کے پیش نظر عقل کو اس کی احدیت کی تصدیق کرنا ہی پڑتی ہے اس کی صمدیت کی کوئی مثال بیان نہیں کی جاسکتی عقل میں اس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ ہر وہ شے جس کو وہم وفہم ظاہر کرتا ہو یا عقل وذہن اس کو تصور میں لاسکتے ہوں۔ اس کی عظمت ان تمام چیزوں سے ماورا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

وہ ابتدا سے ہے اور انتہا تک رہے گا وہ اپنی قدرتوں سے ظاہر اور ذات وصفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

٤......نامحرموں سے نگاہ جھکا کر چلنا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے...... قُلْ لِلمؤمنين يَغضوا مِن اَبصارِهِم یعنی اے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مومنین سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

٥......راست بازی! جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے...... وَاِذا قُلتم فاعدِلوا جب تم بات کہو تو سچی کہو۔

٦......انعامات واحسانات الٰہی کا اعتراف تا کہ نفس غرور میں مبتلا نہ ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے...... بَلِ اللّٰه يمنّ عليكم اَن هَداكُم لِلايمان خدا کا تم پر احسان یہ بھی ہے کہ تم کو ایمان کی ہدایت عطا فرمائی۔

٧......اپنے مال کو غلط راہ پر خرچ کرنے کی بجائے نیک کاموں میں خرچ کرنا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے...... وَالّذين اِذا اَنفقوا لَم يسرِفوا وَلم يقتروا وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو معصیت میں خرچ کرنے کی بجائے اطاعت میں خرچ کرتے ہیں اور گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے۔

٨......اپنے نفس کیلئے بہتری اور بھلائی طلب نہ کرنا۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے...... تِلك الدار الاخِرة نجعلهَا لِلّذين لَا يُريدون عُلوّا في الارض ولا فسادا یہ آخرت کا مکان (جنت) انہی کیلئے ہے جو زمین میں برتری حاصل کرنے اور فساد کرنے کا قصد نہیں کرتے۔

٩......صلوٰۃ خمسہ کا وقت معینہ پر ادا کرنا۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے...... حَافِظوا عَلي الصّلوات وَالصّلوٰةِ الوُسطىٰ وقوموا لِلّٰه قَانِتين نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرو خصوصاً نماز عصر کا اور خشوع خضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ سنت نبوی اور اجماع امت پر قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

١٠...... وَاِنّ هذا صِراطِي مُستقيماً فَاتّبعوه بلاشبہ یہ (دین اسلام) میرا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلتے رہو۔

ورع

آپ نے فرمایا ہے کہ ورع کنایہ ہے ہر شے سے توقف اور اس کی طرف سے ترک رجوع کا۔ جب تک اس کے بارے میں شریعت کا حکم حاصل نہ ہو جائے اگر وہ فعل شریعت میں موجود ہے تو اس کو اختیار کرے ورنہ اس کو ترک کر دے پھر ورع کے بھی تین مدارج ہیں عوام کا ورع تو یہ ہے کہ وہ حرام و مشتبہ اشیاء سے احتراز کریں۔ خود اس کا ورع یہ ہے کہ خواہشات نفسانی سے اجتناب کریں اور خاص الخواص کا یہ ہے کہ اپنے تمام ارادوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔

علاوہ ازیں ورع کو باانداز دیگر دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اوّل ظاہری، دوم باطنی۔ ظاہری تو یہ ہے کہ جس میں اللہ کے سوا اپنی ذات کا قطعی دخل نہ ہو اور باطنی ورع یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی طرف بھی قلب رجوع نہ ہو اور جو شخص ورع کا عمیق نظر سے مطالعہ نہیں کرتا اس کو مراتب عالیہ حاصل نہیں ہو سکتے۔

جس طرح رضا کی راہ میں قناعت ضروری ہے اسی طرح لباس و طعام و گفتگو میں بھی قواعد ورع نافذ ہیں اس لئے کہ اہل تقویٰ کا کھانا نہ تو مخلوق کے دکھاوے کیلئے ہے نہ کسی مطالبہ پر اور ولی کا کھانا بلا کسی ارادے کے محض فضل الٰہی پر موقوف ہوتا ہے اور جس میں پہلا وصف نہیں ہوگا وہ بعد کے اوصاف تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن حلال و پاکیزہ کھانا وہی ہے جس میں خدا کی نافرمانی شامل نہ ہو اسی طرح ان کے لباس میں بھی تین قسمیں ہیں......

اوّل انبیاء کرام کا لباس جو حلال لباس ہے جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں خواہ وہ لباس ریشمی ہو یا روئی کا یا اونی۔

دوسرا لباس اولیاء کرام کا جو حکم شریعت کے عین مطابق ہوتا ہے اور جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ستر عورت کے ساتھ ضرورت پوری ہو جائے لیکن اس میں ان کی خواہش کا قطعاً دخل نہ ہو۔

تیسرا لباس ابدالین کا ہے جو تحفظ حدود کے ساتھ قضا و قدر کے بھی تابع ہوتا ہے خواہ وہ ایک رتی قیمت کا ہو یا سو دینار کا۔ اور جس کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے میں ذاتی خواہش اور ارادے کا بالکل دخل نہ ہو بلکہ صرف فضل خداوندی پر موقوف ہو اور اس وقت تک ورع کی تکمیل ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک مندرجہ ذیل دس خصلتیں اپنے نفس پر لازم نہ کرے۔

۱......زبان کو قابو میں رکھنا۔

۲......غیبت سے زبان کو محفوظ رکھنا۔ کلام الٰہی میں ارشاد ہوا ہے...... لَا یَغْتَب بَعْضُکُم بَعْضاً تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔

۳......کسی کی ہنسی نہ اڑائے اور حقیر نہ جانے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... لَا یَسْخَر قَوم مِّن قَوم عَسیٰ اَن یَکُونوا خَیراً مِّنهم یعنی ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر نکلے۔

تخلیق انسانی

آپ نے فرمایا ہے کہ تخلیق آدم کس قدر عجیب و غریب واقعہ ہے اس کے صانع خدائے تعالیٰ کی حکمت اسی قدر اثر انگیز ہے اگر انسان خواہشات کی اتباع نہ کرے اور اس کی طبیعت میں کثافت ہوتی اس کی عقل لطیف معانی و اسرار کی مالک ہوتی۔ انسان عجیب و غریب اسرار کا خزانہ بھی ہے اور ہمہ اقسام کے عیوب کا مجموعہ بھی۔ انسان عظمت و نور سے لبریز ایک خزانہ ہے جس نے چشم اغیار سے عروس روح کو نہاں کر رکھا ہے اور قدرت نے اسی عروس کے حسن و جمال کو اپنے فرشتہ صفت بندوں کو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا لباس پہنا کر وَ فَضَّلْنَاهُمْ کی مجلس میں جگہ عطا فرما کر اس کے حسن و جمال کو دکھا دیا اور اپنے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہونے کی شہادت دلوائی۔ پھر عقل سیپ کی شکل میں ارواح کے موتیوں کو سفینۂ علم کے خزانہ کو بحر وجود میں پہنچا دیتی ہے تاکہ نور یقین کی روشنی چوگنی ہو جائے اور روح مجاہدہ کے خزانوں پر متصف ہو سکے۔ اس سلسلہ میں شاہ عقل شاہ خواہشات کے مدمقابل ہوتا ہے اور درمیان صدر میں دونوں مقابلہ و مقاتلہ کرتے رہتے ہیں نفس بادشاہ خواہشات کے لشکر کا مخصوص فرد ہوتا ہے اور سلطان عقل کے لشکر کے سب سے اشرف فرد کو روح کہا جاتا ہے پھر اعلان کرنے والا ان دونوں کو حکم دیتا ہے کہ اے لشکر الٰہی کے جوان مردو! تیار ہو جاؤ اور اے حق کے لشکر و مقابلہ کرو۔ اے خواہشات کے لشکر۔ سامنے آ اس طرح دونوں لشکر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں پھر خدا جس جماعت کو چاہتا ہے غلبہ و تصرف عطا کرتا ہے۔ پھر توفیق الٰہی لسان غیب کے ذریعہ جس کو بھی فتح و نصرت کا مژدہ سناتی ہے اس کا جھنڈا بلند ہو جاتا ہے اور جس کی لسان غیب اعانت کرتی ہے وہی دین و دنیا میں سرفراز ہو جاتا ہے وہی لسان غیب جس کا ساتھ دیتی ہے اس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوتی جب تک اس کو صدق و توفیق کے مقام تک نہ پہنچا دیا جائے، پھر حق تعالیٰ چشم قدرت کے ساتھ اپنے متبع کی نگرانی کرتا ہے لہٰذا نفس و خواہش سے جدا ہو کر عقل کا اتباع کرو تاکہ تمہیں سعادت کبریٰ کے ایسے راستوں پر پہنچا دیا جائے کہ تم آسمان غیوبت پر روح کی پرواز کو حیرت سے دیکھنے لگو تمہارا یہ جسد خاکی کثافت نفس کے گھونسلے سے نکل کر طائر لطیف کے ہمراہ عنایت کے پروں سے شجر اعلیٰ کی جانب پرواز کرنے لگے اور تم شاخ قرب پر اپنا آشنایہ بنا کر زبان شوق سے عشق الٰہی کی دھن میں گانے لگو ندیم انس کے ساتھ دست معارف سے حقائق کے وہ جواہر چننے لگو کہ کثافت وجود نفس ظلمت میں محصور ہو کر رہ جائے۔ یاد رکھو جب اجسام فنا ہو کر صرف قلوب باقی رہ جاتے ہیں تو اس وقت اگر تمہارے قلب پر ایک نظر بھی پڑ جائے تو تمہیں عرش پر پہنچا کر علوم حقائق عطا کرنے کیساتھ اسرار و معرفت کا خزانہ بنا دیا جائے گا اور تم اس وقت جمال ازل کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہر اس شے سے گریزاں ہو جاؤ گے جس میں حدوث کی صفت پائی جاتی ہو اس طرح تمہاری بصیرت باطنی آئینہ قرب میں عالم ملکوت کا نظارہ کرنے لگے گی اور آیات حقائق کے ذریعہ مجلس کشف میں عروس فتح تمہاری آنکھ کے تخت پر جلوہ فگن ہو جائیگی یاد رکھو صوفیاء کی عقلیں ظلمت افکار میں سرداروں کی زین کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اور ارباب معارف و عنایت کیلئے ایسی بین دلیلیں ہیں جو بدگمانیوں اور ارادوں کے ہجوم میں خود یقین کے وجود سے نقاب شکوک کو اٹھا دیتی ہے اور جہاں تمام دلائل قاصر ہو کر رہ جاتے ہیں وہاں افکار باطل کو دست حق سے قطع کر دیتی ہیں۔

آثار وصال

آخر آپ پر وصال کے آثار ظاہر ہوگئے اس دوران میں آپ نے فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ہوں۔ نیز فرمایا بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں ان کیلئے جگہ فراخ کردو اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو، بار بار آپ یہ الفاظ فرماتے تھے۔

وَ علیکم السّلام و رحمةُ اللّٰہِ و برکاته' غَفَر اللّٰہ لِی وَلکم و تاب اللّٰہ علیَّ وَ علیکم

یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواح مقربین کے آنے پر ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے بسم اللہ! آؤ تم وداع نہیں کیے گئے آپ ایک دن اور ایک رات برابر یہی فرماتے رہے اور فرمایا، افسوس ہے تم پر مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے نہ فرشتہ اور نہ ملک الموت کی اے ملک الموت! ہمیں اس نے عطا فرمایا ہے جس نے ہمیں دوست رکھا ہے اور ہمارے کام بنائے وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے آپ کی حالت دریافت کی اور تکلیف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ مجھ سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے سنو! میری حالت علم الٰہی میں بدلتی رہتی ہے یعنی میرے مراتب ہر لحہ ہر آن بلند کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبدالجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کہ آپ کے فرزند ہیں دریافت فرمایا کہ حضور کے جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہے؟ فرمایا تمام اعضاء میں تکلیف ہے ہاں دل محفوظ ہے اس لئے کہ وہ یادِ الٰہی کا خزینہ اور جلوۂ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مدینہ ہے۔

آپکے پسر عزیز عبدالعزیز نے دریافت فرمایا آپ کو کون سی بیماری ہے؟ فرمایا میرے مرض کو جن و بشر اور فرشتے نہ تو جان سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں فرمایا حکم الٰہی سے علم الٰہی ختم نہیں ہوتا حکم منسوخ ہوسکتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا پھر قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے وہ مختار ہے جو کچھ کرتا ہے کسی کے سامنے اس کا جواب دہ نہیں اور مخلوق جو کچھ کرتی ہے اس کے بارے میں اللہ جل مجدہ جواب طلب فرمائے گا۔

حضرت کے فرزندان عزیز حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور پھیلاتے اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں صدق دل سے توبہ کرو اور سوادِ اعظم میں داخل ہو جاؤ اسی مقصد کیلئے میں آیا ہوں تا کہ تم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دوں، نیز فرمایا نرمی کرو۔

آخری لمحات

وصال سے کچھ دیر پہلے آپ نے تازہ پانی سے غسل کیا اور نماز عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز رہے اور سب مسلمانوں کیلئے بار بار یہ دعا مانگی......

اے اللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت کو بخش دے۔

اے اللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت پر رحم فرما۔

اے اللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت سے درگزر فرما۔

جب سر اٹھایا تو غیب سے آواز آئی......اے نفس مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

پرواز روح

بیان کیا جاتا ہے کہ بعدازاں عالم سکرات شروع ہو گیا موت کے آثار نمایاں ہو گئے اور آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے

اِسْتعنتُ بِلا اِلٰه اللّٰه سُبحنه و تعالیٰ وَ الحیّ الذی لا یموتُ وَ لا یخشی بحان

من تعزز بالقدرةِ و قهرا لُعباد بِالموت لا اِله اِللّٰهُ مُحمّد رّسول اللّٰه ط

میں مدد چاہتا ہوں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ جو پاک اور برتر ہے اور ایسا زندہ ہے جسے موت کا خوف نہیں

پاک ہے وہ جو قدرت کے ساتھ غالب ہے اور بندوں کو موت کے ساتھ مجبور کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آپ کے صاحبزادہ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس وقت حضرت کے پاس تھے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ **تعزز** پر پہنچے تو زبان مبارک میں لکنت پیدا ہو گئی اور اس لفظ کو صحت کے ساتھ ادا نہ کر سکی چنانچہ آپ بار بار اس لفظ کو دہراتے حتیٰ کہ آپ نے بلند آواز سے اسے صحیح طور پر ادا کر دیا۔ پھر فرمایا! اللہ اللہ اللہ! اس کے ساتھ ہی آپ کی آواز پست ہو گئی زبان اقدس حلق کے بالائی حصہ سے جا ملی اور آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی......انا للّٰہِ و انا الیه راجعون ط

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ یہ ظاہری زندگی فانی ہے جان آخر ایک دن جانی ہے کیونکہ موت ایک دن ضرور آنی ہے اللہ کے بندے ہروقت اللہ کے اس قانون کے آگے سرِتسلیم خم ہیں اگر چہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکے ہوتے ہیں فنا ہوکر بقا میں جلوہ افروز ہوجاتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے نوے سال پورے ہوکر جب اگلا سال شروع ہوگیا تو چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک روز معمولی سی طبیعت ناساز ہوگئی لیکن آہستہ آہستہ چند روز میں اس علالت نے شدت اختیار کرلی اور آپ چلنے پھرنے سے بھی مجبور ہوگئے یہ علالت درحقیقت اس بات کا اشارہ تھا کہ اب مشیت ایزدی کا بلاوا آنے والا ہے اس کے بعد یک دم ربیع الثانی ۵۶۱ھ کے آغاز میں مرض بہت زیادہ بڑھ گیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باخبر کردیا گیا کہ اس دارفانی کو چھوڑنے کا وقت قریب ہے چنانچہ وصال سے چند دن پہلے آپ نے اپنے متعلقہ افراد پر اس بات کا اظہار فرمادیا کہ اب بہت جلد میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور یہ مرض اسی کا پیش خیمہ ہے۔

وَصیّت

بیان کیا جاتا ہے کہ علالت کے دَوران آپ کے صاحبزدہ سیّد شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ نے خدمت عالیہ میں عرض کیا حضور! مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمایئے، جن پر آپ کے انتقال کے بعد عمل کروں.....تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔

عَلیکَ بِتقوی اللّٰہِ وَ طَاعتِہٖ وَ لا تَخف اَحدا وَ لا ترجہ' و کل الحَوائجِ کُکھَا اِلَی اللّٰہِ عزَّوَجلَّ
وَ لا تَعتمِدُ اِلاَّ عَلَیہِ و اطلبھا مِنہ وَ لاَ تثیق باحدِ ھوی اللّٰہ عزَّوَجلُ وَ لا تعتمِد لاَّ علیہ
سُبحانَہ' التَّوحِید التَّوحِید وَ جُمَاع الکلِّ التَّوحِید

تو اللہ کے تقویٰ اور اس کی عبادت کو اپنا شعار بنا۔ کسی اور سے نہ ڈر اور نہ اُمید رکھ تمام حاجتیں بزرگ و برتر اللہ کے سپرد کر اور اسی سے مانگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر بھروسہ نہ کر اور نہ اعتماد کر، کہ پاک ہے وہ ذات توحید کو لازم پکڑ توحید کو لازم پکڑ، تمام چیزوں کا مجموعہ توحید ہے۔

نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہوجائے تو اس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی۔ میں یکسر مغز ہوں چھلکا نہیں ہوں۔

جنازہ و تدفین

دم نکلتے ہی آپ کے وصال کی خبر بغداد اور اس کے گردنواح میں فوراً پھیل گئی ہر سننے والے کو آپکے دنیا سے تشریف لے جانے کا دلی صدمہ ہوا یہ ایک ایسا عالمگیر حادثہ تھا کہ جس سے یک دم عالم اسلام کو علم و عرفان کی ایک بے مثل شمع سے محروم کر دیا گیا آپکے وصال کی خبر جہاں جہاں بھی پہنچی آپ کو چاہنے والے آپ کے فراق میں بے تاب ہو کر آستانہ غوث کی طرف بھاگ اٹھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزار ہا مخلوق خدا آفتاب علم و معرفت کی آخری زیارت کیلئے جمع ہو گئی۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ورثاء اور چاہنے والوں نے حضرت کے جسد مبارک کو آخری غسل دیا اور کفن پہنا کر جنازہ کی تیاری کر دی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی جنازہ میں آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ، خلفاء مریدین اور عقیدت مندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی آپ کو آپ کے مدرسہ میں ہی دفن کیا گیا تدفین کا عمل رات کو کیا گیا کیونکہ لوگوں کا اژدہام بہت زیادہ تھا آپ کی جدائی میں چاہنے والوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اشکبار نہ ہو جہاں آپ کو دفن کیا گیا، جہاں آج کل آپ کا روضہ اقدس مرجع خلائق ہے بغداد میں یہ مقام باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے۔

تاریخ وصال

آپ کا وصال مبارک ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ہوا مگر وصال کے دن اور تاریخ کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے اس ضمن میں چار تاریخیں یعنی ۸، ۱۰، ۱۱ اور ۱۷ بیان کی جاتی ہے...... واللہ اعلم بالصواب

بعض تذکرہ نگاروں نے ۱۷ ربیع الثانی کو ترجیحی قول قرار دیا ہے کیونکہ اسی تاریخ کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے آپ کے وصال کے بارے میں قطعہ تاریخ یہ ہے......

سلطان عصر، شاہ زمان قطب اولیاء	کامد وفات روز قیامت علامتے
تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم	گفتا سروش غریب وفاتش قیامتے

ازواج اور اولاد

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ازدواجی زندگی کا آغاز زہد و مجاہدہ کے بعد کیا جبکہ آپ کی عمر 51 سال سے زائد ہوچکی تھی اس عمر میں بھی آپ نے اتباعِ سنت کیلئے نکاح کیا تزکیہ نفس کے بعد بندے کی نفسانی خواہشات رضائے الٰہی کے تابع ہوجاتی ہیں اس لئے طلب نفس محدود ہوجاتی ہے۔

نکاح کے بارے میں ارشاد

آپ نے فرمایا کہ مدت سے میں اتباع نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نکاح کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس خیال سے نکاح کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں شادی میری ریاضت اور عبادت میں رکاوٹ نہ بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ہونے کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے لہٰذا جب وہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری شادی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا کیں اور ان میں سے ہر ایک مجھ سے انس و محبت رکھتی تھی۔

آپکے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں تاہم پہلے سے عبادت و ریاضت کے جو اوقات مقرر تھے ان میں کوئی کمی اور تکدر پیدا نہ ہوا یعنی جس طرح حالت تجرد میں آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے ٹھیک ویسے ہی نکاح کرنے کے بعد بھی عبادت اور ریاضت کے بلند مقام پر آپ قائم رہے اور یہی راہِ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیوی تعلقات سے پورے طور پر وابستہ رہنے کے باوجود ان سے بے تعلق رہے۔

ازدواج کے اوصاف حسنہ

سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و فضل کا ایک مینار نور تھے جس کی ضیا پاشیوں سے ایک دنیا فیض یاب ہو رہی تھی یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کی ازواج آپ کے فیوض و کمالات سے فیض یاب نہ ہوتیں چنانچہ وہ سب اخلاق حسنہ کی پیکر تھیں۔ عبادت و ریاضت سے کمال شفقت رکھتی تھیں اور صبر و قناعت سے کامل طور پر بہرہ ور تھیں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ کسی تاریک کھوٹھڑی یا مکان میں داخل ہوتیں تو وہاں شمع کی سی ملگجی روشنی ہوجاتی ایک دفعہ میرے والد ماجد نے یہ ماجرا دیکھا چنانچہ وہ بھی اسی جگہ تشریف لے گئے جہاں میری والدہ کھڑی تھیں آپ کے جاتے ہی وہ روشنی غائب ہوگئی میری والدہ محترمہ حیران ہوئیں اس کے بعد آپ نے والدہ محترمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی اچھی نہیں تھی اس لئے میں نے اس کو معدوم کر دیا اور اب اسے اچھی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں اس کے بعد جب کبھی میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے یا تاریک مکان میں تشریف لے جاتی تھیں تو روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

اولاد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثیر الاولاد تھے۔ چونکہ آپ کی چار بیویاں تھیں اس لئے انہیں سے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ کہا جاتا ہے کہ اولادِ نرینہ میں آپ کے بیس بیٹے تھے اور اولاد غیر نرینہ میں آپ کی انتیس بیٹیاں تھیں اتنی زیادہ اولاد ہونے کے باوجود آپ نے ان کی تعلیم وتربیت بڑے عمدہ طریقے سے کی اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔

حضرت عبداللہ جبائی بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا ہوں پھر اگر وہ مرجاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین مجلس وعظ کے وقت آپ کے ایک بچہ کا انتقال ہوگیا مگر اس وقت بھی آپ کے معمول میں قطعی فرق نہیں آنے پایا اور آپ بدستور مجلس میں وعظ فرماتے رہے اور جب بچے کو غسل وکفن دے کر آپ کے پاس لایا گیا تو خود آپ نے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھائی، یہ ہے ترکِ دنیا کا حقیقی مفہوم۔ آپ کثیر الاولاد تھے لیکن اولاد کی محبت کسی حال میں خدا کی محبت پر غالب نہ آسکی اور آپ کے راہِ سلوک کے سفر میں چار بیویاں اور انچاس اولاد نے کوئی خلل نہ ڈالا۔ آپ کی اولاد میں سے کئی آسمان علم وفضل پر آفتاب بن کر چمکے اور اپنے آپ کو جلیل القدر والد کی جانشینی کا اہل ثابت کردیا۔ اولادِ نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:۔

(۱) شیخ سیف الدین عبدالوہاب (۲) شیخ عبدالرزاق تاج الدین (۳) شیخ شرف الدین عیسیٰ (٤) شیخ ابواسحاق ابراہیم (۵) شیخ ابوبکر عبدالعزیز (٦) شیخ عبدالجبار (۷) شیخ یحییٰ (۸) شیخ موسیٰ (۹) شیخ ابومحمد (۱۰) شیخ عبداللہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

صاحبزادوں کے علاوہ آپ کے بعض پوتوں اور نواسوں نے بھی آپ کی تعلیمات اور برکات سے فیض اٹھایا، آپ کی اولاد کا تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

1...... حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے بڑے بیٹے کا اسمِ گرامی شیخ سیف الدین عبدالوہاب ہے۔ آپ ماہِ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے آپ نے علم فقہ اور حدیث کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بلخ، بخارا اور عجم کے دور دراز علاقوں میں گئے اس طرح تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم وفنون کی تحصیل وتکمیل کرلی اور ۵۴۳ھ میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی انہی کے مدرسہ میں درس دینا شروع کیا، زبردست واعظ تھے اور شیریں کلام کے لقب سے مشہور تھے حضرت کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ نے سنبھال لیا

اور ان کے مدرسے کا سارا کام سنبھالا بہت سے لوگوں نے آپ سے علم وفضل بھی حاصل کیا آپ کے تمام بھائیوں میں علوم ظاہری وباطنی اور فضل وکمال میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا گویا سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آپ ہی حقیقی جانشین تھے آپ ایسے بامروت، کریم النفس، صاحب جود وسخا اور بااخلاق تھے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور فریاد رسی پر مامور کیا تھا آپ نے اس عظیم الشان اور عظیم المرتبت خدمت کو اس حد تک مناسب طور پر انجام دیا کہ آپ کو عام مقبولیت حاصل ہوگئی آپ اعلیٰ درجے کے فقیہہ بڑے زبردست فاضل و متین، ادیب اور شیریں کلام واعظ تھے۔ تصوف میں آپ نے دو کتابیں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار تصنیف فرمائی ہیں انکے علاوہ اور بھی آپکی تصنیفات پائی جاتی ہیں۔

۲۵ شعبان ۵۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کو بغداد ہی میں دفن کیا گیا آپ کے ایک صاحبزادے شیخ عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی شہرت حاصل کی۔ وہ اپنے دادا سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور والد ماجد دونوں سے فیض یاب ہوئے اور مدتوں تک بغداد میں درس وتدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا۔

۲.......شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ حافظ عبدالرزاق تاج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے تھے آپ اپنی دینی خدمات اور علمی قابلیت کی بنا پر سراج العراق، جمال الائمہ، فخر الحفاظ اور شرف الاسلام کے القاب سے مشہور تھے آپ کی ولادت عراق میں ۱۸ ذیقعدہ ۵۲۸ھ میں ہوئی فقہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار ہی سے حاصل کی اس کے علاوہ حدیث کی تعلیم میں دوسرے نامور علماء سے بھی استفادہ کیا آپ بڑے محدث اور جید فقیہہ تھے آپ صداقت، تواضع وانکساری اور اخلاق حسنہ میں پورے عراق میں بڑے شہرت یافتہ تھے۔ شروع شروع میں بے پناہ لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ درس سے بڑے بڑے جید علماء کرام پیدا ہوئے مگر جوں جوں راہ سلوک پر استقامت حاصل کرتے گئے تو آپ عوام سے کنارہ کش ہوتے گئے آپ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ تیس سال تک مراقبہ میں رہے اور ایک بار بھی آسمان پر نگاہ نہ ڈالی۔

آپ ۷ شوال ۶۱۳ھ کو بغداد میں واصل بحق ہوئے اور باب حرب میں دفن کیے گئے جب آپ کی نمازِ جنازہ کا اعلان ہوا تو مخلوق کا اتنا زبردست اژدہام ہوگیا کہ شہر کے باہر لے جا کر نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ اس کے بعد آپ کا جنازہ جامعہ رصافہ میں لے جایا گیا اور یہاں بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح متعدد جگہوں پر آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

آپکے صاحبزادوں میں شیخ ابوصالح، شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ، شیخ عبدالرحیم شیخ سلیمان اور شیخ اسماعیل (رحمہم اللہ تعالیٰ) بہت مشہور ہوئے شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدت تک بغداد کے قاضی القضاۃ رہے اپنے دور کے امام وقت تسلیم کیے جاتے ہیں۔

۳...... حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بھی حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادگان میں سے تھے آپ نے بھی ظاہری علوم کی تکمیل اپنے والدمحترم ہی سے کی اسلامی اور شرعی علوم میں کامل دسترس حاصل کی آپ نہایت بلند پایہ واعظ، مفتی اور صوفی تھے مدتوں درس وتدریس میں مشغول رہے پھر مصر چلے گئے اور وہاں بھی تبلیغ وہدایت کا کام جاری رکھا اور شعروسخن کا مذاق بھی رکھتے تھے کئی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں آپ نے ۵۷۳ھ میں وفات پائی۔

۴...... حضرت شیخ ابو اسحاق ابراھیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مجاز سے تھے تعلیم وتربیت کے ابتدائی مراحل بھی اپنے والدمحترم کی زیرنگرانی طے کئے آپ کی طبع متواضع اور صوفی منش تھی دن رات کا بیشتر حصہ عبادتِ الٰہی میں گزارتے رات کوتوبہ استغفار اور گریہ زاری بہت کرتے آپ کو منازل طریقت پر کامل عبور حاصل تھا بہت سے لوگوں نے آپ سے علم طریقت وتصوف حاصل کیا بغداد کی سکونت ترک کر کے واسط میں مقیم ہوگئے تھے وہیں ۵۹۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔

۵...... حضرت شیخ ابو بکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپکی ولادت ۲۸ شوال ۵۳۲ھ میں ہوئی آپ نے حدیث کا درس اپنے والد ماجد سے لیا اس کے علاوہ ابومنصور عبدالرحمٰن بن قزاز سے فقہ اور حدیث کی تعلیم کو مکمل کیا آپ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان صاحبزادوں میں سے ہیں جنہوں نے والدمحترم کے وصال کے بعد باضابطہ طور پر درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور غوثِ پاک کی مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز رہے بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا آپ بڑے متقی، زاہد اور عابد تھے انکسار، صالحیت کی خوبی آپ میں بہت نمایاں تھی۔ ۵۸۰ھ میں آپ بغداد سے جبال چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی، ۱۸ ربیع الاوّل ۶۰۲ھ جبال ہی میں آپکا انتقال ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کے ایک صاحبزادے شیخ محمد نہایت جید عالم ہوئے اور ہزارہا لوگوں کو دینی وروحانی فوائد سے مستفیض کیا۔

٦...... حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے فقہ کی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور شیخ قزاز ابومنصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث سنی۔ اعلیٰ درجہ کے خوش نویس تھے حسن اخلاق، اتباع رسول، صبر وتوکل اور ریاضت ومجاہدہ میں منفرد تھے ابھی جوان ہی تھے کہ ۵۷۵ھ میں پیغامِ قضا آپہنچا۔ اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

۷...... حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لڑکوں میں سے ایک شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے انکی ولادت ۶ ربیع الاوّل ۵۵۵ھ میں ہوئی آپ نے تعلیم سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ محمد عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ حسن اخلاق اور ایثار نفس میں یگانۂ روزگار تھے کافی لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ بھی کیا آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے لڑکپن کے زمانہ ہی میں آپ بغداد چھوڑ کر مصر چلے گئے اور وہاں آپ کا ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام عبدالقادر رکھا آپ اپنی کبرسنی کے زمانہ میں اپنے فرزند کے ہمراہ واپس آئے اور پھر تادم آخر بغداد ہی میں رہے۔ ۱۵ شعبان ۶۰۰ھ میں آپ کا وصال ہوا اور بغداد ہی میں دفن ہوئے۔ حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

۸...... حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش ۵۳۵ھ میں ہوئی آپ بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر صاحبزادگان میں سے تھے آپ کو سراج الفقہاء اور زین المحدثین کہا جاتا تھا فقہ اور حدیث کی تعلیم سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ سعید بن النسباء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ بغداد کا قیام ترک کر کے دمشق جا بسے۔ مسلک حنبلی کے پیرو تھے اکثر خاموش رہتے تھے اور بڑے بڑے طویل مراقبے کرتے تھے مزاج میں فروتنی اور انکسار حد سے زیادہ تھا۔ آخر عمر میں بہت سے امراض نے آ بوچا لیکن آپ نے کمال صبر وضبط کے ساتھ ان امراض کے دکھ برداشت کئے۔

جمادی الآخر ۶۱۸ھ میں دمشق میں آپ نے وفات پائی، مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں دفن کئے گئے۔

۹...... حضرت شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ العالم الفاضل ابو محمد بھی آپ کے فرزند تھے فقہ کی تعلیم سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور علم حدیث اس دور کے نامور مشائخ سعید بن النسباء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوالوقت سے حاصل کیا مدت تک درس وتدریس میں مشغول رہے اور بے شمار لوگوں کو فیض یاب کیا۔ ۲۵ ذیقعدہ ۶۰۰ھ میں وفات پائی اور بغداد کے مقبرہ حلبہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

۱۰...... حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الشیخ الاجل ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بقیۃ السلف تھے آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے درس لیا اور جوانی کے عالم ہی میں علوم دینیہ میں صاحب علم ہوگئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض وبرکات حاصل کئے۔ آپ کا وصال ۷ اصفر ۵۸۹ھ بغداد میں ہوا اور بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔

تصانیف

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے شمار طالبان حق وصداقت اور متلاشیان علم ومعرفت کو اپنی روحانی توجہ کے باطنی انوارات سے مزین اور مستفیذ فرما کر راہِ معرفت پر گامزن فرمایا آپ نے لوگوں کی تربیت اور اصلاح کا یہ سلسلہ تحصیل علم کے بعد شروع کیا، جو آپ کی حیات میں تادم آخر جاری رہا مگر آپ نے احیائے دین کا زیادہ تر کام درس وتدریس اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ سرانجام دیا اور مواعظ حسنہ کے ساتھ ساتھ آپ نے چند گراں قدر تصانیف بھی کیں جو آپ کی علمی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ کی زیادہ تر تصانیف آپ کے مواعظ اور خطبات پر مبنی ہیں۔ ان تصانیف میں آپ نے شریعت اور طریقت کے مسائل کو پرکشش انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ کے خطبے ناصحانہ انداز میں ہیں جن میں ہر خاص وعام کو نیک کاموں پر عمل کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور برائیوں سے منع فرمایا گیا ہے بعض خطبوں میں تصوف کے اسرار ورموز بھی بیان کیے گئے ہیں۔ غرضیکہ آپ کی جتنی بھی تصانیف ملتی ہیں وہ مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔

آپ کی تصانیف کے بارے میں اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ آپ کی تصانیف کو پڑھنے سے دل کو جو لذت حلاوت اور سرور ملتا ہے وہ بہت ہی کم کتب سے ملتا ہے کیونکہ آپ کی تحریروں کے پیچھے آپ کی روحانیت کا اثر ہے کہ پڑھنے سے دل میں رقت اور تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے جو عام مصنفوں کی کتب سے پیدا نہیں ہوتا اسلئے آپ کے کلمات طیبات سے جو لطف میسر ہوتا ہے وہ کہیں اور نہیں ملتا۔ آپ کی تحریروں سے ایسے ایسے حقائق ومعارف کا انکشاف ہوتا ہے کہ انسان سبحان اللہ پکار اٹھتا ہے۔ آپ کے ارشادات وکلام میں صدیقین کی شان ہے۔ ایک ایک لفظ دلوں کو گرماتا ہے اور قلوب مردہ کو حیات تازہ ملتی ہے۔ حالاتِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے کہ آج آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا کلام گوہر نایاب کی مانند ہے جو مسلسل دریا کی طرح رواں ہے۔ آپ کے کلام میں اس قدر تاثیر، ذوق وشوق اور دلسوزی ہے کہ بسا اوقات پڑھنے والا وجد میں آجاتا ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تصنیفات کی بابت یہ لکھا ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مفید اور کارآمد کتابیں بھی لکھی ہیں اور آپ کے املاءات بھی محفوظ ہیں یعنی آپ کے ارشادات وخطبات اور تقریرات کو آپ کے شاگردوں یا مریدوں نے جمع کیا ہے آپ کی تصانیف میں غنیۃ الطالبین زیادہ شہرت کی حامل ہے اس کے علاوہ فتوح الغیب نام سے آپ کی ایک اور کتاب بہت معروف ومقبول ہے۔ فتح ربانی آپ کے دو سال کے مواعظ حسنہ اور ارشادات واقوال کا نادر مجموعہ ہے اس کے علاوہ قصیدہ غوثیہ نام سے آپ کے بعض اشعار بھی عربی نظم کی صورت میں موجود ہیں۔ آپ کی تمام کتب کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱ ...... غنیۃ الطالبین

حضرت سیّد غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کتاب بہت معروف ہے اصل کتاب عربی میں ہے مگر اس کے تراجم عربی سے فارسی اور اردو میں بھی ہو چکے ہیں۔ اس میں شریعت اور طریقت کے مسائل کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کتاب کے ابتدائی حصہ میں دین کے پانچ ارکان پر مفصل بحث کی گئی ہے اس کے بعد اسلامی۔ آداب و اخلاق، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، نکاح کرنے، بال منڈانے، داڑھی بڑھانے، استنجا کرنے، غسل و طہارت پوشاک پہننے، سونے اور سفر کرنے کے آداب و مسائل بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ والدین کی فرمانبرداری، جانوروں کو داغنے، عورتوں اور غلاموں سے سلوک، قرآن کریم پڑھنے، صدقہ دینے اور اس قسم کے مسائل پر کماحقہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث کے حوالوں سے ان تمام مسائل کو بالتشریح بیان کیا گیا ہے۔ پرہیزگاری، اچھے اور برے اعمال اوامر و نواہی، قبر کے عذاب، مختلف مصائب اور حاجات کی دعاؤں کا ذکر بھی بڑے عمدہ طریقے سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت، ایمان، ثواب و عذاب اور بہشت و دوزخ کے بارے میں تمام احادیث اور آیاتِ قرآنی کی تفسیریں اکٹھی کردی گئی ہیں اور بڑے دلکش اور واضح انداز میں ہر بات کی عقدہ کشائی کی گئی ہے۔ مختلف فرقوں کی تعداد، ان کے عقائد، ان کے بانیوں کے حالات ...... غرض ہر شے کا بیان موجود ہے۔ شب برأت، رمضان، شب قدر، ماہ شعبان، بزرگ دِنوں اور بزرگ مقامات وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ انسان کے موکلوں، نفس، روح، شیطان، اعوذ کی تشریح، انبیاء کی فضیلتیں، توحید، نماز تراویح، عیدین، قربانی، عاشورہ، مردے کی تجہیز و تکفین، مریدوں کے آداب، راگ رنگ سننا، مجاہدات و ریاضات، غرض دنیوی اور اخروی ضرورت کا کوئی موضوع باقی نہیں چھوڑا گیا۔ اس لحاظ سے یہ ایک لاجواب کتاب ہے جس کا مطالعہ فی الواقع دنیوی اور دینی رہنمائی کا باعث ہے۔

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس گرامی قدر کتاب کی عظمت اور فضیلت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جیسے بلند پایہ بزرگ اور جید عالم نے اس کتاب کو ہر خاص عام کیلئے نفع بخش اور قابل مطالعہ جان کر اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور تشریح و توضیح کیلئے جگہ جگہ قیمتی حواشی بھی درج کئے ہیں۔ اردو میں بھی اس کے بیشمار تراجم ہیں۔

۲ ...... فتوح الغیب

حضرت سیّد غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوسری کتاب فتوح الغیب ہے۔ یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑی بلند پایہ تسلیم کی گئی ہے۔ اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے مقالے ہیں جن میں قرآن پاک کی آیات اور احادیث کے حوالوں کے ساتھ اسرار حقیقت بیان کئے گئے ہیں۔ ہر مقالہ روحانی معرفت کا علمبردار ہے۔ اس کتاب میں کل اٹھہتر عنوانات ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے تزکیۃ القلوب میں راہنمائی ہوتی ہے اگر کوئی اس کتاب پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اس میں عقائد اور اعمال کی صحت پیدا ہو جائیگی۔ اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور اردو میں بھی کئی تراجم ہو چکے ہیں۔

۳...... فتح ربانی

یہ کتاب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے اور اس کا مکمل نام الفتح ربانی والفیض الرحمانی ہے۔ اس کتاب میں آپ کے تریسٹھ وعظ ہیں۔ ان خطبات کا ایک ایک حرف دل سے نکلا ہے اور اسی بنا پر وہ دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ تلاش کرتا ہے یہ آپ کے دوسالہ ارشادات ومواعظ کا ملخص ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ اس کتاب کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسہ سیّد عفیف الدین مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتب کیا ہے اور انہوں نے اس کتاب کو اس قدر عمدگی سے تحریر کیا ہے کہ پڑھ کر قلب بے اختیار متاثر ہوتا ہے اور نہایت سرور و کیف حاصل ہوتا ہے تشنگان ہدایت کیلئے یہ ایک چشمہ شیریں ہے۔ جس کا آب مصفا سیراب ہونے والوں کے دلوں سے ہر قسم کے میل دھوڈالتا ہے۔ اس کتاب کا بھی فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ بات دُرست ہے کہ ان مواعظ وارشادات کو کتاب میں پڑھنے سے وہ لذت حاصل نہیں ہوسکتی جو سامعین و حاضرین مجلس کو دہن شیخ سے سن کر حاصل ہوا کرتی تھی۔ لیکن چونکہ کلمات اور الفاظ وہی ہیں جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا کرتے تھے اس لئے جتنا لطف آج بھی ان میں چھپا ہوا ہے وہ متفرق کتابوں یا دوسروں کی تصانیف کے پڑھنے سے نہیں آسکتا۔

اس کتاب کے الفاظ میں اتنی تاثیر ہے کہ آج بھی اگر کوئی سچے دل سے سلوک قادریہ پر گامزن ہونا چاہئے تو وہ اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کا باطن کھلنے کی اُمید ہوسکتی ہے۔

٤...... مکتوبات محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ کتاب آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ زندگی بھر اپنے ملنے والوں کو لکھتے رہے۔ ان خطوط کو آپ کے وصال کے بعد کتابی صورت میں اکٹھا کرلیا گیا ان خطوط میں معرفت اور طریقت کے اسرار و رموز ہیں۔ ایسے ایسے لطیف نکات ہیں کہ انسان بے اختیار سر دھننے لگتا ہے۔ مکتوبات کے پیرائے میں آپ نے علم وعرفان کے وہ موتی بکھیرے ہیں کہ طبیعت انہیں چنتے چنتے سیر نہیں ہوتی۔

٥...... سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

اس کتاب میں مقامات تصوف اور منازل سلوک بیان کی گئی ہیں یہ کتاب عربی میں ہے اور عرصہ سے نایاب تھی مگر اولادِ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں سے صاحب علم حضرات نے اسے چھپوا کر پھیلا دیا ہے اور اسکا اردو ترجمہ بھی ہوگیا ہے۔ یہ کتاب بے حد مفید ہے اور خواص صوفیاء اور قادری سالکان کیلئے نادر تحفہ ہے۔

ذکر نفی اثبات

منجملہ ذکر جہری کے نفی اثبات بھی ہے جسے مشائخ قادر یہ اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر بطور نماز روبقبلہ بیٹھے اپنی آنکھیں بند کرے اور دم روک کر لفظ لا کو ناف سے اٹھاتا ہوا دائیں کندھے سے لے جا کر پس پشت ڈال دے تا کہ تحت، امام اور عقب طے ہوجائے پھر وہاں سے إلٰــــہ کو دماغ تک پہنچا کر خود دائیں طرف مخاطب ہوجائے اور خیال کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈال دیا ہے سب کچھ فانی ہوگیا ہے یہاں تک کہ فوق اور یمین بھی طے ہوگیا ہے پھر اِلَّا اللّٰہ کو دائیں طرف سے بائیں طرف قلب پر لے جا کر بشدومد ضرب کرے کہ لیسار بھی طے ہوجائے اور خیال کرے کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہوگیا ہے اب فقط اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے۔

واضح رہے کہ ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے اور ان کے مکانات کی مراعات میں سر اور راز یہ مضمر ہے کہ انسان مخلوق ہے آوازوں پر کان دھرنا، نغمات کو سننا، جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونا اور باتوں اور خطرات کا اس کے قلب میں گھومنا وغیرہ اس کی جبلت اور سرشت میں داخل ہے تو علمائے طریقت نے اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کو روک دینے اور خطرات بیرونی کو آنے سے باز رکھنے کا یہ طریقہ نکالا تا کہ اس کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی ٹوٹ کر اس کا دھیان صرف اللہ پاک ہی سے لگ جائے۔

اس طرح پیشوایان طریقت نے اذکار مخصوصہ کے واسطے جلسات وہیات ایجاد کیے ہیں جنہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے صافی الذہن مرد اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے۔

بعض صورت میں کسر نفسی ہے بعض جلسہ میں خشوع وخضوع ہے بعض میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعض میں نشاط ہے اور یہی سر نماز کے قومہ، جلسہ، رکوع، سجود اور قیام وقعود وغیرہ میں ہے اور اسی بھید کی وجہ سے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کولہے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونے سے منع فرمایا ہے کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اس واسطے کی اکثر ہیات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے جو سرگرمی عبادت کا منافی ہے۔

ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے امور کو جواذکار مخصوصہ میں خاص صفت کیلئے ایجاد کئے گئے ہیں مخالف شرع یا داخل بدعات سیہ نہ سمجھنا چاہئے۔

اہل سلوک کو چاہئے کہ مجتمع ہو کر نماز فجر یا عصر کے بعد حلقہ کر کے ذکر الٰہی کریں۔ اجتماع میں جو فوائد ہیں وہ تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے۔

٦...... رسالہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ رسالہ بھی غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں آپ نے ان الہامات کو قلمبند کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وارد ہوئے۔ ہر الہام اسرار و رموز پر مبنی ہے۔ اہل طریقت کیلئے یہ رسالہ ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ اس رسالے کے مطالعے سے حقیقت کی طرف بہت جلد رہنمائی ہوتی ہے بشرطیکہ وہ راہ حقیقت کا سچا طالب ہو۔

۷...... جلاء الخواطر

جلاء الخواطر من کلام شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ۴۵ مجالس کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو جمعہ ۹ رجب ۵۴۶ھ سے شروع ہوئے اور ۱۴ رمضان ۵۴۶ھ کو ختم ہوئے حضرت شیخ کے ان مواعظ کو آپ کے فرزند شیخ عبدالرزق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دست مبارک سے لکھا۔ عرصہ دراز تک جلاء الخواطر قلمی مخطوطہ رہا مگر اب عربی اور اردو میں چھپ گیا ہے۔ یہ مواعظ بھی بالکل فتح ربانی کی طرح ہیں ان تقریروں میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیک اور صالح بننے کیلئے بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ مولوی محمد عبدالحکیم طفلی نے کیا ہے۔ جسے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے بسعی شفقت جیلانی خان مکتبہ نبویہ لاہور سے شائع کیا۔

نیز آپ نے چودہ قصائد بھی اپنی یادگار میں چھوڑے ہیں جن میں قصیدۂ غوثیہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ہے۔ یہ قصائد نہایت فصیح و بلیغ اور پر تاثیر ہیں اور ان کے پڑھنے سے عجیب فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے نو قصائد اصل عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ کتاب مظہر جمال مصطفائی مترجم صوفی سیّد نصیرالدین قادری میں شائع ہو چکے ہیں۔

۸...... متفرق کتاب

مندرجہ ذیل بالا تصانیف کے علاوہ السبوع شریف اور درود کبریت احمر اور دررد اکسیر اعظم بھی آپ کی تصانیف ہیں۔ سبوع شریف ہفتہ بھر کے تمام ایام کے وظیفہ ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی ایک مناجات ہے جو تین اشعار پر مشتمل ہے اور چہل کاف کے نام سے مشہور ہے۔ دنیائے علم و ادب میں اس کا نہایت بلند درجہ ہے۔

ذکر خفی

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے تو اس کو ذکر خفی کا حکم دیا جائے اس ذکر جلی کے اثر سے یہ مراد ہے کہ قلب میں تحریک ذوق وشوق پیدا ہو اور خدا کے نام سے دل میں اطمینان تسلی، تسکین، چین اور راحت حاصل ہو، وسواس دور ہو جائے اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسوائے پر مقدم رکھے۔

جو شخص دو ماہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ تک مذکورہ شرائط کے ساتھ فی یوم چار ہزار بار اسم ذات کے ذکر پر مداومت کرے تو ان شاء اللہ وہ اپنے قلب میں ضرور یہ اثر مشاہدہ کرے گا اور نور اور سرور اور طمانیت پائے گا خواہ ذاکر کیسا ہی کم فہم کیوں نہ ہو۔

پہلا ذکر اذکار خفیہ میں سے اسم ذات ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کہہ کر ناف سے سینہ تک چڑھے پھر اپنے تصوّر میں اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کہہ کر سینہ سے دماغ تک پہنچے پھر وہاں سے اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کہتا ہوا عرش سے دماغ پر اترے اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر اترے اور پھر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اترے اور اسی طرح پھر بار بار کہتا رہے اس طریقہ کے بعض لوگ اس میں اَللّٰہُ قَدِیْرٌ کو بھی زیادہ کرتے ہیں اگر اَللّٰہُ قَدِیْر اضافہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہنچے اور چوتھی بار عرش تک۔

پاس انفاس

اذکار خفیہ میں سے دوسرا ذکر نفی واثبات ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر بیدار، ہوشیار اور اپنے حال پر آگاہ رہے جب دم بخود باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی لا اِلٰہ کا تصور کر کے خیال کرے کہ میں نے جملہ ماسوی اللہ کو اپنے جسم سے نکال دیا ہے اور بذریعہ لا نفی کرتا ہوں۔

پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادہ اور قصد کے اندر جائے تو لفظ الا اللہ کہتا ہوا قلب پر پہنچے اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیاء فنا ہو گئی ہیں اور لفظ اللہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے۔

بزرگان طریقت نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور خطرات و وسواس کے دفعہ کرنے میں اس کا بڑا اثر ہے۔

اذکار سلسلہ قادریہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیشمار لوگوں کو اپنی راہنمائی میں منازل سلوک طے کروائیں اور ان کی تربیت جن اذکار اور طریقہ سے ہوئی وہ طریقت قادریہ کہلائی اور جو شخص اس طریقت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے وہ بہت جلد روحانی منازل کے حصول کی طرف گامزن ہو جاتا ہے اور اس طریقت میں فیض بہت زیادہ ہے اس طریقت کی بنیاد اتباع شریعت کیساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ کے فیض سے جس نے بھی اکتساب کیا اس نے اسی طریقہ سے کیا اس لحاظ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں نسبت بڑی تاثیر انگیز ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کا طریقہ تربیت اور ذکر حسب ذیل ہے:۔

ذکر اسم ذات

سلسلہ قادریہ کا پہلا ذکر اسم ذات بالجبر ہے یعنی لفظ اللہ کا بلند آواز سے ذکر کرنا ہے۔ ذکر جہر اعتدال میں رہنا چاہیے آواز نہ زیادہ بلند ہو نہ زیادہ ہلکی ہو۔ بلکہ درمیانی ہو ذکر جہری انسان کو ذکر کا عادی بنانے کیلئے کیا جاتا ہے۔

ذکر جہری کی کئی قسمیں ہیں خواہ ایک ضربی ہو یا دو ضربی یا سہ ضربی یا چہار ضربی۔

ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دوزانو بیٹھ کر سانس کو ناف تلے بند کرے اور لفظ اللہ کو شد و مد اور جہر کے ساتھ ناف سے اٹھا کر قلب پر ضرب لائے پھر سانس ٹھکانے آنے تک ٹھہر جائے اور اس طرح بار بار ذکر کرے۔

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر دوزانو بیٹھ کر سانس بدستور سابق روکے اور اللہ کو با آواز بلند زور دار قوت سے اٹھا کر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری قلب پر لگائے اور اسی طرح بار بار فصل کرے۔

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چارزانو بیٹھے اور ایک بار دائیں زانو پر اور دوسری بار بائیں زانو اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے، تیسری ضرب سخت اور بلند تر ہونی چاہیے۔

چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر چارزانو بیٹھے، پھر تین ضرب مذکورہ سہ ضربی کی مانند لگائے، چوتھی ضرب شد و مد اپنے روبرو زمین پر مارے۔

مراقبہ

پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو، تو اسے مراقبہ کرنے کا حکم دیا جائے ذکر خفی کے اثر سے مراد شوق محبت الٰہی کا غلبہ، اس کی طلب میں ہمت کا جم جانا سکوت میں حلاوت پانا اور اشغال و امور دنیوی سے تنفر ہو جانا وغیرہ ہے۔

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالیٰ کے نام پاک کو زبان تصور سے پڑھے پھر اس کے معنی کی طرف متوجہ ہو کر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جائے کہ ماسوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے...... اسے مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ حضور حق تعالیٰ یہ ہے کہ سالک زبان سے کہے یا جناں میں خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور معیت اور ساتھ ہی اس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے پاک ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے یہاں تک کہ تصور جم جائے کہ اس میں مستغرق ہو جائے۔

طریقہ معیت

یا اس آیت کا تصور کرے وھو معکم اینما کنتم یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور اس کیساتھ ہونے کو قیام، قعود، خلوت وجلوت اور شغل و بیکاری میں دھیان کرے۔

اقسام مراقبہ قرآنیہ

یا یہ آیت پڑھے...... اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر تم متوجہ ہو وہاں اللہ کی ذات ہے۔

یا یہ آیت پڑھے...... الم یعلم بان اللہ یری کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

یا اس آیت کا مراقبہ کرے...... نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم انسان کی رگ گردن سے بھی قریب ہیں۔

یا اس آیت کا تصور کرے...... واللہ بکل شئ محیط اللہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

یا اس آیت کا دھیان کرے...... ان ربی معی سیھدین یقیناً میرا اللہ میرے ساتھ ہے وہ مجھے ہدایت کرے گا۔

یا اس آیت کا مراقبہ کرے...... ھو الاوّل والاخر والظاھر والباطن اللہ تعالیٰ اوّل ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل کا تعلق ہونے کے واسطے از حد مفید ہیں۔

وظائف غوثیہ

حضرت شیخ وجیہہ الدین بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اوراد و وظائف اور ان کی تاثیر کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اعمال و وظائف کی تاثیر برحق ہے مگر وظیفہ پڑھنے والے میں اعلیٰ درجہ کا ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالقدر کا ہونا ضروری ہے اس کے علاوہ وہ عامل کو شرک سے مبرا ہونا چاہئے رزق حلال کمانا چاہئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنی چاہئے عبادت کا خاص خیال رکھنا چاہئے اکثر باوضو رہنا چاہئے ظاہری اور باطنی طہارت کی پابندی بھی ضروری ہے پانچوں وقت کی نماز کی پابندی سے بھی وظائف کی تاثیر بڑھ جاتی ہے اس کے علاوہ تہجد کی نماز کا اہتمام بھی ضروری ہے اوراد و وظائف پڑھتے وقت خشوع و خضوع بھی قائم رکھنا چاہئے تاکہ رقت قلب پیدا ہو اور عمل بارگاہِ ربّ العزت میں درجہ قبولیت پا جائے عمل شروع کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کرنا بھی ضروری ہے حرام سے اجتناب کرنا چاہئے اگر پڑھنے والے میں مسکین نوازی، ایثار، صبر اور صداقت کی خوبیاں بھی پیدا ہو جائیں تو اس کیلئے بہت بہتر ہوگا بہرحال حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ شرائط پر وظیفہ پڑھنے سے پہلے عمل کر لینا بہت اچھا ہے۔ (مناقب طیب)

حضرت جعفر بن سعید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ ربیع الاوّل ۵۴۱ھ میں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں جب میں حاضر ہوا تو آپ کی زندگی کا یہ دور وہ دور تھا کہ آپ خدمت خلق میں مصروف تھے آپ کی ذات اقدس کو آسمان عظمت کے ستاروں میں مہر درخشاں کی حیثیت حاصل تھی قطبیت کبریٰ کا مرتبہ آپ کو حاصل ہو چکا تھا آپ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ ہدایت پر لا رہے تھے میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے ایسا عمل بتادیں جو میرے لئے دین و دنیا میں بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو صبر کا عادی بنالے، توحید سے محبت کر، ہمیشہ پاک و طاہر رہ، نماز تہجد سے غافل نہ ہو، عبادت میں خشوع و خضوع پیدا کر، صدقہ و خیرات میں تاخیر نہ کر، قرآن پاک اور سنت پر عمل کر، حرام سے اجتناب کر، ذکرِ الٰہی سے محبت، ادبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کا مقصد بنالے، صداقت اور ریاضت سے کام لے...... اس کے بعد تیرا ہر عمل بڑا موثر ہو جائے گا۔

مراقبہ فنا

وہ مراقبہ جو قطع علائق، تجرد تام، سکر محو، بیہوشی اور فنا کیلئے مفید ہے اور اس آیت کا مراقبہ ہے...... کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام جو کچھ زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی صرف تیرے ربّ کی ذات رہے گی جو بڑائی اور بزرگی والا ہے۔

حضرات قادریہ کے درمیان اس مراقبہ فنا کا اکثر معمول ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو تصور کرے کہ مر کر فنا ہو گیا ہے اور ایسی راکھ ہو گیا ہے جسے ہوائیں اڑاتی ہیں ہر شے کی ترکیب اور شکل مٹ گئی ہے اور ایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ اس نے پرزے پرزے اڑا کر تمام عالم کو نیست و نابود کر دیا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی باقی نہیں رہا اس تصور پر دیر تک قائم رہے شغل فنا بخوبی حاصل ہوگا۔

مراقبہ نیستی

اس طریقہ مذکورہ ذیل کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے یہ آیت یہ ہے...... ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم ۔ اینما تکونوا ایدرککم الموت و لو کنتم فی بروج مشیدہ یقیناً جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ملنے والی ہے جہاں کہیں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم اونچے اور مضبوط برجوں میں ہو گے۔

توحید افعالی

جس طالب میں مراقبہ کا اثر ظاہر ہو جائے اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اسے توحید افعالی کا امر کیا جائے توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا تعالیٰ کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمر کی طرف سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے اور نہ توقع...... جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا......

دریں نوع از شرک پوشیدہ ہست   کہ زیدم بیاز رد و عمر دم نخست

آئندہ حالات کا معلوم کرنا

آئندہ حالات کے کشف کیلئے چاہئے کہ طالب اچھی طرح غسل کرے پاکیزہ کپڑے پہنے، خوشبو لگائے اور خلوت میں مصلی پر بیٹھے پھر حق تعالیٰ سے بہ سعی تمام دعا کرے کہ فلاں واقعہ کو مجھ پر ظاہر کر دے۔

پھر اس ذات یا علیم یا مبین یا خبیر اسمائے ثلاثہ کا ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ یک ضربی طریق یا سہ ضربی طریق میں بیان ہوا ہے باضرب ذکر کرے یہاں تک کہ اپنے قلب میں کشائش اور نور کو پائے اور سات دن تک اس پر مداومت کرے ان شاء اللہ اس پر کشف حال ہوگا۔

کشف ارواح

مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریق کشف ارواح کیلیے مجرب ہے کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ داہنی طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں طرف قدس کی اور آسمان میں رب الملائکۃ اور دل میں والروح کی۔

حاجت روائی کیلئے

حل مشکلات کیلیے یہ طریقہ ہے کہ رات کو شرائط مذکورہ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر ممکن ہو، پھر دائیں طرف کی ضرب لگائے اور بائیں طرف یاوہاب کی۔ اسی طرح ہزار بار کرے۔

انشراح خاطر

انشراح خاطر کا یہ طریقہ ہے کہ حبس نفس اللہ کی ضرب دل پر لگائے پھر لا الہ ناف سے پس پشت لے جا کر دماغ پر چھوڑ دے پھر دائیں طرف الا کہے پھر بائیں طرف قلب پر ہو کی ضرب دے پھر الحی کی ضرب دائیں طرف اور القیوم کی ضرب بائیں طرف لگائے۔

دفع امراض

جب شفائے مریض، بھوک کو دفع کرنے، کشائش رزق، یا مغلوبی دشمن منظور ہو تو حسب مراد اسمائے حسنہ میں سے کوئی اسم لے کر باقاعدہ دو ضرب، سہ ضرب یا چہار ضرب کا ذکر کرے مثلاً شفائے مریض کیلیے یا شافی...... کشائش رزق کیلیے یا رزاق ...... بھوک دفع کرنے کیلیے یا صمد...... اور مغلوبی دشمن کیلیے یا قادر کہے۔

اسی طرح اسمائے حسنٰی کو اپنے مطلب کے موافق مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ذکر کرے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اعمال مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱...... صلوٰۃ غوثیہ اور فریاد رسی

ابوالمعالی کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ شیخ ابوالحسن علی جناز سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزازی کی زبانی سنا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سیّدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد رسی چاہتا ہے وہ مصیبت اس سے ہٹالی جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے اس کی وہ حاجت پوری کردی جاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے...... ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور آپ کا ذکر کرے اس کے بعد عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت طلب کرے تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کی وہ حاجت پوری کردی جائے گی۔

۲...... استخارہ غوثیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استخارہ کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار یہ دُرود شریف پڑھیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ اَجْمَعِیْنَ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاهُ ط

اس کے بعد یہ کلمات ایک ایک سو بار پڑھیں:۔

یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ   یَا بَشِیْرُ بَشِّرْنِیْ
یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ   یَا مُبِیْنُ بَیِّنْ لِیْ

اس کے بعد سو جائیں اِن شاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشاء بستر پر لیٹ کر ایک ہزار مرتبہ یَا ھَادِیْ یَا رَشِیْدُ یَا خَبِیْرُ کا وِرد کرے اور پھر کسی سے کوئی بات کئے بغیر سو جائے اِن شاء اللہ خواب میں جواب مل جائے گا اگر نہ ملے تو دوسری رات پھر یہ عمل کرے، دوسری رات بھی جواب نہ ملے تو تیسری شب پھر یہ عمل کرے اِن شاء اللہ ضرور جواب ملے گا۔

صلوٰۃ اسباع الایام یا عمل بلندی درجات

بلند درجات اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کیلئے صلوٰۃ اسباع الایام کا پڑھنا انتہائی مفید ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ زوال کے بعد وضو کرکے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھیں اور دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص ایک ایک بار پڑھ کر سو بار یَا قَهَّار اور سو بار یَا رَافِعُ کا وِرد کریں۔سلام پھیرنے کے بعد خشوع وخضوع کیساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کی حمایت اور نصرت کیلئے دعا مانگیں۔

عمل برائے زیارت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اگر کسی شخص کو جناب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا اشتیاق ہو تو وہ آدھی رات کے وقت اٹھ کر غسل کرے اور برہنہ سر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز نفل بہ نیت کشف الروح اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھے۔سلام پھیرنے کے بعد جائے نماز پر کھڑا ہو جائے اور اپنے دل میں سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصوّر کرکے دو سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:۔

یَا مِفْزَاں سَیِّد مُحی الدِّین اَحْضَرُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ

پھر کسی سے بات کئے بغیر سو جائے، اِن شاء اللہ خواب میں سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اگر پہلے دن گوہر مقصود حاصل نہ ہو تو تین دن تک یہ عمل کرے اِن شاء اللہ مراد برآئے گی۔

عمل فاتحہ

خیر و برکت، آسودہ حالی، کشائش رزق اور حصول روزگار کیلئے یہ عمل عجیب وغریب اثرات کا حامل ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح کی سنتوں کے بعد فرضوں سے پہلے سورۂ فاتحہ وصل میم کے ساتھ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ نماز کے بعد خشوع وخضوع سے حصول مقصد کیلئے دعا مانگیں ان شاءاللہ بگڑے کام سنور جائیں گے۔

عمل آسودہ حالی

نماز فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان یہ کلمات روزانہ سو بار پڑھے:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

ان شاءاللہ زندگی میں آسودہ حالی اور راحت نصیب ہوگی۔

عمل کشائش رزق

فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد اور فرض ادا کرنے سے پہلے اس دعا کا روزانہ سو بار ورد کرے:۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ رِزْقاً كَثِيْراً يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ کثیر رزق عطا فرمائے گا۔

عمل غوثیہ

یہ عمل کشائش رزق، دفع بلا، ازالہ سحر، ادائیگی قرض، ترقی علم، حصول زہد وتوکل، مصائب آسمانی وارضی اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے نہایت عجیب الاثر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ يَا رَبِّیْ اَطْلُبُ رَحْمَتِكَ وَ اَلْتَمِسُ رِضْوَانَكَ

اَللّٰهُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اپنی آرزو بارگاہِ ربّ العزت میں پیش کرے، بہت جلد اثر ظاہر ہوگا۔

چہل کاف

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین عربی اشعار ہیں جنہیں چہل کاف کہا جاتا ہے کیونکہ ان اشعار میں آپ نے لفظ کاف کو چالیس مرتبہ استعمال کیا ہے۔ آپ نے یہ عربی اشعار مناجات کے طور پر اپنے دل کو مخاطب کر کے کہے ہیں۔ ان فصیح و بلیغ اشعار میں نور معرفت جھلکتا ہے اور یہ آپ کے شاعرانہ کمالات کا مظہر اتم ہیں۔ یہ اشعار نہایت اعلیٰ و ارفع عربی زبان میں ہیں اور عوام الناس کو ان کے سمجھنے حتیٰ کہ پڑھنے میں بھی سخت دقت محسوس ہوتی ہے۔ انہیں سمجھنے کیلئے یہ اشعار معہ ترجمہ پیش خدمت ہیں:۔

(۱) كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةٍ   كِفْكَا فُهَا كَكَمِيْنَ كَانَ مِنْ لَكَكِ

اے عبدالقادر! تیرے ربّ نے بہت ہی اتفاقیہ مصیبتوں میں تیری کفایت کی اور اب بھی وہ ایسی مصیبتوں میں تیری کفایت کرتا ہے اور ان کی مثال یوں ہے جیسے کہ کوئی لشکر جرار سے بچ نکلے۔

یعنی اس شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اے میرے دل اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت سے خطروں اور وسوسوں سے محفوظ فرمایا ہے اور آئندہ بھی تیری حفاظت کر رہا ہے اور مطمئن مت ہو۔ یہ تو ایسا ہے جیسے کہ ایک بھاری لشکر چھپ کر گھات لگائے ہوئے ہو کہ کب تجھے غافل پا کر دوبارہ حملہ آور ہو۔

(۲) تُكِرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِيْ كَبَدٍ   تَحْكِيْ مُشَكْشَكَةٍ كَلَكْلُكِ لَكَكِ

یہ مصائب بار بار آجاتے ہیں۔ وہ ایک مضبوط رسی کی لڑیوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ یکجا ہیں۔
پھر یہ مصائب ایک ایسے نیزہ بردار لشکر کے مشابہ ہیں جو ایک موٹے اور سخت گوشت والے اونٹ کی مانند ہو۔

یعنی راہ معرفت کے خطرات بہت سے ہیں پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہیں یعنی ایک ختم ہوتا ہے تو دوسرا سامنے آجاتا ہے اور ان کی مضبوطی ایک موٹے تندرست اونٹ کی مانند ہے)۔ مقصد یہ ہے کہ راہ حق کے خطرے بہت قوی ہیں انہیں اللہ کی مدد اور کرم سے دور کیا جاسکتا ہے۔

(۳) كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهٗ   يَا كَوْكَبًا كَانَ تَحْكِيْ كَوْكَبَ الْفَلَكِ

اے میرے دل! اللہ تعالیٰ نے میری علم کے مطابق تمام مصیبتوں سے مجھے چھٹکارا دیا جن کا مجھ سے واسطہ پڑا۔
اے ستارے تو ثبات بقا اور روشنی میں آسمانی ستارے کی مانند ہے۔

یعنی اے میرے دل! جسے میں آسمانی ستارہ کی مانند سمجھتا ہوں، خدا تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے جو مجھ پر نازل ہوئیں محفوظ رکھا (یا آئندہ پریشانیوں سے اور مصیبتوں سے نجات دے اور ان سے تیری حفاظت کرے)

اور باموکل چہل کاف اس صورت سے ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كَفَاكَ رَبُّكَ يَا جَنْتَائِيلُ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةٍ يَا ذُو لَائِيلُ كِفْكَا فُهَا كَكَمِينَ يَا جِبْرَائِيلَ كَانَ مِنْ كَلَكَ يَا كَنْكَائِيلُ تُكِرُّ كَرًّا كَكَرًّا لُكَرِّيَا نَعْمَائِيلُ فِي كَبَدٍ تَحْكِي مُشَكْشَكَةٍ يَا كَلْكَائِيلُ كَلَكُلُكِ كَلَكَ يَا هَمْرَائِيلُ كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهٗ يَا عِزْرَائِيلُ يَا كَوْكَبًا كَانَ تَحْكِي يَا دَرْدَائِيلُ يَا كَوْكَبَ الْفُلْكِ يَا مِيكَائِيلُ

زکوٰۃ کا پہلا طریقہ

چہل کاف کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل تین روز روزہ رکھے۔ بدھ، جمعرات جمعہ اور ترک حیوانات جمالی کرے اور شام کو دودھ چاول سے روزہ افطار کرے اور روزانہ ایک فقیر کو دودھ چاول پیٹ بھر کر کھلائے اور روزانہ ایصال ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس کو کرے اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو صبح کی نماز کے بعد بکنارہ دریا جا کر اوّل وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اور چہل کاف کو گیارہ سو مرتبہ پڑھے بعدہ صبح شام گیارہ گیارہ مرتبہ کا ورد رکھے۔

زکوٰۃ ادا ہوگئی اور عمل ہوگیا......اگر کسی کو آسیب، جن، دیو خبیث ایذا دیتا ہو، تو سات مرتبہ سرسوں کے تیل پر پڑھ کر دم کرے اور آسیب زدہ کے دونوں کانوں میں ڈال کر شہادت کی انگلیوں سے کان کے سوراخ بند کرے تاکہ تیل باہر نہ نکلے اور کچھ تیل بدن پر بھی ملے، ان شاء اللہ آسیب کے جلنے کی بو آئے گی اور بلکل جل جائے گا اور فریاد بھی کرے گا...... یہ طریقہ آسیب و جنات کے بارے میں سریع النفع ہے۔

چہل کاف کی زکوٰۃ کا دوسرا طریقہ

چہل کاف کی زکوٰۃ کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں بروز پنج شنبہ بعد نماز فجر غسل کرے اور روزہ رکھے اور کپڑے بغیر سلے ہوئے پہنے دو رکعت نماز نفل پڑھے اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھے اور ایصال ثواب ختم خواجگان قادریہ چشتیہ پڑھے اور ایک ہزار ایک مرتبہ چہل کاف پڑھے اور سوا سیر گندم کے آٹے کی میٹھی روٹی بنائے اور چار فقیروں کو کھلائے اور شام کو خود روزہ افطار کرے اور پنج شنبہ سے دوشنبہ تک پڑھے۔ ہر روز افطار کے بعد ایک سو سات مرتبہ پڑھے۔ یہ زکوٰۃ پانچ روز کی ہے صبح کو ایک ہزار ایک مرتبہ اور شام کو ایک سو سات مرتبہ پڑھے، زکوٰۃ ادا ہوگی اور عمل مکمل ہوگا...... یہ عمل اضافہ رزق کیلئے لاجواب ہے۔

چہل کاف کی زکوٰۃ کا تیسرا طریقہ

اوّل بدھ جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے اور گیارہ سو گیارہ مرتبہ ایک جلسہ میں پڑھے۔ اوّل وآخر دُرود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور حرز شریف ایک ایک مرتبہ پڑھے یعنی پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے ایک مرتبہ حرز شریف پڑھے۔ پھر گیارہ گیارہ مرتبہ چہل کاف پڑھے پھر ایک مرتبہ حرز شریف پھر گیارہ مرتبہ درود شریف، پھر ایک مرتبہ حرز شریف پڑھے پھر گیارہ مرتبہ درود شریف، اسی طرح تین روز پڑھے اور ختم خواجگان روز پڑھتا رہے اور روز ہی دودھ کی کھیر بنائے اور ایک فقیر کو کھلائے اور آدھی سے خود روزہ افطار کرے اور طلوع آفتاب کے بعد دریا کے کنارے پر پڑھے، زکوٰۃ ادا ہو گی عمل مکمل ہو گا...... حرز شریف یہ ہے:۔

عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ يَا حُزُوْرَائِيْلَ بِحَقِّ الْكَافِ اَجِبْ دَعْوَتِيْ وَ سَخِّرْلِيْ فِيْ قَضَآءِ حَاجَتِيْ

وَ حُصُوْلِيْ وَ مُرَادِيْ بِلَا مُكْثٍ وَ مُهْلَتٍ اَلْفَ قُلُوْبَنَا بَيْنَ قُلُوْبِ الْعَافِيَةَ

فوائد چھل کاف

چھل کاف کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱......برائے آسیب زدہ سرسوں کے تیل پر چالیس مرتبہ پڑھ کر مالش کرادیں تو آسیب دفع ہوگا۔

۲......اگر کسی کے دردسر کہنہ ہوجائے اور کسی علاج سے نہ جاتا ہوتو ماہ صفر المظفر کے آخری چہارشنبہ کو چھل کاف لکھ کر باندھیں درد اِن شاء اللہ دور ہوگا۔

۳......اگر کسی کو درد چشم ہوتو گلاب کے پھول پر سات مرتبہ پڑھ کردم کر کے آنکھوں پر ملے، اِن شاء اللہ درد فوراً دور ہوجائے گا۔

٤......اگر چھل کاف کو لکھ کر دانتوں میں دبائے اور ایک سوایک مرتبہ پڑھے اور مشتبہ آدمیوں کے سامنے رکھے...... جو چور ہوگا اِن شاء اللہ رونے لگے گا اور اقراری ہوگا۔

۵......اگر کسی کے پیٹ میں شدید درد ہوتو سات مرتبہ پڑھ کر نمک پر دم کر کے دردشکم والے کو کھلائے اِن شاء اللہ درد فوراً دور ہوجائیگا۔

٦......اگر کسی کے جوڑوں میں درد ہوتو چھل کاف کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر بازو پر باندھے اِن شاء اللہ دفع ہوگا۔

۷......اگر کسی شخص کو بواسیر خونی یا بادی ہوتو چھل کافی بلی کی کھال پر لکھ کر گلے میں باندھے اور سات عدد سفید کاغذ پر لکھ کر علی الصبح پلائے اِن شاء اللہ بواسیر خونی یا بادی دور ہوگی۔

۸......اگر کسی شخص کو کوئی دشمن ایذا پہنچاتا ہو اور باز نہ آتا ہوتو شب دوشنبہ چالیس بار پڑھ کر دشمن کے گھر کی طرف دم کرے، اِن شاء اللہ دشمن ایذا رسانی سے باز آئے گا۔

۹......اگر کسی شخص کا کوئی دشمن ہو اور اس کو دشمنی سے روکنا مقصود ہوتو درمیان عصر ومغرب کے بروز سہ شنبہ ستر مرتبہ پڑھے قبرستان میں بیٹھ کر اور پرانی قبر کی مٹی پر دم کر کے دشمن کے مکان میں ڈالے، انواع واقسام کی مصیبتوں میں مبتلا ہوجائے گا اور دشمنی ترک کردے گا۔

۱۰......اگر کوئی شخص کسی کی زبان بدگو بند کرنا چاہے تو چھل کاف کو ستر مرتبہ نمک پر پڑھ کر دشمن کے گھر میں ڈالے، اِن شاء اللہ زبان بدگوئی سے بدن ہوگی۔

۱۱......اگر کوئی شخص قیدی کو آزاد کرانا چاہے تو روٹی پر چھل کاف لکھ کر ایک ہفتہ کھلائے تو قیدی اِن شاء اللہ آزاد ہوگا۔

۱۲......اگر کوئی شخص اپنے مطلوب کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو مشک زعفران سے لکھ کر مطلوب کے راستہ میں دفن کرے اِن شاء اللہ مطلوب بے چین و بے قرار ہوکر حاضر ہوگا۔

۱۳......اگر کسی امیدوار اولاد عورت کو چھوہارہ پر دم کر کے ایام سے پاک ہونے کے بعد کھلائے۔ تین ماہ تک اکیس چھوہارے ہر مرتبہ اور ہر چھوہارہ پر سات مرتبہ پڑھ کردم کر کے کھلائے اِن شاء اللہ با اولاد ہوگی۔

١٤......اگر کسی کو مرگی کے دورے پڑتے ہوں تو پیپل کے پتے پر لکھ کر مصروع کے بدن پر ملیں تو اِن شاء اللہ فوراً آرام وسکون ہوگا۔

۱۵......اگر کوئی عورت بدکار ہوتو گلاب کے پھول پر سات مرتبہ پڑھ کردم کرے اور سنگھائے۔ چند بار کے عمل سے اِن شاء اللہ بدکاری سے باز آجائے گی۔

عمل برائے زیارت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اگر کسی کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو تو وہ دوشنبہ کی رات کو پاک صاف ہو کر نیا لباس پہنے، خوشبو لگائے اور نماز عشاء کے بعد پوری یکسوئی سے مدینۂ منورہ کی طرف توجہ کرے اور صدق دل سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرے کہ اے سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جمال اقدس کی زیارت نصیب کرے اس کے ساتھ ہی نہایت سوز و دردمندی کیساتھ یہ دُرود شریف پڑھے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاہُ ط

اس کے بعد سو جائے اِن شاء اللہ خواب میں حضور رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی۔

مراقبہ توحید یا عمل استقامت

نماز تہجد کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد ان کلمات کا سو بار ورد کرے:۔ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اس عمل سے قلب نور معرفت سے لبریز ہو جاتا ہے اور سوائے اللہ کے دل میں کسی کا خوف نہیں رہتا۔

پریشانیوں سے نجات

آپکا ارشاد پاک ہے کہ کوئی شخص پریشانیوں میں گھر جائے تو وہ پاک صاف ہو کر اول سورۂ فاتحہ سات بار، پھر درود شریف گیارہ بار اور پھر سورۂ الم نشرح سات بار، پھر سورۂ اخلاص سات بار پھر دُرود شریف گیارہ بار اور پھر سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھے:۔

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ وَ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ وَ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ

وَ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ وَ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

اس کے بعد سرور کونین، جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے توسل سے بارگاہ خداوندی میں پریشانیوں سے نجات کیلئے التجا کرے اِن شاء اللہ اس کی آرزو پوری ہو گی۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفہ دوم ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مختصر تمنا رکھنے والے اور کثیر عمل کرنے والے ہیں۔ جن کو نہ تو کبھی لغزش عارض ہو سکتی ہے اور نہ کبھی تنگدلی لاحق ہو سکتی ہے جن کو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے منتخب کیا گیا۔ جنہوں نے سیدھا راستہ اختیار کیا اور جن کی رائے کے مطابق قرآنی احکام نازل ہوئے۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفہ سوم ذی النورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو عشرہ مبشرہ کے فرد ہیں۔ انہوں نے غزوہ تبوک میں کثیر فوجی سامان مہیا کیا۔ جن کا ایمان بہت مستحکم تھا۔ جنہوں نے قرآن کی ترتیب و اشاعت فرمائی۔ جنہوں نے بڑے بڑے سرکش شہسواروں کو ختم کر دیا۔ جنہوں نے اپنی امامت و قرأت سے محراب و منبر کو مزین کیا اور جو افضل الشہداء اور اکرم السعداء ہیں جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفہ چہارم حضرت علی ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو شجاع، صالح سردار، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ جو کہ اللہ کی تلوار تھے جو در خیبر کو اکھاڑنے والے تھے جو دشمن کے لشکروں کو تباہ کرنے والے تھے جو کہ دین کے امام اور عالم، شرع کے قاضی اور حاکم اور نماز کا پورا حق ادا کرنے والے، جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا دل و جاں نثار کرتے تھے۔

اے اللہ! راضی ہو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد یعنی سرور کونین کے نواسے سبطین الشہیدین امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور آپ کے عمِ محترم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کل مہاجرین و انصار سے اور ان سے بھی جو تا حشر ان کا اتباع کرتے رہیں۔ الٰہی امام اور اُمت، حاکم اور دوسرے محکوم دونوں کی اصلاح کر، انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک دوسرے کے شر سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو جانتا ہے انہیں معاف کر، تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انہیں چھپا جن باتوں سے تو نے ہم کو منع کیا ہے ان کو کرنے کا ہمیں موقع نہ دے۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے احکام کی پابندی کریں۔ ہم کو اپنا ذکر کرنے کا طریقہ سکھا اور صبر و شکر کی توفیق دے اور اطاعت و عبادت کرنے میں ہمیں خلوص و یقین نصیب کر۔ اے اللہ! اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ۔ تو ہی ہمارا مالک اور حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد فرما۔ (قلائد الجواہر)

خطبہ کے بعد آپ وعظ کا اصل مضمون شروع کر دیتے جو کئی گھنٹے تک جاری رہتا۔ بہر صورت ہر وعظ سے پہلے آپ دعا یا خطبہ ضرور پڑھتے اور وعظ کا خاتمہ بھی بالعموم دعائیہ جملوں سے کرتے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خطبہ وعظ

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے والد جب وعظ کیلئے کھڑے ہوتے پہلے الحمدللہ رب العالمین پڑھتے پھر خاموش ہوجاتے پھر الحمدللہ رب العالمین پڑھتے اور خاموش ہوجاتے پھر الحمدللہ رب العالمین فرماتے اور خاموش ہوجاتے...... اس کے بعد آپ اصل موضوع وعظ سے پہلے یہ خطبہ پڑھتے۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ اس کی تمام مخلوقات، اس کے عرش اس کے کلمات، اس کے منتہائے علم سب کے برابر اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے۔ وہ ظاہر و باطن ہر چیز کا جاننے والا ہے نہایت مہربان اور رحم کرنے ولا ہے ہر شے کا مالک اور پاک اور بے عیب ہے سب سے زیادہ حکمت والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اسی کا ملک ہے اور اسی کے لائق سب تعریفیں ہیں۔ وہ سب کو زندگی عطا کرتا ہے اور وہی سب کو موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے اختیار میں ہے اور بات پر اسے قدرت ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ اس کا کوئی شریک نہ اس کا کوئی وزیر ہے نہ کوئی معاون و مددگار۔ ایک تنہا ذات واحد اور پاک و بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ کوئی اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ جائے اور نہ وہ جوہر ہے کہ حس میں آسکے اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کرسکے۔ وہ اس بات سے بھی پاک و برتر ہے کہ اس کی تخلیق کی ہوئی چیزوں سے اسے تشبیہ یا نسبت دی جائے بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں ہے، وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسکے بندے، اس کے رسول، اس کے حبیب، اس کے خلیل اور اس کی کل مخلوقات سے افضل ہیں۔ اس نے آپکو ہدایت کامل اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ تمام ادیان پر اس کو غالب کردے اگرچہ مشرکین کو یہ ناپسند ہو۔

اے اللہ! راضی ہو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو دین کے بلند ستون ہیں جن کی تائید حق کے ساتھ کی گئی۔ جن کی عرفیت عتیق ہے جو شفیق خلیفہ ہیں۔ جو پاکیزہ نسل سے پیدا ہوئے جن کا نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پیوستہ ہے اور جو حضور علیہ السلام کے ساتھ ابدی آرام فرما رہے ہیں۔

خطبات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مواعظ اور خطبات کا سلسلہ ۵۲۱ ھ میں شروع ہوا اور ۵۶۱ تک جاری رہا۔ اس عرصہ کے دوران آپ نے بے شمار تقاریر کیں۔ آپ کے وعظ بڑے پر اثر ہوتے تھے اس لئے ان خطبات نے لوگوں کے دلوں کی دنیا بدل ڈالی۔ آپ کی روحانی توجہ اور شیریں زبان کی تاثیر نے بیشمار انسانوں کو راہِ حق کی طرف گامزن کردیا۔ کئی لوگوں کو ایمانی استحکام ملا۔ آپ کے وعظوں میں کفروشرک ماند پڑ گیا بدعات اور غلط دینی رسوم کی اصلاح ہوئی اور دین حق میں نوبہار آ گئی۔ آپ کی نورانی محافل کے وعظ آج بھی دل میں تلاش حق کی سچی تڑپ پیدا کرتے ہیں۔ غافل لوگوں کو غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم ملتا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خطبات اور مواعظ بلاشبہ مسلمانوں کیلئے مشعل راہ، ظاہرہ اور باطنی حالات کو سنوارنے کیلئے ایک بیش بہا خزانہ ہیں ان کے ذریعے طالبان حق اور سالکان طریقت کی راہنمائی ہوتی ہے۔ آپ کے یہ خطبات الفتح ربانی کے نام سے علمی دنیا میں آج تک محفوظ ہیں۔ اس کتاب میں آپ کے رفیع الشان خطبات و مواعظ کے مختصر چند نمونے اور اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ کی اصل تقریر عربی میں ہوتی تھی اس لئے ترجمہ اور تلخیص کے پڑھنے سے اصل کا لطف اور نفع تو حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ بعض اوقات نفس مضمون سے زیادہ انداز بیان موثر ہوتا ہے۔ بہر حال ان اقتباسات سے آپ کے مواعظ کی شان اور تاثیر کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

۱ ...... وعظ ﴿ مورخہ ۳ شوال ۱۴۲۵ھ

نزول تقدیر کے وقت حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے توحید کی، موت ہے توکل واخلاص کی، ایمان والا قلب لفظ کیوں اور کس طرح کو نہیں جانتا۔ وہ نہیں جانتا کہ بلکہ کیا ہے۔ اس کا قول تو وہاں ہے (کہ حکم تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون وچرا کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا) نفس کی عادت ہی ہے کہ مخالفت ونزاع کرے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا اور مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجالانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ اے اطمینان والے نفس لوٹ اپنے ربّ کی طرف کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش...... اب اس کا جوش بھی صحیح اور اس کا شر بھی اس سے زائل ہو جاتا ہے اور مخلوقات میں سے کسی شے کے ساتھ بھی وہ لگاؤ نہیں رکھتا اور اس کا نسب اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صحیح بن جاتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے اور بلا خواہش نفس باقی رہ گئے اور آپ کا قلب صاحب سکون تھا (نار نمرودی میں گرنے کے وقت) آپ کے پاس طرح طرح کی مخلوقات آئی اور انہوں نے آپ کی مدد کرنے کیلئے اپنے اپنے نفسوں کو پیش کیا اور آپ فرما رہے تھے تمہاری مدد درکار نہیں۔ وہ میرے حال سے واقف ہے اور اس لئے مجھے سوال کی بھی حاجت نہیں۔ جب شان تسلیم وتوکل صحیح ہوئی تو آگ سے کہہ دیا گیا کہ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم (علیہ السلام) پر......

جو شخص حق تعالیٰ کیساتھ اس کی قدر پر راضی بن کر صبر اختیار کرتا ہے اس کیلئے دنیا میں خدا کی بیشمار مدد ہے اور آخرت میں بیشمار نعمت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بیشمار دیا جائے گا۔ اللہ پاک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی وجہ سے برداشت کرتے ہیں۔ اس کیساتھ ایک ساعت کیلئے صبر کرو تو برسہا برس اس کے لطف وانعام کو دیکھتے رہو گے۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ مدد کرنے اور کامیاب بنانے میں اس کے ساتھ باستقبال رہو اور اس کیلئے بیدار ہو جاؤ اور اس سے غافل مت ہو۔ اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کیلئے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ ہوگا۔ اس کیلئے بیدار بنو۔ اس سے ملنے سے قبل بیدار بنو۔ اپنے غیر اختیاری بیدار ہونے سے قبل ورنہ پشیمان ہو جاؤ گے۔ ایسے وقت کہ پشیمانی تم کو مفید نہ ہوگی اور اپنے قلب کی اصلاح کرلو کیونکہ قلوب ہی ایسی چیز ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو سارے حالات سنور جاتے ہیں اور اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔ قلب کا سنورنا، پرہیزگار، حق تعالیٰ پر توکل، اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے قلب گویا پرندہ ہے۔ بدن کے پنجرہ میں گویا موتی کا ہے ڈبہ کا نہیں ہے اور مال کا ہے صندق کا نہیں ہے۔ اے میرے اللہ! میرے اعضاء کو اپنی طاعت میں اور قلب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما اور مدت العمر ساری رات اور سارے دن اسی میں مشغول رکھ اور ہم کو شامل فرما نیکوکار اسلاف کیساتھ اور ہم کو نصیب فرما جو ان کو نصیب فرمایا تھا اور ہمارا ہو جا، جیسا کہ ان کا ہو گیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلوب پر بھی زنگ آجاتا ہے قرآن پڑھنا، موت کو یاد رکھنا اور وعظ کی مجلسوں میں حاضر ہونا ان کی صیقل ہے پس اگر صاحب قلب نے اس زنگ کا تدارک کرلیا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہتر ہے ورنہ زنگ سیاہی بن جاتا ہے اور قلب سیاہ ہوجاتا ہے نور سے دور ہوجانے کے سبب کالا پڑ جاتا ہے دنیا کو محبوب سمجھنے اور تقویٰ کے بغیر (اندھا بن کر) اس پر گرنے کی وجہ سے، کیونکہ دنیا کی محبت جس کے قلب میں جگہ پکڑتی ہے اسکا تقویٰ جاتا رہتا ہے اور وہ دنیا جمع کرنے لگتا ہے خواہ حلال سے ہو یا حرام سے اس کے جمع کرنے میں اس کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور حق تعالیٰ سے اور اس کے ملاحظہ سر شرمانا زائل ہوجاتا ہے۔

صاحبو! اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کو قبول کرو اور اپنے دِلوں کا زنگ اس دوا سے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم پر ظاہر کردی ہے صاف کرلو اگر تم میں سے کسی شخص کو کوئی مرض لاحق ہوجائے اور کوئی طبیب اس کی دوا بتائے تو جب تک اس کا استعمال نہیں کرلیتے زندگی دوبھر پڑ جاتی ہے (پھر قلب کے مرض میں پیغمبر کی بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بے پروائی کیوں ہے) اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اپنے ربّ عزّ وجلّ کا مراقبہ رکھو۔ اس کو اپنا نصب العین بنالو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے (پس اس کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا ہی مراقبہ ہے) ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں زبان تو قلب کی غلام اور خادم ہے (اور اعتبار آقا کا ہے نہ کہ غلام کا) وعظ کے سننے پر مداومت کر کیونکہ قلب وعظ کے سننے سے جب غیر حاضر ہرنے لگتا ہے تو اندھا بن جاتا ہے توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جملہ احوال میں حق تعالیٰ کے امر کی عظمت ملحوظ رہے اور اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ ساری بھلائی دو باتوں کے اندر ہے یعنی حق تعالیٰ کے حکم کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرنا ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کے حکم کی عظمت نہ کرے اور اللہ کی مخلوق پر شفقت نہ کرے وہ اللہ سے دور ہے۔

حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی تھی کہ رحم کرتا کہ میں تجھ پر رحم کروں میں بڑا رحیم ہوں جو میری مخلوق پر رحم کرتا ہے میں اس پر رحم کرتا ہوں اور اس کو اپنی جنت میں داخل کرلیتا ہوں...... پس مبارک ہو رحم کرنے والوں کو تمہاری تو عمر اس قصہ میں برباد ہوئی کہ انہوں نے یہ کھایا اور ہم نے یہ کھانا انہوں نے یہ پیا اور ہم نے یہ پیا انہوں نے یہ پہنا اور ہم نے یہ پہنا انہوں نے اتنا جمع کیا اور ہم نے اتنا جمع کیا۔ جو شخص فلاح چاہے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس کو محرمات اور شبہات اور خواہشات سے روکے اور حق تعالیٰ کے حکم کو بجالائے اور ممنوعات سے باز رہے اور اس کی تقدیر کی موافقت کرنے پر جمار ہے اہل اللہ حق اللہ تعالیٰ کی معیت میں صابر بنے رہے اور خدا سے صبر نہ کرسکے انہوں نے صبر کیا اس کیلئے اور اسی کے متعلق، انہوں نے صبر کیا تا کہ اس کی معیت

صاحبزادہ! حق تعالیٰ کیلئے تیری ارادت صحیح نہیں ہوئی اور نہ تو اس کا طالب ہے کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے حق تعالیٰ کو مطلوب سمجھنے کا اور طلب کرے غیر کو تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ طالبان دنیا کی کثرت ہے اور طالبان آخرت کی قلت اور طالبان حق اور اس کی ارادت میں سچے تو بہت ہی کم ہیں کہ کامیابی یا نایابی میں کبریت احمر جیسے ہیں۔ اس درجہ شاذ و نادر ہیں کہ ایک آدھ ہی پایا جاتا ہے۔ وہ کنبوں قبیلوں میں سے ایک ایک دو دو ہیں۔ وہ معدن ہیں زمین میں بادشاہ ہیں زمین کے کوتوال ہیں۔ شہروں اور باشندوں کے انکے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان پر بارشیں برستی ہیں انکی برکت سے حق تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے ان کی وجہ سے زمین روئیدگی لاتی ہے وہ اپنے ابتدائے حال میں بھاگتے پھرتے ہیں ایک پہاڑ کی چوٹی سے دوسری چوٹی پر، ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ایک ویرانہ سے دوسرے ویرانہ کی جانب، جب کسی جگہ پر پہچان لئے جاتے ہیں تو وہاں سے چل دیتے ہیں سب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکتے، دنیا کی کنجیاں اہل دنیا کے حوالے کرتے اور برابر اسی حالت پر قائم رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے گرد قلعے تعمیر کر دیئے جاتے ہیں (کہ کہیں جا نہیں سکتے) نہریں انکے قلوب کی طرف بہنے لگتی ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے لشکر ان کے اردگرد پھیل جاتا ہے اور ایک کی جدا حفاظت کی جاتی ہے سب کا اعزاز کیا جاتا ہے اور نگہبانی ہوتی ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنایا جاتا ہے یہ ساری باتیں عام عقلوں سے باہر ہیں پس اس وقت ان کو مخلوق پر توجہ کرنا فرض بن جاتا ہے وہ طبیبوں سے جیسے ہوتے ہیں اور ساری مخلوق بیماروں جیسی، تجھ پر افسوس دعوے کرتا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے پس بتا کہ ان کی کون سی علامت تجھ میں موجود ہے حق تعالیٰ کے قرب اور اس کے لطف کی کیا نشانی ہے؟ تو خدا کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا ہے ہر شب کو تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے؟ تیرا کھانا اور پینا مباح ہے یا حلال خالص؟ تیری خواب گاہ دنیا ہے یا آخرت یا قرب حق تعالیٰ؟ تنہائی میں تیرا انیس کون ہے؟ خلوت میں تیرا ہم نشین کون ہے؟ اے دروغ گو! تنہائی میں تو تیرا انیس تیرا نفس اور شیطان اور خواہش اور دنیا کے تفکرات ہیں اور جلوت میں شیاطین الانس ہیں جو بدترین ہم نشین اور فضول بکواس والے ہیں یہ بات بکواس اور محض دعوے سے نہیں آتی اس میں تیری گفتگو محض ہوس ہے جو تجھ کو مفید نہیں لازم پکڑ سکون اور گستاخی کو حق تعالیٰ کے حضور میں اور بے ادبی سے احتراز اور اگر اس میں تیرا بولنا ضروری ہی ہو تو حق تعالیٰ کے ذکر سے اور اہل اللہ کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کیلئے ہونا چاہیے

نہ اسطرح کہ تو اس کا مدعی بن جائے اپنے ظاہر سے حالانکہ تیرا قلب اس سے خالی ہے ہر ظاہر کو باطن اسکے موافق نہ ہو ہذیان ہے۔
کیا تو نے جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سنا کہ جو شخص (غیبت کرکے) دن بھر لوگوں کے گوشت کھاتا رہا اس کا روزہ نہیں ہوا آپ نے بیان فرمادیا کہ کھانا پینا اور افطار کرنے والی چیزوں ہی کے چھوڑنے کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اس کیساتھ گناہوں کو چھوڑنے کا بھی اضافہ کرنا چاہئے پس بچو غیبت سے کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھالیتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھالیتی ہے جس شخص کی تقدیر میں فلاح ہے وہ اسکی عادت کبھی نہیں ڈالتا اور جو غیبت میں مشہور ہوجاتا ہے اسکی لوگوں میں حرمت کم ہوجاتی ہے اور بچو شہوت کیساتھ نگاہ کرنے سے کہ وہ تمہارے قلوب میں معصیت کا بیج بووے گی اور اس کا انجام دنیا میں اچھا ہے نہ آخرت میں اور بچو جھوٹی قسم کھانے سے کہ وہ آباد شہروں کو چٹیل بیابان بنا چھوڑتی ہے کہ مال اور دین دونوں کی برکت لے جاتی ہے تجھ پر افسوس ہے کہ اپنی تجارت کو جھوٹی قسم سے رواج دیتا اور اپنے دین کا خسارہ اٹھاتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو جانتا کہ اصل خسارہ یہی ہے کہ تو کہتا ہے کہ خدا کی قسم! اس جیسا مال شہر بھر میں نہیں اور نہ کسی کے پاس موجود ہے۔ خدا کی قسم! یہ اتنے کا ہے اور خدا کی قسم! مجھ کو اتنے میں پڑا ہے حالانکہ تو اپنی ساری گفتگو میں جھوٹا ہے پھر اپنے جھوٹ پر گواہی دیتا اور اللہ عزوجل کی قسم بھی کھاتا ہے کہ میں سچا ہوں عنقریب وہ وقت آئے گا کہ تو اندھا اور اپاہج ہوگا۔ خدا تم پر رحم کرے حق تعالیٰ کے حضور میں باادب رہو جو شخص شریعت کے آداب سے ادب نہ سیکھے گا اس کو قیامت کے دن آگ ادب سکھائے گی اس مقام پر کسی نے سوال کیا کہ پھر جس شخص میں یہ پانچوں خصلتیں (دعویٰ کمال، غیبت، نظر باشہوت، کذب اور دروغ حلفی) ہوں اس کے روزہ اور وضو کے باطل ہونے کا حکم دینا چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں روزہ اور وضو تو باطل نہ ہوگا لیکن یہ ارشاد بطریق وعظ اور تہدید و تخویف کے ہے۔

نصیب ہو اور طالب بنے تاکہ اس کا قرب ان کو حاصل ہو جائے وہ اپنے نفسوں اور اپنی خواہشوں اور اپنی طبیعتوں کے گھر سے باہر نکل گئے۔ شریعت کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے ربّ عزّ وجل کی طرف چل کھڑے ہوئے پس ان کے سامنے آفتیں آئیں، ہول اور مصائب بھی آئے، غموم و ہموم بھی آئے، بھوک پیاس بھی آئی، برہنگی بھی آئی، ذلت وخواری بھی آئی مگر انہوں نے کسی کی بھی پرواہ نہ کی۔ نہ اپنی رفتار سے باز آئے اور اپنی طلب سے جس پر متوجہ تھے متغیر ہوئے ان کا رخ آگے کی جانب رہا اور ان کی چال سست نہ پڑی۔ برابر ان کی یہی حالت رہتی ہے یہاں تک کہ قلب اور قالب کا بقا متحقق ہو جاتا ہے۔

صاحبو! حق تعالیٰ سے ملنے کیلئے کام کرو اور اس کی ملاقات سے پہلے اس سے شرماؤ (کہ کیا منہ لیکر سامنے جائیں گے) مومن کی حیا اوّل حق تعالیٰ سے ہے اسکے بعد اس کی مخلوق سے۔ البتہ اس صورت میں جس کو تعلق ہو دین سے اور شریعت کی حدود کی ہتک سے تو اس وقت اس کو حیا کرنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزّ وجل کے دین کے بارے میں شرم کو بالائے طاق رکھ دے اور بے باک بن کر بلا رورعایت نصیحت کرے۔ دین کی حدود کو قائم کرے اور حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے (کیونکہ وہ حکم فرماتا ہے کہ) دین خداوندی کے بارے میں مجرموں کو سزا دیتے وقت تم کو شفقت نہ ہونی چاہئے۔ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تابع ہونا جس شخص کیلئے صحیح ہو جاتا ہے تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو اپنی زرہ خود پہناتے اور اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈالتے اپنے ادب اور اپنے خصائل وعادات سے اسکو آراستہ کرتے اور اپنی خلعتوں میں سے اس کو خلعت بخشتے ہیں اور اس سے نہایت خوش ہوتے ہیں کہ آپ کی اُمت میں کیسا ہونہار نکلا اور اس پر اپنے پروردگار کا شکریہ ادا فرماتے ہیں (کہ ایسی سعادت مند روحانی اولاد عطا فرمائی) پھر اس اپنی اُمت میں اپنا نائب اُمت کا رہنما اور ان کو دروازہ خداوندی کی طرف بلانے والا بنا دیتے ہیں بلانے والے اور رہنما آپ ہی تھے مگر جب آپ کو حق تعالیٰ نے اٹھالیا تو آپ کیلئے اُمت سے وہ لوگ قائم کر دیئے جو ان میں آپ جانشین بنتے ہیں اور وہ لاکھوں بلکہ ان گنت مخلوق میں سے ایک دو ہی ہیں وہ مخلوق کو راستے بتاتے ہیں اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرکے ہروقت ان کی خیر خواہی میں لگے رہتے ہیں۔ منافقوں اور فاسقوں کے منہ پر ہنستے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو اس حالت سے چھڑائیں جس میں وہ مشغول ہیں اور حق تعالیٰ کے دروازہ پر ان کو لاڈالیں اور اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ فاسق کے منہ پر نہیں ہنستا مگر عارف یعنی عارف اس کے منہ پر ہنستا اور ایسا ظاہر کرتا ہے گویا اس سے واقف ہی نہیں حالانکہ وہ آگاہ ہے اس کے دین کے گھر کی ویرانی سے اور اس کے دل کے چہرہ کی سیاہی سے اور اس کے کھوٹ اور تکدر کی کثرت سے فاسق اور منافق تو یوں گمان کرتے ہیں کہ ہمارا حال اس سے مخفی رہا اور اس نے ہم کو پہچانا نہیں نہیں نہیں اس کی کوئی عزت نہیں (جس کے سبب ان کا حال مخفی رہے) وہ عارف سے چھپ نہیں سکتے عارف ان کو پہچان لیتا ہے نگاہ اور نظر اور بات اور حرکت سے ان کو شناخت کر لیتا ہے انکے ظاہر اور باطن سے اور اس میں مطلق شک نہیں افسوس! تم گمان کرتے ہو کہ تمہاری حالت صدیقین و عارفین وعاملین سے پوشیدہ رہتی ہے تم کس وقت تک اپنی عمروں کو ناچیز کے اندر ضائع کرتے رہو گے۔

٤...... وعظ ﴿ مورخہ ۷ جمادی الثانی ۵۴۵ھ

عاقل بن اور جھوٹ مت بول۔ تو کہتا تو یہ ہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں حالانکہ ڈرتا ہے دوسروں سے نہ کسی جن سے ڈر نہ انسان سے نہ فرشتہ سے اور نہ کسی جانور ناطق یا غیر ناطق سے نہ دنیا کے عذاب سے ڈر اور نہ آخرت کے عذاب سے بس ڈرنا تو اسی سے چاہئے جو عذاب دینے والا ہے (یعنی حق تعالیٰ) عقلمند شخص حق تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرا کرتا وہ غیر اللہ کی بات سے بہرا ہے (کہ کسی کی بات پر بھی کان نہیں دھرتا) ساری مخلوق اس کے نزدیک (گویا) بے کس بیمار اور محتاج ہے یہی شخص اور جن کی بھی اس جیسی حالت ہو اصل علماء ہیں جن کے علم سے نفع پہنچتا ہے جو شریعت اور حقائق اسلام کے عالم ہیں وہ دین کے طبیب ہیں کہ دین کی شکستگی کو جوڑتے ہیں اے وہ شخص جس کا دین شکستہ ہوگیا ہے ان کی طرف قدم بڑھا تاکہ وہ تیری شکستگی کی بندش کریں جس (خدا) نے بیماری اتاری ہے وہی دوا بھی اتارتا ہے (پس علاج سے ناامید مت ہو، باقی رہا بیماری میں مبتلا کرنا تو وہ خاص مصلحت کی وجہ سے ہے اور) وہ مصلحت کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے تو اپنے ربّ پر اس کے فعل میں تہمت مت رکھ (کہ بلاوجہ بیمار بنادیا) الزامات اور ملامت کیلئے تیرا نفس دوسروں کی بہ نسبت زیادہ مستحق ہے نفس سے کہہ دے کہ عطا اس کیلئے ہے جو اطاعت کرے اور عصا اس کیلئے جو معصیت کرے (پس نہ تو معصیت کرتا نہ امراض کی لاٹھیاں کھاتا) جب اللہ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو (اس کی صحت و دولت) چھین لیتا ہے پس اگر وہ صبر کرتا ہے تو اس کو رفعت بخشتا ہے خوش عیشی نصیب فرماتا ہے، عطاؤں سے نوازتا اور سرمایہ عطا فرماتا ہے۔

یا اللہ ہم تجھ سے قرب کا بغیر بلا کے سوال کرتے ہیں اپنی قضا وقدر میں ہمارے ساتھ شفقت کا برتاؤ کر اور شریروں کی شرارت اور بدکاروں کی مکاری سے ہم کو بچا اور ہماری حفاظ فرما جس طریقہ سے بھی تو چاہے اور جس طرح چاہے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں دین میں اور دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کا...... ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اعمال صالحہ کی توفیق کا اور اعمال میں اخلاص کا...... ہماری دعا قبول فرما۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِہٖ وَ لِکَاتِبِہٖ وَ لِوَالِدَیْھِمَا